مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز دہلی اور دیوبند
کہ تمام اداروں کی درسیات دستیاب ہیں
حیدرآباد، اضلاع اور پڑوسی ریاستوں کے تاجرین اور
اسکولس کے انتظامیہ فوری ربط پیدا کریں۔
ملنے کا پتہ
اسلامی کتابوں کی دنیا
ھدیٰ بک ڈسٹری بیوٹرس
455۔ پرانی حویلی، حیدرآباد۔2 انڈیا
Ph:24514892,66481637
E-mail : hudabooks@yahoo.com
GENIUS Zahed

"اس شخص سے بہتر کس کی بات ہوسکتی ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک عمل کرے اور کہے کہ میں مسلمانوں میں سے ہوں۔" (قرآن)

سہ روزہ دعوت نئی دہلی

www.dawatonline.com

IQRA PUBLIC SCHOOL
Idgah Mundiyar Phoolpur Azamgarh
REQUIRES
T.G.Ts for English, Maths, Social Science, and Science
Last date of application form: 26-06-09
(With Full Bio Data and Photograph)
Date of Interview: 25-06-2009 at 2 P.M.
C/o Khan Clinic
Phoolpur Azamgarh (U.P.) Pin Code: 276304
Mobile No. 9838581626, 9889426363, Fax No. 05460-230057,
Email: iqra'school@hotmail.com

● جلد:۵۷ ● شمارہ:۵۶ ● ۱۹/جون ۲۰۰۹ء ● 19 June 2009 ● جمعہ ● ۲۵/جمادی الثانی ۱۴۳۰ھ ● قیمت=/Rs.5 ● سعودی عرب اور دیگر خلیجی ملکوں کیلئے ۲/ریال ● Posting: 17 June 2009 Wednesday

ایران میں پھر احمدی نژاد صدر

تہران- ایران کے صدر محمود احمدی نژاد دوسری مدت کے لئے بھاری اکثریت سے کامیاب ہوگئے۔ وزیر داخلہ صادق محصولی کے مطابق ملک کے صدارتی انتخابات میں کل ۸۵ فیصد ووٹنگ ہوئی۔ ۶۲،۶ فیصد ووٹ ایرانی صدر کو ملے، جب کہ ان کے مقابلہ میں کھڑے دیگر تین امیدواروں میں سے میر حسین موسوی کو ۳۳،۷۵ فیصد ووٹ ملے۔ اپوزیشن نے انتخابات میں دھاندلی کا الزام لگایا ہے۔ مسٹر احمدی نژاد کے دوبارہ صدر منتخب ہونے سے مغربی طاقتوں کو سخت مایوسی ہوئی ہے جو ایران کے جوہری پروگرام کو بند کرانے کے لئے مسلسل کوششیں کر رہے تھے۔

ایران کے جوہری پروگرام کی نگرانی

ویانا- اقوام متحدہ کی جوہری نگرانی ایجنسی نے ایران سے جوہری پروگرام کی نگرانی کے لئے اور کیمرے لگانے کی اجازت طلب کی ہے۔ گزشتہ ہفتہ جاری ایجنسی کی رپورٹ کے مطابق ایران کے پاس کافی تعداد میں یورینیم موجود ہے اور اس نے حال ہی میں اس کی پیداوار میں اضافہ کیا ہے۔ مغربی ممالک کو شبہ ہے کہ ایران جوہری ہتھیار بنانے کی تیاری کر رہا ہے جب کہ ایران کا کہنا ہے کہ اس کا جوہری پروگرام پرامن مقاصد کے لئے ہے۔ بہرحال ایجنسی کے سربراہ محمد البرادعی نے کہا ہے کہ جب تک جوہری تنصیبات کی مانیٹرنگ جاری ہے ایران جوہری بم نہیں بنا سکتا۔

شمالی کوریا کیخلاف نئی قرارداد

واشنگٹن- اقوام متحدہ میں سلامتی کونسل نے شمالی کوریا کے خلاف نئی لیکن سخت پابندیوں کی قرارداد منظور کرلی ہے۔ ادھر شمالی کوریا نے کہا ہے کہ وہ اقوام متحدہ کی جانب سے اس کے خلاف نئی پابندیوں کے نفاذ کے بعد اپنے پلوٹونیم ذخائر کو ہتھیاروں کی تیاری میں استعمال کرے گا۔ شمالی کوریا کے خلاف مذکورہ کارروائی اس کی طرف سے حال ہی میں کئے گئے جوہری تجربات کے بعد کی گئی ہے جس پر پوری دنیا نے تشویش کا اظہار کیا تھا۔

ملک کے پہلے مسلم اٹارنی جنرل

نئی دہلی- صدر جمہوریہ پرتبھا پاٹل نے سینئر ایڈوکیٹ غلام عیسیٰ واہن وتی کو تین سال کی مدت کے لئے بطور اٹارنی جنرل آف انڈیا مقرر کیا ہے۔ یہ پہلا موقع ہے کہ کسی مسلمان کو اٹارنی جنرل کے عہدے پر مقرر کیا گیا ہے۔ اس سے قبل وہ مہاراشٹر کے سالیسٹر جنرل بھی رہ چکے ہیں اور سپریم کورٹ وہائی کورٹ میں مرکزی حکومت کے نمائندے کے طور پر بھی کام کرتے رہے ہیں۔ ادھر مہاراشٹر حکومت نے ممبئی حملے سے متعلق رام پردھان کمیٹی کی رپورٹ آنے کے بعد اپوزیشن کے سخت دباؤ کے تحت ممبئی کے دوسرے مسلم پولیس کمشنر حسن غفور کو ایک طرح سے ناکامی کا ذمہ دار ٹھہرا کر ان کا تبادلہ کردیا۔ تاہم انہیں ترقی دے کر مہاراشٹر پولیس ہاؤسنگ کارپوریشن کا مینجنگ ڈائریکٹر بنادیا جو ڈائریکٹر جنرل آف پولیس کے عہدے کے برابر ہوتا ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ وہ انتظامیہ سے ہٹادیے گئے۔ ان کی جگہ پر ممبئی کے نئے پولیس کمشنر ڈی شیوتندن بنائے گئے ہیں۔

سی ٹی بی ٹی پر دستخط کی شرط

جکارتہ- انڈونیشیا نے سی ٹی بی ٹی کی توثیق امریکی دستخط سے مشروط کردی ہے، انڈونیشیا کے وزیر خارجہ حسن وراجد نے واشنگٹن کی ایک تقریب میں کہا کہ ان کا ملک جوہری ہتھیاروں سے پاک دنیا کا حامی ہے لیکن معاہدے پر دستخط اسی وقت کرے گا جب امریکہ اس پر دستخط کردے۔ واضح رہے کہ انڈونیشیا میں جوہری تنصیبات موجود تو ہیں لیکن وہ جوہری ہتھیار نہیں بنا رہا ہے۔

ملک میں ریزرویشن کی سیاست اور مسلمان

منموہن سنگھ سرکار کی پہلی اننگ میں مرکز میں پہلی بار بنی وزارت اقلیتی امور کے پہلے وزیر عبدالرحمٰن انتولے یہ دلاسہ دیتے دیتے چلے گئے کہ ان کی وزارت مسلمانوں کی بہبود وترقی سے متعلق سچر کمیٹی کی سفارشات کو نافذ کرائے گی۔ حکومت کی میعاد پوری ہوگئی لیکن سفارشات نافذ نہیں ہوئیں۔ اب نئے وزیر سلمان خورشید جن کا درجہ پہلے مرکزی وزیر سے کم کردیا گیا ہے اور انہیں وزیر مملکت (آزادانہ) چارج بنایا گیا ہے۔ عہدہ کا چارج لیتے ہی سچر کمیٹی کی سفارشات کے نفاذ کا وعدہ کرنا تو نہیں بھولے۔

اب انہوں نے ایک انٹرویو میں کہا ہے کہ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ جب بھی اقلیتوں کی پسماندگی کا ذکر ہوتا ہے تو مسلمانوں کے لئے ریزرویشن کی بات ہی کیوں اٹھائی جاتی ہے۔ مجھے یہ بات بے معنی لگتی ہے۔ صرف ریزرویشن ہی مسلمانوں کی پسماندگی کا واحد علاج نہیں ہے۔ ہمارا آئین بھی مسلمانوں کو ریزرویشن فراہم نہیں کرتا۔ انہیں صرف پسماندہ طبقات کے تحت تھوڑا ریزرویشن مل سکتا ہے۔ ریزرویشن کے بجائے مجوزہ مساوی مواقع کمیشن کا قیام اقلیتوں کے لئے زیادہ اہم لگتا ہے۔ سچر کمیٹی نے بھی اس کی سفارش کی ہے۔ ایک بار اگر یہ کمیشن بن گیا تو اقلیتوں کو آگے بڑھنے کے مساوی مواقع ملیں گے اور وہ بھی ترقی کرسکیں گے۔ ان کی اولین ترجیح اسی کمیشن کا قیام ہوگی۔

ایک تو اقلیتی وزارت نے ابھی تک مسلمانوں کے لئے کوئی ایسا کام نہیں کیا جو واقعی قابل ذکر ہو اور جس سے مسلمانوں کو فائدہ پہنچا ہو الٹا اسے اقلیت نوازی کی سیاست کے طعنے الگ سننے پڑے، اب تو منموہن سرکار ہی نے وزارت کو غیر اہم بتا کر اس کا درجہ گرادیا پھر اس سے کیا امید کی جاسکتی ہے۔ اوپر سے اقلیتی امور کے نئے وزیر کا مذکورہ بیان۔

ظاہری بات ہے کہ مسلمانوں کی طرف سے اس پر سخت ردعمل ہونا ضروری ہے۔ خصوصاً ان لوگوں کی طرف سے جو مسلمانوں کے لئے علیحدہ سے ریزرویشن چاہتے ہیں اور اس کے لئے تحریک چلا رہے ہیں۔ بعض ریاستوں مثلاً کرناٹک، کیرلا، تملناڈو اور آندھرا پردیش میں اس تحریک کے اثرات بھی ظاہر ہوئے جہاں کی حکومتوں نے مسلمانوں کو سرکاری ملازمتوں اور تعلیمی اداروں میں کچھ نہ کچھ ریزرویشن دے کر اس کا فائدہ مسلمانوں تک پہنچانے کو یقینی بنانے کی کوشش کی لیکن قومی سطح پر ابھی تک ایسی کوئی کوشش نہیں کی جاسکی ہے۔

مسٹر خورشید کے مذکورہ بیان سے یہی لگتا ہے کہ وہ اور ان کی وزارت اس طرح کے ریزرویشن کی مخالف ہے۔ اطلاع کے مطابق جب مسلمانوں نے ان کے بیان پر سخت ردعمل ظاہر کیا تو انہوں نے صفائی پیش کرتے ہوئے کہا کہ وہ ریزرویشن کے خلاف نہیں ہیں اور یہ آئین میں ترمیم کے ذریعہ ممکن ہے۔ اس پر وہ وزیر اعظم منموہن سنگھ اور کانگریس کی صدر سونیا گاندھی سے بات چیت کریں گے۔

مسلم علماء اور دانشوروں نے مسٹر خورشید کے مذکورہ بیان کی شدید نکتہ چینی کرتے ہوئے کہا ہے کہ اگر آئین میں مسلمانوں کو ریزرویشن دینے کی گنجائش نہیں ہے تو مذکورہ ریاستوں میں ریزرویشن کیسے دیا جارہا ہے۔ جہاں تک دیگر پسماندہ طبقات کے ۲۷ فیصد ریزرویشن میں مسلمانوں کی حصہ داری کا تعلق ہے تو یہ بات سبھی جانتے ہیں کہ وہ حصہ داری برائے نام ہی ہے۔ ملک میں جو بھی ریزرویشن دیا جاتا ہے خواہ وہ کسی بھی نام سے ہو اکثریتی فرقہ کو ہی دیا جاتا ہے۔ درج فہرست ذات ریزرویشن میں مذہب کی قید لگا کر اسے صرف ہندوؤں اور سکھوں کے لئے مخصوص کردیا گیا ہے۔

درج فہرست قبائل کے ریزرویشن میں مسلمانوں کی حصہ داری نہ ہونے کے برابر ہے اور جس او بی سی ریزرویشن کا ڈھنڈورا پیٹا جاتا ہے اس کی فہرست میں ایک تو اتنی بڑی تعداد میں سبھی مذہبی فرقوں کی برادریوں کو شامل کردیا گیا ہے کہ کسی بھی برادری کو ٹھیک سے فائدہ نہیں پہنچتا۔ اس فہرست میں بھی مسلمانوں کی چندگنی چنی برادریاں ہیں جو دیگر مذہبی فرقوں کی برادریوں سے مقابلہ میں اکثر وبیشتر پیچھے رہ جاتی ہیں۔ اس طرح مسلمانوں کی کچھ برادریوں کو آئینی طور پر ریزرویشن تو حاصل ہے لیکن عملی طور پر وہ محروم رہتے ہیں۔

اگر سرکاری ملازمتوں اور تعلیمی اداروں میں مسلمانوں کی حصہ داری کو چھوڑ دیا جائے اور لوک سبھا کی ہی بات کی جائے جہاں ملک میں مسلمانوں کی آبادی کا تناسب بڑھنے کے باوجود نمائندگی دن بدن گھٹتی جارہی ہے۔ آخر یہ نمائندگی بڑھے کیسے جب لوک سبھا کی ۵۴۳ میں سے نئی حد بندی سے متاثرہ ۴۹۹ حلقوں میں سے ۸۴ نشستیں درج فہرست ذاتوں اور ۴۷ نشستیں درج فہرست قبائل کے لئے مخصوص کردی گئی ہیں۔ اروناچل پردیش، آسام، جموں وکشمیر، جھارکھنڈ اور ناگالینڈ جہاں ۴۴ نشستیں ہیں۔ وہاں ابھی حد بندی نہیں ہوئی ہے۔ نئی حد بندی کے بعد ہوسکتا ہے کہ وہاں سے بھی محفوظ حلقوں کی تعداد بڑھ جائے۔ اس طرح فی الحال لوک سبھا میں جنرل کوٹے کی نشستوں کی تعداد ۴۱۲ ہے اور ۱۳۱ ریزرو کوٹے کی نشستیں ہیں۔ یعنی ۲۴ فیصد نشستیں پہلے ہی سے مخصوص ہیں۔

اب اگر جیسا کہ خواتین کو ۳۳ فیصد ریزرویشن دینے کی بات چل رہی ہے اگر اس سے متعلق بل منظور ہوگیا تو گویا ان کے لئے ۱۷۹ نشستیں مخصوص ہوجائیں گی۔ ان میں اگر درج فہرست ذات وقبائل، پسماندہ طبقات اور مسلمانوں کو علیحدہ علیحدہ ریزرویشن نہیں دیا گیا تو مسلمانوں کا پارلیمنٹ میں پہنچنا اور بھی مشکل ہوجائے گا۔ پہلے درج فہرست ذات وقبائل کے نام پر اور اب خواتین کے نام پر مسلمانوں کے لئے لوک سبھا کے دروازے بند کئے جارہے ہیں اور مسلمان اپنے خلاف اس نئی سازش کو سنجیدگی سے نہیں لے رہے ہیں۔

ایک طرف مسلمانوں کے لئے ریزرویشن کو مذہبی بنیاد پر کہہ کر اس کی مخالفت کی جاتی ہے جب کہ اسے پسماندگی کی بنیاد پر بھی کہا جاتا ہے۔ دوسری طرف نئے نئے نام سے ملک کے اکثریتی فرقہ کو ہی ریزرویشن دینے کی باتیں کی جارہی ہیں۔ اس طرح مسلمانوں کے لئے زمین تنگ کی جارہی ہے۔ مسلمانوں کو حکومت سے سوال کرنا چاہئے کہ جب انہیں ریزرویشن نہیں دیا جاسکتا تو ان کے خلاف مذہب کی بنیاد پر ہی زمرے بنانے کی گنجائش کہاں سے پیدا کی جاتی ہے۔ آخر ملک کے اکثریتی فرقہ کو اور کس نام سے ریزرویشن دیا جائے گا مسلمانوں کے ساتھ یہ ناانصافی اور بھید بھاؤ کیوں؟

(ص ن)

ایران کا انتخابی نتیجہ مثبت فکر کا مظہر ہے

ایران میں صدارتی انتخاب کا نتیجہ مغرب کی کوشش وتوقع کے برخلاف رہا۔ عوام نے محمود احمدی نژاد مخالف پروپیگنڈہ سے متاثر ہوئے بغیر انہیں ایک بار پھر عہدۂ صدارت سے سرفراز کردیا ہے۔ صدارتی انتخاب میں ۸۵ فیصد رائے دہندگان نے اپنے حق رائے دہی کا استعمال کیا۔ محمود احمدی نژاد کو ۶۲،۶ فیصد ووٹ ملے جب کہ ان کے قریبی حریف سابق وزیر اعظم میر حسین موسوی کو صرف ۳۳،۷۵ فیصد ہی ووٹ حاصل ہوسکے۔ ایران کے الیکشن کمیشن کے مطابق ۱۲/جون کو ہونے والے دسویں صدارتی انتخاب میں چار کروڑ ساٹھ لاکھ ووٹروں میں سے تین کروڑ بیس لاکھ ووٹروں نے اپنے حق رائے دہی کا استعمال کیا۔

ایران میں عہدۂ صدارت کے لئے چار اُمیدوار میدان میں تھے۔ موجودہ صدر احمدی نژاد کے علاوہ سابق وزیر اعظم میر حسین موسوی، پارلیمنٹ کے سابق اسپیکر مہدی کروبی اور انقلابی گارڈز کے سابق سربراہ محسن رضائی بھی اُمیدوار تھے لیکن اصل مقابلہ احمدی نژاد اور حسین موسوی کے مابین بتایا جاتا تھا۔ ان اُمیدواروں میں مغربی میڈیا کے نزدیک احمدی نژاد کی شبیہ سخت گیر، قدامت پسند، حسین موسوی کی اعتدال پسند، مہدی کروبی کی اصلاح پسند اور محسن رضائی کی قدامت پسند کی تھی۔

مغرب وامریکہ ایک طویل عرصہ سے ایران کو ناپسندیدہ ریاست کے طور پر دیکھتے رہے ہیں لیکن احمدی نژاد کے دور اقتدار میں ان کے مابین اختلافات کی خلیج کچھ زیادہ ہی وسیع ہوگئی۔ احمدی نژاد نیوکلیائی توانائی کے حصول کو اپنے ملک کا بنیادی حق قرار دیتے ہوئے بارہا اپنے اس موقع کی وضاحت کرتے رہے ہیں کہ ان کا پلان پرامن مقاصد کے لئے نیوکلیائی توانائی کے حصول پر مبنی ہے۔ ان کے ملک کا مقصد جوہری ہتھیاروں کی دوڑ میں شامل ہونا قطعاً نہیں ہے۔ انہوں نے بین الاقوامی مشاہدین کے ساتھ بھی تعاون کیا اور مشاہدین میں سے ایک تعداد نے ان کے موقف کی حمایت بھی کی۔ اس کے باوجود امریکہ اور مغربی ممالک دنیا کو یہ باور کرانے کی اپنی اس کوشش کو آج بھی جاری رکھے ہوئے ہیں کہ بجلی کے لئے توانائی کا حصول ایران کا صرف ایک بہانہ ہے اس کے پس پردہ وہ جوہری ہتھیار کے حصول کے لئے کام کررہا ہے، احمدی نژاد اور ایران کے خلاف غیر پارلیمانی زبان بھی استعمال کی گئی۔ ایران کو "برائی کا محور" قرار دیا گیا۔ احمدی نژاد نے بڑی خوبی کے ساتھ مغرب کے پروپیگنڈہ اور چیرہ دستیوں کا مقابلہ کیا، ایک موقع پر انہوں نے اسے نفسیاتی جنگ سے تعبیر کیا تھا اور یقیناً انہیں اس جنگ میں کامیابی بھی ملی۔ ایران نے دنیا کے سامنے اپنے موقف کو سنجیدگی کے ساتھ واضح کیا جس کے نتیجہ میں اسے بین الاقوامی سطح پر ایک طبقہ کی حمایت بھی ملی اور اس کے حق میں آوازیں بھی بلند ہوئیں۔

ایران کے حالیہ انتخاب میں مغرب اور اس کے میڈیا کا سارا زور اس پر تھا کہ احمدی نژاد مسند اقتدار پر دوبارہ نہ بیٹھ سکیں۔ پروپیگنڈہ کے ساتھ ساتھ انتخابی مہم کی منفی رپورٹنگ بھی کی گئی۔ ایرانی عوام اور دنیا کو تاثر دینے کی کوشش کی گئی کہ احمدی نژاد سے ملک کے باشندے بیزار ہوچکے ہیں اور اب مثبت تبدیلی چاہتے ہیں لیکن ایران کے عوام نے اپنے حق رائے دہی کا استعمال کرتے ہوئے نہ صرف احمدی نژاد پر اپنے اعتماد کا اظہار کیا ہے بلکہ ملک کی پالیسی اور راہ پر اپنی مہر تصدیق ثبت کردی ہے۔

مغرب کی چیرہ دستی کا ایک واضح ثبوت یہ ہے کہ انتخابی نتائج کی بھی منفی رپورٹنگ کی گئی۔ نتائج کے اعلان کے بعد ملک کے مختلف خطوں میں خوشیوں اور جشن کے مظاہرے کے بجائے بعض مقامات پر منفی ردعمل کو ہی نمایاں کیا جارہا ہے اور اس بات کو باور کرانے کی آخری حد تک کوشش کی جارہی ہے کہ عوام نتائج سے خوش نہیں ہیں۔ احمدی نژاد کے حریف میر حسین موسوی نے انتخابی نتائج کو فراڈ قرار دیا ہے۔ حسین موسوی کے حامیوں کی طرف سے تہران میں مظاہرے، توڑ پھوڑ، سڑک جام اور آتش زنی کے واقعات انجام دیے جارہے ہیں۔ پرتشدد مظاہرے میں متعدد افراد اور پولیس اہلکار زخمی بھی ہوئے ہیں۔ مظاہرین میں تہران یونیورسٹی کے طلباء بھی شامل تھے۔ پرتشدد ہنگاموں کے بعد پولیس نے سو سے زائد افراد کو گرفتار کیا ہے جن میں سابق صدر محمد خاتمی کے بھائی بھی شامل ہیں۔ گرفتار ہونے والوں پر ہنگاموں کی حوصلہ افزائی کا الزام ہے، حسین موسوی کے روپوش ہونے کی بات کہی جارہی ہے۔ ایرانی صدر احمدی نژاد نے قوم سے خطاب کے درمیان کہا ہے کہ نتائج نے ثابت کردیا ہے کہ ایرانی عوام آگے بڑھنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے ایرانی عوام کو جشن منانے کی دعوت بھی دی۔ ایران کے سپریم لیڈر آیت اللہ خامنہ ای نے پچاسی فیصد ووٹنگ پر عوام کو مبارکباد دیتے ہوئے سنجیدگی کا مظاہرہ کرنے کی اپیل کی ہے ان کا کہنا ہے کہ دشمن بعض عناصر کے ذریعے تشدد کا سہارا لے کر انتخابی خوشیوں کو تلف کرنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے ایرانی عوام کو خبردار کیا ہے کہ وہ بیرونی طاقتوں کی سازشوں سے ہوشیار رہیں۔ (ع ک)

بلاتبصرہ

یو پی اے حکومت نے خواتین کے لئے ریزرویشن کا جو بل تیار کیا ہے اس کا مقصد دراصل دلتوں اور پسماندہ طبقات کے سیاست واقتدار میں داخلے کو روکنا ہے، واضح رہے کہ ان میں سیاسی بیداری آرہی ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ پارلیمنٹ میں ان کے بھی نمائندے پہنچیں جو ان کی فی الواقع نمائندگی کرسکیں، اس ریزرویشن پالیسی سے اعلیٰ ذات کی خواتین کے پارلیمنٹ میں پہنچنے کی راہ ہموار ہوجائے گی۔

ویریندر کسانہ، پنت نگر

ہندو، ۱۵/جون ۲۰۰۹ء

خبر ونظر

امریکی (صدر کا) ایجنڈا

قاہرہ یونیورسٹی کے خطاب میں بارک حسین اوباما نے یوں تو بڑی اچھی اچھی باتیں کہیں، قرآنی آیات کے حوالے دیے، یہودیت، عیسائیت اور اسلام کی باہمی قربت کا ذکر کیا، یہ بھی دہرایا کہ اسلام اور امریکہ کے درمیان کوئی لڑائی نہیں ہے۔ انسانی تہذیب کے ارتقاء میں اسلام کے کردار کا اعتراف بھی کیا۔ یہ بھی کہا کہ عالمی امن کے استحکام اور دنیا کو زیادہ محفوظ بنانے کے لئے امریکہ اور مسلم دنیا کو ساتھ مل کر کام کرنا چاہئے، وغیرہ وغیرہ۔ لیکن وہ اپنے (امریکی) ایجنڈے سے ذرا بھی نہ ہٹے۔ ہٹتے بھی کیسے؟ امریکی ایجنڈے کو بروئے کار لانے کا ان کا اپنا طریقہ ہے۔ ابتداء میں خیال تھا کہ چونکہ اوباما کا تعلق ڈیموکریٹک پارٹی سے ہے۔ صدارتی انتخابی مہم کے دوران وہ ری پبلکن پارٹی اور اس کی انتظامیہ کی تنقید کرتے رہے ہیں۔ لہٰذا بش کی کچھ پالیسیوں کو تو ضرور بدل دیں گے۔ لیکن ایسا کچھ نہیں کیا۔ عراق سے نکلنے کا جو وقت مقرر کیا ہے وہ پچھلی انتظامیہ بھی کرسکتی تھی اس لئے کہ عراق کے باقی ماندہ تیل پر ہاتھ صاف کرنے اور اس کے دوسرے قدرتی وسائل کی لوٹ مار کے لئے یہ وقت کافی تھا۔ عراق کو اسرائیل کے لئے بے ضرر بنادینے کا کام بھی پورا ہوجاتا۔ گوانتاناموبے کے عذاب خانوں کو فوری طور سے بند کرنے میں بھی کیا دشواری ہے، سمجھ میں نہیں آتی۔ داخلہ پالیسی اور معاشی اقدامات کے بارے میں بھی ماہرین کہتے ہیں کہ جو بھی صدر ہوتا، یہی کرتا۔

صدائے بش کی بازگشت

گزشتہ حکومت کی سب سے اہم بات جو اوباما نے دہرائی وہ یہ ہے کہ امریکہ سمیت پوری دنیا کی سلامتی اور امن کو شدید خطرات لاحق ہیں اور یہ خطرات "انتہا پسند مسلم گروپوں" کی طرف سے ہیں۔ اس سلسلہ کا اہم نکتہ یہ کہ ۱۱ ستمبر کے واقعات کو اوباما بھی عین اُسی انداز میں لیتے ہیں جس انداز میں جارج بش نے انہیں دنیا کے سامنے پیش کیا تھا۔ القاعدہ اُن کے نزدیک بھی ایک زندہ جاوید حقیقت ہے۔ گویا یہ خوش امیدی بھی غلط ثابت ہوئی کہ ۱۱ ستمبر کے صیہونی ڈرامے کے بارے میں اوباما کسی قدر حقیقت پسندانہ موقف اختیار کریں گے اور القاعدہ واسامہ بن لادن کے تعلق سے پھیلائے جانے والے افسانوں پر کچھ روک لگائیں گے۔ قاہرہ میں اوباما کا کہنا تھا کہ القاعدہ نے نیویارک میں تین ہزار انسانوں کو ماردیا جن میں بڑی تعداد امریکیوں کی تھی، اس لئے امریکی قوم اسے بھول نہیں سکتی۔ یعنی اس کی بنیاد پر بش انتظامیہ مسلمانوں اور مسلم ملکوں کے ساتھ جو کچھ کرتی رہی ہے، وہ سب درست تھا۔ اسرائیل پر حماس کے راکٹوں کا رونا تو انہوں نے رویا مگر فلسطینیوں پر اسرائیلی درندگی کا ذکر نہ کیا۔ بش کی طرح اوباما بھی چاہتے ہیں کہ اسلام کے مختلف ایڈیشن تیار کیے جائیں جو غیر مسلموں خصوصاً امریکہ اور یورپ والوں کے قابل قبول ہوں۔

ایک مطالبہ ضرور کیا جائے

لیکن ان حقائق کے باوجود عالم اسلام کو امریکی صدر کی پہل کا خیر مقدم کرنا چاہئے۔ ان کی مجبوریوں کا لحاظ بھی رکھا جانا چاہئے کہ وہ بہرحال اُس مملکت کے صدر ہیں جس کی ہر چیز صیہونی گرفت میں ہے۔ البتہ نیک نیتی کو پرکھنے کے لئے اوباما سے ایک مطالبہ ضرور کیا جائے۔ وہ یہ کہ وہ ۱۱ ستمبر کے واقعات کی حقیقی تحقیقات کسی بین الاقوامی ایجنسی سے کروائیں جس سے کہ بش انتظامیہ ہمیشہ بچتی رہی ہے۔ بش نے عالمی دباؤ یا شرماشرمی میں کانگریس کی ایک کمیٹی تو مقرر کردی تھی لیکن اُس سے تعاون بالکل نہیں کیا جس کی شکایت کمیٹی کے ممبران مستقل کرتے رہے ہیں۔ اوباما کو خود امریکہ کے اُن ماہرین کی آراء پر بھی توجہ دینی چاہئے جنہوں نے مختلف زاویوں سے جائزہ لے کر ۱۱ ستمبر کے واقعات کو "اندر کا کام" قرار دیا ہے، بش انتظامیہ کی تھیوری کی دھجیاں بکھیر کر رکھ دی ہیں۔ یہ انکوائری اس لئے بھی ضروری ہے کہ ان واقعات کو بنیاد بنا کر ہی امریکہ نے اسلام اور امت کے خلاف جنگ چھیڑ رکھی ہے جسے وہ "دہشت گردی کے خلاف جنگ" کہتا ہے۔ پھر یہ کہ امریکہ کے اس ڈرامے کی نقالی کچھ دوسرے ملکوں نے بھی شروع کردی ہے۔ اگر بارک حسین پوری آمادگی اور دیانتداری کے ساتھ یہ تحقیقات کروادیں تو پھر عالم اسلام کو منانے کے لئے انہیں کسی اور کوشش کی ضرورت نہ رہے گی۔ (پ ر)

مہاراشٹر کے اُردو میڈیم جونیئر کالجوں کے نتائج سے سبق حاصل کیا جائے

مہاراشٹر اسٹیٹ بورڈ آف سکنڈری وہائر سکنڈری ایجوکیشنل کی طرف سے فروری ومارچ میں کرائے گئے ایچ ایس سی (بارہویں جماعت) کے نتائج سے متعلق کچھ تفصیلات سامنے ہیں جن کے مطابق پورے مہاراشٹر میں ناگپور بورڈ کی الماس ناظم سید نے ٹاپ کیا ہے اس نے مجموعی طور پر ۹۸،۲۰ فیصد نمبر حاصل کئے ہیں، تفصیلات کے مطابق اس امتحان میں امسال دو لاکھ ۴۰ ہزار ۳۳ طلباء وطالبات نے فارم جمع کئے تھے ان میں ۱۲،۱۷ اسٹوڈنٹ امتحان میں غیر حاضر رہے اس طرح دو لاکھ ۳۸ ہزار ۳۲۱ طلباء وطالبات امتحان میں شریک ہوئے جن میں سے کل ایک لاکھ ۸۶ ہزار ۳۵۱ کامیاب ہوئے۔ اس طرح مہاراشٹر اسٹیٹ میں انگریزی، مراٹھی اُردو ہندی، گجراتی، کنڑا اور سندھی میڈیم اسکولوں کے ۷۸،۱۹ فیصد طلباء وطالبات کامیاب قرار پائے۔ ان سب کو انہی کی زبانوں میں سوالات کے پرچے دیے گئے تھے اور اس حساب سے انہوں نے امتحان کی کاپیوں میں جوابات لکھے۔ الماس ناظم سید پورے مہاراشٹر میں اوّل آئی ہے۔ آبادی اور کالجوں کا تناسب پورے مہاراشٹر میں سکنڈری اور ہائر سکنڈری اسکولوں کی تعداد یا اُردو میڈیم اسکولوں کی کل تعداد تو سردست دستیاب نہیں ہے تاہم مہاراشٹر میں تعلیم کے فروغ سے دلچسپی رکھنے والے لیڈروں، دانشوروں، افسروں، سوشل ورکرس اور ماہرین تعلیم کی حالت کا اندازہ کچھ اعداد وشمار سے بخوبی کیا جاسکتا ہے۔ دو لاکھ چالیس ہزار سے زیادہ فارم جمع کرنے والے طلباء وطالبات میں سے ۱۲،۱۷ اسٹوڈنٹ کا غیر حاضر رہنا دوسری ریاستوں کے بھی خواہان تعلیم کو اپنے اپنے یہاں کے حالات سے موازنہ کرنے اور اپنے اپنے حالات کا تجزیہ واحتساب کرانے کا متقاضی ہے۔

جہاں شمالی بھارت یا مخصوص اتر پردیش کے فسطائی، ہندتوادی تنگ نظر عناصر ہندی اور پھر کسی حد تک انگلش میڈیم کے علاوہ کسی اور زبان کا فروغ اور دوسرے میڈیموں سے تعلیم دینے یا دوسری زبانوں خاص طور سے اُردو کو ایک سبجیکٹ کے طور پر بھی برداشت کرنے کو تیار نہیں ہیں، انہیں مہاراشٹر سے سبق حاصل کرنا چاہئے جہاں آر ایس ایس کا ہیڈکوارٹر ہے وہاں چھ دیگر زبانوں کے ساتھ ساتھ اُردو میڈیم کے بیشمار اسکول اور کالج پوری شان وشوکت کے ساتھ چل رہے ہیں۔ اتنا ہی نہیں مخلوط تعلیم اور جنسی بے راہ روی کی اسکول وکالج کی زندگی کے ماحول سے بے اطمینانی کا اظہار کرتے ہوئے قابل ذکر تعداد میں ہندو لڑکیاں اس مالیگاؤں میں جہاں ہندتوادی دہشت گردوں نے مسجد اور قبرستان میں بم دھماکے کرکے فرقہ وارانہ ماحول بگاڑنے کی کوشش کی تھی جدید اُردو میڈیم تعلیمی کیمپس کے اُردو میڈیم اسکول میں تعلیم حاصل کررہی ہیں جن میں سے تین لڑکیوں دھنوتری ارون، شامیلی سنجے داس پوتے اور جین سونل راج کمار نے ایچ ایس سی امتحان میں ٹاپ کیا ہے اور اپنی کامیابی کا کریڈٹ تعلیمی کیمپس روح افزا پاکیزہ ماحول کو دیا ہے۔ ۸۳،۱۷ فیصد نمبر حاصل کرنے والی دھنوتری ارون کا کہنا ہے کہ انہیں مسلم کلچر پسند ہے جہاں تہذیب ہے، شائستگی ہے، پردہ ہے اور عورت ولڑکی کی سب سے بڑی ضرورت تحفظ بھی ہے۔ اس کے علاوہ

باقی صفحہ ۸ پر

قول و عمل کے تضاد کو دُور کرنا ضروری ہے

عباس مھکری

امریکی صدر بارک حسین اوباما نے قاہرہ کی تاریخی الازہر یونیورسٹی میں جو خطاب کیا ہے۔ مسلم دنیا کے بعض حلقے اس خطاب کو بہت امید افزا قرار دے رہے ہیں۔ کچھ امریکیوں کا کہنا ہے کہ بارک حسین اوباما پہلے امریکی صدر ہیں جنہوں نے مسلمانوں کے ساتھ ڈائیلاگ کرنے کی کوشش کی ہے اور قاہرہ کا خطاب امریکہ اور مسلم دنیا کے درمیان تعلقات کو بہتر بنانے کے عمل کا ایک حصہ ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ صدر بارک حسین اوباما نے اپنے پیشرو امریکی صدور کے برعکس قطعی طور پر مختلف اپروچ اور سوچ کا مظاہرہ کیا ہے اور اس بات پر اطمینان کا بھی اظہار کیا جاسکتا ہے کہ امریکہ مسلم دنیا کے ساتھ تعلقات کو بہتر بنانے کا خواہشمند ہے لیکن اب تک مسلم دنیا کے ساتھ امریکہ نے جو کچھ کیا ہے اس کے زخم ایک تقریر سے تو نہیں مندمل ہوسکتے۔ خود بارک حسین اوباما نے بھی اس امر کا اعتراف کیا ہے کہ صرف ایک تقریر میں سارے مسئلے حل نہیں ہوسکتے۔ مسائل کے حل کا انحصار اس بات پر ہوتا ہے کہ اقدامات کیا کئے جارہے ہیں اگر عمل تقریروں کے برعکس ہورہا ہو تو لوگوں کا اعتماد کبھی بحال نہیں ہوتا۔

اپنے خطاب میں صدر بارک حسین اوباما نے بین السطور یہ تاثر دینے کی کوشش کی کہ نائن الیون کے واقعات کے بعد امریکہ اور مسلم دنیا کے درمیان دوریاں اور غلط فہمیاں پیدا ہوئیں جنہیں ختم کرنے کے لئے وہ کوشش کررہے ہیں لیکن اس خطاب میں بھی انہوں نے جگہ جگہ تضاد بیانی سے کام لیا۔ انہوں نے قرآن پاک کی اس آیت کریمہ کا حوالہ دیا جس میں ارشاد ہے کہ ’’ایک بے گناہ انسان کا قتل پوری انسانیت کا قتل ہے اور جس نے ایک انسان کو بچایا گویا اس نے پوری انسانیت کو بچایا‘‘ اس آیت کریمہ کا حوالہ دینے سے پہلے امریکی صدر نے مسلم دنیا پر امریکی یلغار کا بہت گھٹیا جواز پیش کیا۔ ان کا کہنا تھا کہ سات سال قبل امریکہ نے وسیع ترین الاقوامی حمایت سے القاعدہ اور طالبان کا پیچھا کیا اور ایسا امریکہ نے اپنی مرضی سے نہیں بلکہ ضرورت کے تحت کیا۔ بارک حسین اوباما کے مطابق نائن الیون والے دن القاعدہ نے تین ہزار افراد کو قتل کیا اور قتل ہونے والے بے گناہ مرد، خواتین اور بچے تھے جن کا تعلق امریکہ اور دیگر قوموں سے تھا جنہوں نے کسی کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا تھا۔ صدر اوباما نے یہ بھی کہا کہ ہم اپنی افواج افغانستان میں نہیں رکھنا چاہتے اور نہ ہی وہاں فوجی اڈے بنانا چاہتے ہیں۔ وہاں لڑائی جاری رکھنا بہت مہنگا اور سیاسی طور پر بہت مشکل کام ہے۔ ہم اپنے ایک ایک فوجی کو واپس گھر لے جانا چاہتے ہیں، اگر ہمیں یہ اعتماد ہو تو افغانستان اور پاکستان میں کوئی ایسے انتہا پسند نہیں ہیں جو امریکیوں کو قتل کرنا چاہتے ہوں لیکن ابھی تک ایسا نہیں ہے۔ صدر اوباما نے اس عزم کا اظہار کیا کہ وہ دہشت گردوں کے خلاف جنگ جاری رکھیں گے جنہوں نے مختلف مذاہب کے لوگوں کو قتل کیا اور سب سے زیادہ مسلمانوں کو قتل کیا۔

ویسے تو صدر بارک حسین اوباما کے طویل خطاب کے ایک ایک فقرے میں تضاد بیانی کی نشاندہی کی جاسکتی ہے لیکن خطاب کے جس حصے کا اوپر حوالہ دیا گیا ہے یہ امریکیوں کی روایتی منافقت کا بھرپور عکاس ہے۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ امریکہ نے جن دہشت گردوں کے خلاف جنگ کا آغاز کیا تھا اور جس کی وجہ سے مسلم دنیا خصوصاً عراق، افغانستان اور پاکستان جیسے ممالک تباہی کا شکار ہوئے، وہ جنگ آئندہ بھی جاری رہے گی۔ صدر اوباما نے اپنی تقریر میں کسی ایک ایسی ٹھوس حکمت عملی کا اشارہ نہیں دیا جس سے مسئلہ حل ہونے کی کوئی امید پیدا ہوتی ہو۔ انہوں نے قرآن پاک کی جس آیت کریمہ کا حوالہ دیا ایسا لگتا ہے کہ اس کا اطلاق صرف انہوں نے امریکیوں کے قتل کے تناظر میں کیا ہے۔ ہم مسلمانوں کا تو یہ یقین ہے کہ کسی بھی بے گناہ انسان کا قتل نہیں ہونا چاہئے، چاہے اس کا تعلق کسی بھی مذہب، عقیدے رنگ یا نسل سے ہو۔ کیا اس آیت کا حوالہ دیتے ہوئے صدر اوباما یہ بات بھول گئے کہ امریکہ اور اتحادی افواج نے بے شمار مواقع پر کارپٹ بمباری کی، جس سے ہزاروں بے گناہ شہری مارے گئے۔ ان میں خواتین، بچے اور بوڑھے بھی شامل تھے۔ انہوں نے بھی کسی کا کوئی نقصان نہیں کیا تھا۔ کیا ہی اچھا ہوتا کہ صدر اوباما ان کا بھی ذکر اپنی تقریر میں کرتے۔ امریکہ نے مسلمان ملکوں میں آگ لگائی ہوئی ہے۔ عراق کی جنگ میں ۹ لاکھ سے زیادہ افراد لقمہ اجل بن چکے ہیں۔ نائن الیون کے بعد پاکستان اور افغانستان میں صرف امریکی اور اتحادی افواج کی کارروائیوں سے ایک لاکھ سے زیادہ لوگ مارے گئے ہیں، جن میں اکثریت بے گناہ لوگوں کی ہے۔ امریکہ کی مسلط کردہ اس جنگ میں دہشت گردوں نے جن بے گناہ اور معصوم لوگوں کا قتل عام کیا ہے، وہ اس کے علاوہ ہیں اور ان کی تعداد بھی لاکھوں میں ہے۔ یہ وہی دہشت گرد ہیں جن کے بارے میں امریکی وزیر خارجہ نے کہا ہے کہ یہ ماضی میں امریکہ کے اتحادی تھے اور امریکہ نے ہی انہیں منظم کیا تھا۔ ان لاکھوں انسانوں کا قتل کیا انسانیت کا قتل نہیں ہے اور کیا یہ کسی ’’ہولوکاسٹ‘‘ سے کم واقعہ ہے۔ اگر وہ اپنی تقریر میں یہ کہتے کہ اب امریکی افواج ڈرون حملے نہیں کریں گے تو یہ شاید مسلم دنیا سمجھتی کہ اوباما کو بھی بے گناہ انسانوں کے قتل کا احساس ہے۔

یہ بھی ایک غلط تصور ہے کہ امریکہ اور مسلم دنیا کے درمیان کوئی تصادم ہے حالانکہ مسلم دنیا کی اقوام اور حکمرانوں نے کبھی بھی امریکہ کے ساتھ جنگ کی بات نہیں کی۔ اس غلط تصور کی بنیاد پر قاہرہ کے خطاب میں الفاظ کی جادوگری کی گئی۔ خطاب میں اصل معاملات پر نہ صرف بات نہیں کی گئی بلکہ ان کی پردہ پوشی کی گئی۔ اصل معاملات یہ ہیں کہ امریکہ دنیا کے توانائی اور دیگر قدرتی ومعدنی وسائل پر قبضہ کرنا چاہتا ہے، وہ دنیا کی بڑی مارکیٹوں تک رسائی حاصل کرنا چاہتا ہے۔ امریکہ نئے سامراجی ایجنڈے کے تحت تیسری دنیا خصوصاً ایشیاء میں کثیر القومی اداروں کے صنعتی اور تجارتی زون قائم کرنا چاہتا ہے تاکہ ایک طرف تو امریکہ اور مغربی دنیا کو ماحولیاتی تباہی سے بچایا جاسکے اور دوسری طرف وہاں تارکین وطن کی آمد کو روکا جاسکے۔ ان سامراجی عزائم کی تکمیل کے لئے امریکہ اور اس کے اتحادی غریب اقوام کو جنگوں اور خونریزی میں الجھائے رکھنا چاہتے ہیں۔ امریکہ عوام، مطلق العنان اور آمرانہ حکومتوں کی حمایت کرتا ہے۔ امریکہ اگر مسلم دنیا کی خیرخواہی چاہتا تو صدر اوباما کم ازکم مسلم دنیا میں جمہوریت کی بات کرتے۔ امریکی جو اپنے لئے پسند کرتے ہیں، وہ دوسروں کے لئے پسند کیوں نہیں کرتے؟ صدر اوباما نے اپنے خطاب میں یہ اعتراف بالکل نہیں کیا کہ امریکی سامراجی عزائم کی وجہ سے مسلم دنیا کے ساتھ یہ سارے مسائل پیدا ہوئے اور نہ ہی انہوں نے کہیں یہ ذکر کیا کہ دنیا کو امن کا گہوارہ بنانے کے لئے امریکہ اپنی سامراجی پالیسیوں میں کوئی تبدیلی لارہا ہے۔ اوباما جس طرح اسلام کی اپنی من پسند تشریح کررہے ہیں اس سے خوف ہوتا ہے کہ کہیں مسلم دنیا کے خلاف کوئی اور بڑی چال نہ چلی جارہی ہو۔ ●●

جو اپنے لئے پسند کرو وہی دوسروں کیلئے پسند کرو

محمد سیف اللہ کوٹہ (راجستھان)

قرآن حکیم میں اللہ رب العزت کا فرمان ہے ’’اور جو کچھ اللہ نے تم میں سے کسی کو دوسروں کے مقابلے میں زیادہ دیا ہے اس کی تمنا کرو۔‘‘ (سورۃ النساء: ۳۲) قارون کے بارے میں فرمایا: ’’ایک روز وہ اپنی قوم کے سامنے اپنے پورے ٹھاٹ میں نکلا۔ جو لوگ حیات دنیا کے طالب تھے کہنے لگے کاش! ہمیں بھی وہی کچھ ملتا جو قارون کو دیا گیا ہے۔ یہ تو بڑا نصیبے والا ہے۔ مگر جو لوگ علم رکھتے تھے وہ کہنے لگے، افسوس تمہارے حال پر، اللہ کا ثواب بہتر ہے اس شخص کے لئے جو ایمان لائے اور نیک عمل کرے‘‘۔

(سورۃ القصص: ۷۹)

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ’’جو لوگ دوسروں پر بازی لے جانا چاہتے ہوں وہ اس چیز کو حاصل کرنے میں بازی لے جانے کی کوشش کریں۔‘‘ (سورۃ المطففین: ۲۶)

فرمایا: وہ آخرت کا گھر تو ہم ان لوگوں کے لئے مخصوص کردیں گے جو زمین میں اپنی بڑائی نہیں چاہتے اور نہ فساد چاہتے ہیں اور انجام کی بھلائی متقیوں ہی کے لئے ہے۔‘‘

(سورۃ القصص: ۸۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’تم میں سے کوئی اس وقت تک ایمان والا نہیں ہوسکتا جب تک اپنے بھائی کے لئے بھی وہی پسند نہ کرے جو خود اپنے لئے پسند کرتا ہے۔‘‘ (بخاری، مسلم) ایمان والا نہ ہونے کا مطلب اس کی حقیقت وکمال تک نہ پہنچنا ہے۔ کیونکہ ایمان بہت سے ارکان وفرائض کی عدم ادائیگی اور حرام کے ارتکاب سے ناقص ہوجاتا ہے۔ جیسے رسول اللہؐ کا قول ہے: ’’بدکار جب بدکاری کرتا ہے، اس وقت وہ مومن نہیں ہوتا، چور جب چوری کرتا ہے اس وقت وہ مومن نہیں ہوتا اور شرابی جب شراب پیتا ہے اس وقت وہ مومن نہیں ہوتا۔ اسی طرح رسول اللہؐ نے فرمایا: ’’وہ ایمان والا نہیں جس کا پڑوسی اس کی شرانگیزیوں سے محفوظ نہ ہو۔ حضرت ابودرداءؓ اور حضرت عبداللہ بن رواحہؓ فرماتے ہیں کہ ایمان قمیص کی طرح ہے جسے کبھی انسان پہن لیتا ہے، کبھی اُتار دیتا ہے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ مکمل ایمان تبھی ہوتا ہے جب اس میں کوئی کمی نہ ہو اور ایمان کی ضروری شرطوں میں سے یہ بھی ہے کہ آدمی اپنے بھائی کے لئے وہی پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے اور اس کے لئے بھی وہی ناپسند کرے جو اپنے لئے ناپسند کرتا ہے اگر ایسا نہیں ہوگا تو اس کا ایمان ناقص ہوگا۔

حضرت یزیدؓ بن اسد قشیری سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: کیا تم جنت پسند کرتے ہو؟ میں نے عرض کیا: ہاں! آپؐ نے فرمایا: تو اپنے بھائی کے لئے بھی وہی پسند کرو جو اپنے لئے پسند کرتے ہو۔‘‘ ایک موقع پر رسول اللہؐ نے فرمایا: جسے یہ پسند ہو کہ جہنم سے دُور رہے اور جنت میں جائے اسے اس حالت میں موت آنی چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو اور لوگوں کے ساتھ وہی سلوک کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: میں تمہارے لئے بھی وہی پسند کرتا ہوں جو اپنے لئے کرتا ہوں۔ دیکھو حالت جنابت میں نہ قرآن پڑھنا نہ رکوع وسجدہ کرنا۔

ایک بزرگ محمدؒ بن واسع اپنا گدھا بیچ رہے تھے، ایک شخص نے کہا: کیا آپ اسے میرے لئے پسند کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: اگر مجھے یہ پسند ہوتا تو میں بیچتا ہی نہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ مومن کو وہ چیز بری لگتی ہے جو اس کے مومن بھائی کے لئے تکلیف دہ ہو اور وہ اس سے غمزدہ ہوتا ہے۔ اسی طرح مومن بھائی کو جس چیز سے خوشی وراحت ہو اس سے خوشی وراحت محسوس کرتا ہے اور یہ بات تبھی پیدا ہوتی ہے جب دل پاک وصاف ہوجائے اور اس میں کینہ وفریب وحسد جیسی کوئی چیز باقی نہ رہ جائے۔

حسد کا تقاضا یہ ہوتا ہے کہ حاسد کسی بھلائی میں اپنے سے اُوپر یا برابر کسی کو نہ دیکھنا چاہئے۔ کیوں کہ وہ لوگوں سے ممتاز اور بڑھ چڑھ کر رہنا پسند کرتا ہے جب کہ ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جو بھی نعمت دے آدمی کو یہ پسند ہو کہ نعمت میں اس کا اپنا حصہ کم نہ ہو لیکن دوسرے مؤمنین کو بھی ملے۔

رشک دو ہی آدمیوں کے بارے میں کیا جاسکتا ہے۔ ایک تو وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے مال ودولت سے نوازا ہو اور (اللہ تعالیٰ کی راہ) میں دن رات خرچ کرتا ہو اور دوسرا شخص وہ جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن کا علم دیا ہو اور وہ دن رات اسے پڑھتا ہو۔ رشک یہ ہے کہ آدمی یہ سوچے کہ اگر میرے پاس بھی مال ودولت ہوتی تو میں بھی اسی طرح خرچ کرتا۔ تو یہ دونوں اجر میں برابر ہوں گے۔ اور اگر دنیوی چیز میں رشک کیا جائے تو اس میں کوئی بھلائی نہیں۔ مومن کو دینی فضائل میں کمی پر غم زدہ ہونا چاہئے اسی لئے اسے حکم دیا گیا ہے کہ وہ دین کے معاملے میں اس کی طرف دیکھے جو اس سے درجے میں بلند ہو اور اس مرتبہ کے حصول کے لئے پوری طاقت وکوشش صرف کرے۔ اگر آدمی یہ تمنا کرے کہ اس کے بھائی کو جو کچھ مال ودولت اور اہل وعیال کی نعمت ملی ہے وہ اس سے چھن کر میرے پاس آجاتی۔ اس طرح کی تمنا حسد ہے۔ یہ خواہش کرنا بجا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے جو مخصوص نعمت دی ہے وہ دوسرے لوگوں کو بھی مل جائے۔ حضرت عبداللہؓ بن عباسؓ فرماتے ہیں: جب میں قرآن کریم کی کسی آیت سے گزرتا ہوں تو دل میں یہ خواہش پیدا ہوتی ہے کہ اس کے بارے میں جو کچھ علم مجھے ہے وہ تمام لوگوں کو حاصل ہوجائے۔ ●●

نیکیاں

قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے۔ اللہ نے تم کو تمہاری ماؤں کے پیٹوں سے نکالا اس حالت میں کہ تم کچھ نہ جانتے تھے اس نے تمہیں کان دیئے، آنکھیں دیں اور سوچنے والے دل دیئے اس لئے کہ تم شکرگزار بنو۔‘‘

(سورۃ النحل: ۷۸)

ایک اور جگہ فرمایا گیا: ’’کیا ہم نے اسے دو آنکھیں اور ایک زبان اور دو ہونٹ نہیں دیئے۔‘‘ (سورۃ البلد: ۸)

ایک جگہ فرمایا: ’’پھر ضرور تم سے اُس روز ان نعمتوں کے بارے میں جواب طلبی کی جائے گی۔‘‘ (سورۃ التکاثر: ۸)

ایک جگہ فرمایا: ’’یقیناً آنکھ کان اور دل سب ہی کی بازپرس ہونی ہے۔‘‘

(سورۃ بنی اسرائیل: ۳۶)

ایک جگہ فرمایا: اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گننا چاہو تو گن نہیں سکتے۔ (سورۃ النحل: ۱۸)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ’’ہر دن جس میں سورج طلوع ہوتا ہے لوگوں کے (بدن کے) ہر ہر جوڑ پر صدقہ (واجب) ہوتا ہے۔ تم دو آدمیوں کے درمیان انصاف کرو تو یہ بھی صدقہ ہے، آدمی کو سواری پر چڑھنے یا اس کا سامان اُٹھا کر رکھنے میں مدد دو تو یہ بھی صدقہ ہے۔ بھلی بات بولو تو یہ بھی صدقہ ہے، ہر قدم جو تم نماز کی طرف جانے کے لئے اٹھاتے ہو وہ بھی صدقہ ہے اور راستے سے تکلیف دہ چیز ہٹا دو تو یہ بھی صدقہ ہے۔ (بخاری، مسلم)

ایک اور حدیث میں رسول اللہؐ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے آدمی کو تین سو ساٹھ جوڑوں پر پیدا کیا ہے، جس نے اسی تعداد کے بقدر اللہ تعالیٰ کا ذکر، تسبیح وتحمید وتہلیل کرلی یا مسلمانوں کے راستے سے کانٹا، ہڈی یا پتھر ہٹادیا یا کسی بھلائی کا حکم دیا یا کسی برائی سے روکا تو وہ اس دن (کے حساب میں) اپنے آپ کو جہنم سے بچالیتا ہے۔ (مسلم)

رسول اللہؐ نے فرمایا: دو نعمتیں ایسی ہیں جن کے بارے میں بہت سے لوگ قدر نہ سمجھنے کے شکار ہیں، صحت اور فارغ البالی۔ (بخاری) یہ نعمتیں ایسی ہیں جن کے شکر اور صحیح استعمال کے بارے میں قیامت کے دن سوال ہوگا۔ رسول اللہؐ فرماتے ہیں کہ ہر روز آدمی پر اس کے جسم کے جوڑوں کے بقدر صدقہ واجب ہوتا ہے۔ یہی صدقہ اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کا شکر ہوتا ہے۔ شکر بھی دو طرح کا ہوتا ہے، ایک شکر واجب ہے اور وہ ہے فرائض کی ادائیگی اور حرام چیزوں سے پرہیز۔ فرائض کو چھوڑنا سب سے بڑا شر اور برائی ہے اور فرائض کی ادائیگی اور حرام چیزوں سے پرہیز

باقی صفحہ ۵ پر

دینی مدارس اور علماء پر اعتراضات

ڈاکٹر محمد سمیع الزماں

مدارس (اسلام کی تعلیم دینے والے ادارے) اور علماء (مدرسوں سے تعلیم مکمل کرکے سند حاصل کرنے والے افراد) چند برسوں سے بحث کا موضوع بنے ہوئے ہیں، اور یہ بحث مختلف افراد کی جانب سے مختلف زاویوں سے ہوتی ہے۔ کوئی ان کی تعریف کرتا ہے، کوئی ان کے خلاف ہے، کوئی مدرسوں کے نصاب میں تبدیلی کا طالب ہے اور کوئی علماء کی قدامت پسندی وغیرہ پر اعتراضات کے ذریعہ اظہار خیال کرتا رہتا ہے۔ یہ بحث اُس وقت سے زیادہ شدید ہوگئی ہے جب سے دنیا میں دہشت گردی کا شور اُٹھا ہے۔ اظہار خیال کرنے والوں میں اسلام دوست افراد بھی ہیں، اسلام دشمن بھی، مذہب بیزار دہریئے بھی ہیں، فرقہ پرست تنظیمیں بھی، قدیم تعلیم یافتہ بزرگ بھی ہیں اور جدید تعلیم یافتہ نوجوان بھی۔

ایسی تحریریں وقتاً فوقتاً نظروں سے گزرتی رہتی ہیں، کبھی ان کے جوابات دیئے بھی جاتے ہیں اور کبھی کوئی جواب نظر سے نہیں گزرتا، ضرورت اس بات کی ہے کہ ایسی چیزوں کا معروضی جائزہ لیا جائے۔ اور ضرورت کے مطابق اگر وہ صحیح ہوں، ان کو قبول کرتے ہوئے مناسب اقدامات کئے جائیں، غلط ہوں تو ان کا مدلل جواب دیا جائے، اور کوئی غلط فہمی ہو تو ان کے تدارک کے لئے مناسب قدم اٹھائے جائیں۔

اعتراضات کرنے والے سارے کے سارے اسلام بیزار اور مدرسوں اور ملاؤں کے دشمن نہیں ہیں، بلکہ ان میں کچھ ایسے بھی ہیں جو جذبۂ اخلاص کے ساتھ مدرسوں اور علماء کے سلسلہ میں کچھ مشورے دینا چاہتے ہیں، جو ان کی دانست میں آج کے حالات کے لحاظ سے ضروری ہیں، کچھ ایسے بھی ہیں جو غلط فہمی کا شکار ہیں، ان میں جدید تعلیم یافتہ مسلمان بھی ہیں اور بعض غیر مسلم بھی۔

اس سلسلہ میں سب سے پہلے تو ہم اپنی ہی ملت کے جدید تعلیم یافتہ نوجوانوں کے ذہنوں کو پڑھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ ان کو ’’بھٹکے ہوئے‘‘ ’’تہذیب حاضر کے پروردہ‘‘ ’’مذہب بیزار‘‘ نوجوان کہہ کر نظر انداز نہیں کرسکتے اور نہ کرنا چاہئے۔ یہ ملت ہی کی گودوں میں پلے بڑھے ہیں جن کی تعلیم وتربیت میں ہمارا ہی اہم رول رہا ہے، ان کو جدید تعلیم گاہوں میں ہم نے ہی بھیجا ہے۔ وہاں کی سیکولر تعلیم وتربیت کی وجہ سے ان کا ذہن ایک خاص نہج پر تربیت پایا ہے۔ دوسری طرف آج کی دنیا میں مذہب کا ایک خاص تصور ہے۔ جس سے ہماری نئی نسل بھی متاثر ہورہی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ مذہب صرف چند عقائد اور مراسم کا نام ہے اور باقی زندگی کے سارے معاملات، ہم اپنی عقل وخرد اور ضروریات زندگی کے مطابق طے کرسکتے ہیں اور کرنا چاہئے، یہ بظاہر دل لگتے نظریہ کے سامنے، مدارس اور علماء ایک فرسودہ تعلیمات کے مراکز اور قدامت پرست افراد کا مجموعہ نظر آتے ہیں، جو ان کے لئے آج کی دنیا میں آثار قدیمہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ لہٰذا ہماری نئی نسل بالخصوص جدید تعلیم یافتہ نسل چاہتی ہے کہ ملت اگر ترقی چاہتی ہے تو ان ’’فرسودہ چیزوں‘‘ کو چھوڑ کر ’’عملی دنیا‘‘ میں آئے، جدید دنیا کے مسائل کو سمجھے اور ان کے مطابق اپنی تہذیب، اپنی تعلیم گاہوں اور اپنے خیالات میں ’’سدھار‘‘ لائے۔ ایسے نوجوانوں کے سلسلے میں ہمارا قصور یہ ہے کہ ہم نے مذہب، مذہبی تعلیم اور اس کی (آج کی دنیا میں بھی) افادیت کو ان پر واضح نہیں کیا، ہم نے اپنی الگ سے دنیا بنالی ہے۔ اُردو زبان میں ہم علم کے دریا بہارہے ہیں جب کہ ہماری نئی نسل اُردو سے نابلد ہے۔ ہم نے نئی نسل کے سامنے مذہب اور مذہب اسلام میں فرق کو واضح نہیں کیا۔ اور اگر یہ کریں گے۔ تب ہی انہیں پتہ چلے گا کہ مدارس کیا ہیں کیوں ہیں اور ان کی کیا ضرورت ہے۔ دنیا کے جدید وسائل کو اختیار کرتے ہوئے ہمیں جدید پیرایہ میں اسلام کی توضیح کرنی ہوگی، اور جدید تعلیم یافتہ نسل کی دینی تعلیم وتربیت کے لئے بہت کچھ کرنا پڑے گا۔

جہاں تک دینی مدارس میں نصاب اور تعلیم وتربیت میں دقیانوسیت کا الزام ہے، اس کا بھی معروضی جائزہ لے کر اس میں مناسب تغیر وترمیم کی جانی چاہئے۔ اس سلسلہ میں سارے ناقدین کی نیت پر شک کرنا صحیح نہیں ہے۔ اس میں شک نہیں کہ اس میں بعض اسلام بیزار افراد بھی شامل ہیں جو چاہتے ہیں کہ ساری اسلامی تعلیمات کو ہٹا کر ’’جدید علوم‘‘ سے مسلمانوں کو آراستہ کیا جائے، مگر ان میں بعض ایسے بھی ہیں جن کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اسلامی تعلیمات پر مشتمل ایک جامع اور جدید نصاب تیار کیا جائے، جو حالات زمانہ کی ضرورتوں کو سامنے رکھ کر مرتب کیا گیا ہو، اس میں ’’اصل‘‘ نہ بدلے، مگر اس اصل کو نصاب اور جدید طریقہ تعلیم کے اصولوں کے لحاظ سے پھر سے مرتب کیا جائے ظاہر ہے کہ ایسے افراد کی نہ تو نیتوں پر شک کیا جاسکتا ہے اور نہ اس کی ضرورت وافادیت سے انکار کیا جاسکتا ہے۔ (اور نہ ہی اس پر علماء کرام کو کوئی اعتراض ہے) البتہ یہ کام ماہرین اسلامی علوم اور ماہرین جدید علوم کی مشترکہ تگ ودو ہی کے ذریعہ انجام پاسکتا ہے اور ایسا بھی نہیں ہے کہ یہ کام بالکل بھی نہیں ہورہا ہے تاہم اس پر مزید توجہ اور ترجیحی بنیادوں پر کام کرنے کی ضرورت ہے۔

جہاں تک مدارس اور علماء کرام کے مخالفین کا سوال ہے ان کو چار گروپس میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

(۱) ایک وہ جو مسلمان تو ہیں مگر اسلام کی صحیح تعلیمات اور ان کی اہمیت سے نابلد ہیں۔ (۲) ایک وہ جو نام تو مسلمانوں جیسا رکھتے ہیں مگر ہیں اندر سے اسلام بیزار، خدا بیزار اور دہریئے۔ (۳) ایسے غیر مسلم افراد جو اسلام اور اس کی تعلیمات سے ناواقف ہیں، مگر بنیادی طور پر اسلام دشمن نہیں بلکہ محض عدم واقفیت، لاعلمی اور مخالفانہ پروپیگنڈے سے متاثر ہوکر مدارس اور علماء پر مخالفانہ رائے زنی کرتے ہیں۔ (۴) ایسے غیر مسلم اسلام دشمن افراد جو جان بوجھ کر اسلام کی دشمنی میں مدارس اور علماء کو کوستے ہیں انہیں معلوم ہے کہ یہی وہ مراکز ہیں جو اسلام کے گڑھ ہیں۔

ان مختلف افراد سے نمٹنے کے لئے مختلف قسم کی حکمت عملی اپنانی پڑے گی۔ پہلی قسم کے افراد کے سامنے صحیح صورت حال آنی چاہئے، ان کی صحیح دینی وذہنی رہنمائی کی ضرورت ہے اور مناسب ذہن سازی سے وہ اس کی معقولیت سے مطمئن ہوسکتے ہیں۔

دوسری قسم کے افراد سے ویسے ہی نمٹنا چاہئے جیسے غیر مسلم دشمنان اسلام سے، کیونکہ

باقی صفحہ ۵ پر

جیلوں میں بند مسلم نوجوانوں کیلئے ہم کیا کررہے ہیں؟

ریاض عظیم آبادی

یقیناً یہ بین الاقوامی سازش ہے کہ صالح اور تعلیم یافتہ مسلم نوجوانوں کو دہشت گردی کے الزام میں گرفتار کرکے جیل رسید کردیں تاکہ تین چار برسوں کے بعد جب وہ بے گناہ جیل سے باہر آئیں تو ان کی دنیا برباد ہوچکی ہو اور وہ کسی لائق نہ رہ جائیں۔ اس ملک میں ایسی سیکڑوں نہیں تو کم ازکم دو درجن وجوہ ہیں جو کسی بھی غیرت مند نوجوان کو ہتھیار اٹھانے کے لئے مجبور کرسکتی ہیں۔ ہمیں اس بات پر ناز ہے کہ صبر وتحمل کے معاملے میں ہندوستانی مسلمانوں کا دنیا میں کوئی ثانی نہیں ورنہ جس دوغلے پن کا رُخ حکومت اور افسران مسلمانوں کے تعلق سے اپنائے ہوئے ہیں وہ ان کے صبر وتحمل کے پیمانہ کو چھلکا دینے کے لئے کافی ہے۔

محمد عرفان، نمبر ۶۱۶۳...... ہائی سیکوریٹی سیل، سینٹرل جیل، بنگلور کا ایک خط ملا ہے جس پر رضی الرحمٰن، نلگنڈہ، آندھرا پردیش، افسر پاشا، چنتامنی، کرناٹک، محبوب ابراہیم، چوب دار باگلکوٹ، کرناٹک، نور اللہ خاں، چنتامنی، کرناٹک، محمد عرفان ریاضی، بریلی، یوپی اور نجم الدین، چنتامنی، کرناٹک کے دستخط موجود ہیں۔ اس مشترکہ خط میں لکھا گیا ہے کہ وہ سبھی تین سال سے جیل کی صعوبتیں جھیل رہے ہیں۔ انہیں بنگلور میں انڈین انسٹی ٹیوٹ آف سائنس پر دہشت گردانہ حملے کے سلسلے میں جانچ پڑتال کے لئے پکڑا گیا تھا۔ جب کہ ان کا اس واقعہ سے کوئی تعلق نہیں تھا لیکن کرناٹک پولیس نے بے بنیاد سازش کا مقدمہ قائم کرکے جیل بھیج دیا۔ ان کے پاس سے کوئی اسلحہ یا غیر قانونی اشیاء ضبط نہیں کی گئیں پھر بھی پولیس نے اپنی طرف سے بہت زیادہ اسلحہ (بم ریوالور وغیرہ) رکھ کر یہ دکھایا کہ یہ سب ان کے پاس سے برآمد ہوا ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ ان کے پاس سے چاقو یا بلیڈ بھی برآمد نہیں ہوا تھا۔ میڈیا نے وہی کچھ چھاپا جسے پولیس نے چھپوانا چاہا۔ ویسے ہندوستان میں نام نہاد نیشنل پریس مسلمانوں سے متعلق یکطرفہ خبریں شائع کرنے میں مہارت رکھتا ہے۔

گودھرا میں بھی ایسا ہوا تھا۔ سابرمتی ایکسپریس کو جلانے کے جرم میں جن بے گناہ مسلمانوں کو گرفتار کیا گیا انہیں سات برسوں تک جیل کی صعوبتیں برداشت کرنی پڑیں۔ بالآخر انہیں عدالت نے بے گناہ قرار دے کر باعزت بری کردیا۔

ہمارے پاس ایسے اعداد وشمار نہیں ہیں کہ ہم حتمی طور پر یہ بتاسکیں کہ ہندوستان کی جیلوں میں کتنی تعداد میں مسلم نوجوان قید ہیں اور کس پاداش میں۔ حد تو یہ ہوگئی ہے کہ جن دہشت گردانہ حملوں کا تعلق سادھوی پرگیا، کرنل پروہت اور دیگر غیر مسلم دہشت گردوں سے ثابت ہوچکا ہے کہ ان واقعات کے تعلق سے جن بے گناہ مسلمانوں کو گرفتار کیا گیا تھا ان میں بیشتر ابھی جیلوں میں بند ہیں۔ ہماری بدنصیبی یہ ہے کہ وزارت داخلہ میں بہار کے ڈاکٹر شکیل احمد ایک مسلم وزیر مملکت کی حیثیت سے ایک عرصے تک موجود رہے مگر انہوں نے بھی ان بے گناہوں کی رہائی کے لئے کوئی قدم نہیں اٹھایا۔ حد تو یہ ہوگئی کہ ہمارے مسلم نوجوان گرفتار ہوتے ہی بغیر ثبوت اور فیصلہ کے دہشت گرد تسلیم کرلئے گئے۔ اگر کسی وکیل نے ایسے نوجوانوں کی پیروی کرنی چاہی تو پیروی کرنے والے وکیل کے خلاف بار ایسوسی ایشن کے وکلاء نے ایک نیا مورچہ کھول دیا۔ آج تک حکومت یہ بتانے سے قاصر رہی ہے کہ سیمی پر پابندی کیوں لگائی گئی ہے اور جن جن حادثات سے سیمی کا رشتہ جوڑا گیا ہے کیا اس واقعہ میں سیمی کے کارکن ملوث تھے؟ یہ سب کچھ ہماری کمزوریوں اور لاپرواہیوں کا نتیجہ ہیں۔

بہار میں جب رابڑی دیوی کی حکومت تھی دس ہزار اُردو ٹیچر اور دس ہزار مسلم داروغہ کی تقرری کا فیصلہ کیا گیا تھا۔ اس فیصلے کے خلاف عوامی مفادات عامہ کے تحت پٹنہ ہائی کورٹ میں عرضی دائر کی گئی تھی۔ ایک مخصوص برادری کے وکلاء سرگرم تھے اور وہ پٹنہ ہائی کورٹ سے ان تقرریوں کو ملتوی کرانے میں کامیاب ہوگئے۔ دو درجن مسلم وکیلوں کو خط لکھ کر پوچھا کہ جب یہ مقدمہ چل رہا تھا تو آپ کہاں تھے؟ آپ کا ضمیر کیوں سو رہا تھا؟ آپ نے اس معاملے میں مداخلت کیوں نہیں کی؟ کیا معاشرے کے تئیں آپ کا کوئی فرض نہیں بنتا؟ یقین کیجئے کسی نے بھی جواب دینے کی زحمت تک گوارہ نہیں کی۔

جنوری ۲۰۰۶ء میں سداشیو نگر پولیس اسٹیشن بنگلور نے محمد عرفان و دیگر کے خلاف ۳۱۵۶ء کو مقدمہ قائم کیا جس میں ملک کے خلاف گمبھیر سازش، آرمس ایکٹ جیسی سنگین دفعات شامل کی گئیں۔ فاسٹ ٹریک کورٹ نمبر ۲ بنگلور کی عدالت نے 539/06 کے نمبر سے سنوائی جاری ہے۔ نومبر ۲۰۰۸ء میں چارج ہوا، ۱۲ گواہان ہوسٹائل ثابت ہوئے مگر انہی گواہوں کو پولیس نے ڈرا دھمکا کر گواہی دینے پر مجبور کیا۔ پانچ وکلاء میں صرف ایک محمد انیس ایڈوکیٹ ہیں جو اس مقدمہ کو دیکھ رہے ہیں۔ جیسے حالات ہیں اور جس طرح کے گواہ گزر رہے ہیں اس سے ان کی بے گناہی کی تصدیق ہوتی ہے اور پولیس کا مسلم مخالف رویہ کھل کر سامنے آتا ہے۔

آندھرا پردیش، بنگلور، جے پور، جلگاؤں اور ممبئی میں اکابر ملت کو خصوصاً جن کے دل میں ملت کا تھوڑا بھی درد ہے سرگرم

باقی صفحہ ۵ پر

دعوت

۱۹ جون ۲۰۰۹ء

ایران میں دسواں صدارتی انتخاب

اسلامی جمہوریہ ایران کے دسویں صدارتی انتخاب میں موجودہ ایرانی صدر اور صدارتی امیدوار کو ایران الیکشن کمیشن نے فاتح قرار دے دیا ہے۔ سرکاری اعداد وشمار کے مطابق صدارتی امیدوار اور موجودہ صدر محمود احمدی نژاد کو 62.63% فیصد ووٹ ملے ہیں جب کہ ان کے قریب ترین حریف میر حسین موسوی کو 33.75% فیصد ووٹ حاصل ہوئے۔ دوسرے دو امیدوار محسن رضائی اور مہدی کروبی مقابلے میں کہیں بھی نہیں تھے، تیسری پوزیشن حاصل کرنے والے محسن کو محض 1.73 فیصد ووٹ ملے جب کہ مہدی کروبی 0.85 فیصد ووٹ ہی حاصل کرسکے۔ ایران کی آبادی سات کروڑ سے اوپر ہے۔ اس میں ووٹ ڈالنے کے حقدار چار کروڑ سے اوپر ہیں۔ اس بار ان میں سے ۸۵ فیصد رائے دہندگان نے اپنی حق رائے دہی کا استعمال کیا۔ اس سے ایرانی رائے دہندگان کے جوش وخروش کا پتہ چلتا ہے۔ سرکاری اعداد وشمار کے مطابق مجموعی طور پر 3,91,65,191 ووٹ پڑے ان میں سے 409389 ووٹ کسی وجہ سے مسترد کردیئے گئے۔ ان میں سے احمدی نژاد کو 24527516 ووٹ ملے، حسین موسوی کو 13216411 ووٹ حاصل ہوئے، محسن رضائی صرف 78240 اور مہدی کروبی محض 333635 ووٹ حاصل کرنے میں کامیاب ہوسکے۔ بتایا جاتا ہے کہ یہ جوش وخروش شہری اور دیہی علاقوں دونوں جگہ دیکھا گیا۔ لیکن بعض ذرائع یہ کہتے ہیں کہ دیہی علاقوں میں احمدی نژاد زیادہ مقبول ہیں جب کہ شہری علاقوں میں حسین موسوی، لیکن جو صوبہ وار اعداد وشمار موصول ہوئے ہیں اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ محض دو صوبوں آذربائیجان اور سیستان وبلوچستان کو چھوڑ کر باقی تمام ۲۸ صوبوں میں احمدی نژاد کو اپنے قریب ترین حریف حسین موسوی پر واضح سبقت رہی ہے۔

شوریٰ نگہبان نے اس بار چار اُمیدواروں کے نام کو منظوری دی تھی جن میں دو قدامت پسند کہے جاتے ہیں یعنی محمود احمدی نژاد اور محسن رضائی اور دو اصلاح پسند سمجھے جاتے ہیں یعنی میر حسین موسوی اور مہدی کروبی، ان میں دو کا تعلق سیاسی جماعت سے ہے، محمود احمدی نژاد آبادگراتا پارٹی سے تعلق رکھتے ہیں تو جناب مہدی کروبی کا تعلق اعتماد ملی سے ہے۔ جب کہ حسین موسوی اور محسن رضائی آزادانہ حیثیت سے انتخاب میں حصہ لے رہے تھے، آبادی کے لحاظ سے اس وقت ایران دنیا کا ایسا ملک ہے جس میں شہرکاری کا رجحان تیزی سے بڑھ رہا ہے اس کا اندازہ اس سے کیا جاسکتا ہے کہ محض ۲۵-۲۰ برسوں میں یہ فرق ہوگیا ہے کہ جہاں ۲۵ برس پہلے دیہی آبادی ساٹھ فیصد تھی اب شہری آبادی نے وہ مقام حاصل کرلیا ہے۔ ایک درجن شہر ہیں جن کی آبادی دس لاکھ یا اس سے زیادہ ہے۔ تہران کی آبادی ۷۷ لاکھ سے بھی زیادہ ہے دوسرے بڑے شہروں میں مشہد (۲۸ لاکھ)، اصفہان (۱۹ لاکھ) تبریز (۱۶ لاکھ) قراج (۱۵ لاکھ) شیراز (۱۲ لاکھ) شامل ہیں۔ ایران کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ اس کی آبادی کا ساٹھ فیصد حصہ ۳۰ سال سے کم عمر لوگوں پر مشتمل ہے۔ ۶۵ برس سے زیادہ عمر کے لوگوں کا تناسب صرف پانچ فیصد ہے۔ لیکن یہاں بے روزگاری بھی بڑھ رہی ہے۔ اس کامیابی پر ملک کے اندر ایک نئی زندگی کا آغاز ہونا چاہئے تھا لیکن ناکام امیدوار نے اس پر کچھ سوالات اٹھائے ہیں اور بدعنوانی کا الزام عائد کیا ہے۔ ملک کے سپریم لیڈر آیت اللہ خامنہ ای نے شوریٰ نگہبان کو الزامات کی جانچ پڑتال کا حکم دیا ہے۔ اس کا اہم پہلو یہ ہے کہ امریکہ اور یورپ میں اس پر واویلا ہو رہا ہے۔ غیر ملکی ذرائع ابلاغ اس کو بڑھا چڑھا کر پیش کر رہے ہیں جیسے ایران میں ایک زبردست بحران پیدا ہوگیا ہے۔ بدعنوانی کے ان الزامات پر امریکہ، کناڈا، یورپی یونین، فرانس، جرمنی، برطانیہ اور ناروے نے تشویش کا اظہار کیا ہے تو اسرائیل نے اسے ایک خطرہ قرار دیا ہے۔ عرب لیگ، عراق، قطر، شام، لبنان، افغانستان، پاکستان، ترکی، آذربائیجان، روس، بیلا روس، شمالی کوریا، وینیز ویلا، حماس، حزب اللہ، اخوان المسلمون وغیرہ کی طرف اس کامیابی پر صدر محمود احمدی نژاد کو مبارکباد کے پیغام ارسال کئے گئے ہیں۔ امید کی جانی چاہئے کہ ایرانی اس مشکل پر بھی جلد ہی قابو پالیں گے۔

مشرق وسطیٰ کے مسئلہ کے حل میں نئی اسرائیلی رکاوٹ

عرب ممالک جس امریکہ سے مسئلہ کے حل کے بارے میں توقعات وابستہ کئے ہوئے ہیں وہ اسرائیل کی مرضی کے خلاف نہیں چل سکتا

ایک بار پھر اسرائیل نے مشرق وسطیٰ کے مسئلہ کے حل کے تئیں بے رُخی کا اظہار کیا، وہ بھی اس وقت جب امریکی صدر بارک حسین اوباما ان سے بار بار مسئلہ کے حل کی اپیل کر رہے تھے اور فلسطینیوں وعرب ممالک کو یہ تسلی دے رہے تھے کہ وہ صبر کریں۔ ان کی کوششوں کا کوئی نہ کوئی نتیجہ نکلے گا۔ اس کے لئے اسرائیل کی قومی سلامتی سے متعلق وزیر اعظم بنجامن نیتن یاہو کی پالیسی ساز خطاب کا انتظار کیا جارہا ہے لیکن جب انہوں نے تقریر کی تو نہ صرف وہی پرانی باتیں اور شرطیں دہرائیں جو پہلے اسرائیل کہتا رہا ہے بلکہ یہ بھی تاثر دینے کی کوشش کی کہ اسرائیل کی نئی حکومت مسئلہ کو حل کرنا کا نہیں چاہتی۔

قومی سلامتی سے متعلق اسرائیل کے وزیر اعظم نے ۱۴ رجون کو جو تقریر کی اس پر غور کیا جائے تو اس میں فلسطینیوں پر شرطوں کے علاوہ وہ کچھ نہیں ہے۔ مسئلہ کے حل بارے میں تو کچھ نہیں کہا گیا اور شرطیں بھی ایسی جو بالکل ناجائز اور غیر منصفانہ ہیں، فلسطینیوں کے لئے قابل قبول ہو ہی نہیں سکتیں۔ انہوں نے سب سے پہلے امریکہ کی وہ اپیل مسترد کردی جس میں فلسطینی علاقہ مغربی کنارے میں یہودی بستیوں میں توسیع بند کرنے کی بات کہی گئی تھی۔ پھر فلسطینیوں کے سامنے ایسی ایسی شرطیں رکھ دیں جن کو نہ فلسطینی قبول کریں گے اور نہ ہی مسئلہ کے حل کی کوئی صورت نکلے گی۔ انہوں نے فلسطین ریاست کا قیام پر آمادگی تو ظاہر کردی لیکن وہ ریاست کہاں قائم ہوگی یہ نہیں بتایا۔ صرف یہ کہا کہ یروشلم تقسیم نہیں ہوگا۔ غیر منقسم یروشلم ہی اسرائیل کی راجدھانی بنے گا۔ جب کہ فلسطینی مشرقی یروشلم کو اپنی راجدھانی بنانا چاہتے اور بین الاقوامی برادری نے فلسطینیوں کے اس دعوے کو حق بجانب بھی قرار دیا ہے اور اسرائیل کی ہٹ دھرمی کو ناجائز بتایا۔ بہرحال اسرائیلی وزیر اعظم نے فلسطینی ریاست کے محل وقوع کے بارے میں تو کچھ نہیں بتایا البتہ اس کی شکل وصورت بتادی کہ وہ اسی صورت میں فلسطینی ریاست کے قیام پر راضی ہوں گے جب وہ غیر مسلح ہو، جس کی نہ تو اپنی کوئی فوج ہو اور فضائی حدود پر کنٹرول ہو۔ یعنی بالکل لولی لنگڑی ریاست ہوتا کہ اسرائیل جب چاہے اس پر حملہ کرکے اس پر قبضہ کرلے۔

یہ تو فلسطینی ریاست کے خدوخال کی بات ہے جہاں تک فلسطینیوں پر شرطوں کا تعلق ہے تو اس بابت مسٹر نیتن یاہو کا کہنا ہے کہ کسی بھی حل کی جانب بڑھنے کے لئے ضروری ہے کہ فلسطینی پہلے اسرائیل کو یہودیوں کا ملک تسلیم کریں، یہ اسرائیل کی بہت پرانی شرط ہے جس کو ماننے کی صورت میں بھی اس کی کوئی ضمانت نہیں کہ فلسطینیوں کو ان کا حق مل جائے گا۔ اس سے قبل جب فلسطین کے سابق صدر یاسر عرفات نے پہلی بار مذکورہ سودا اسرائیل سے کیا تھا تو اس کے عوض میں آج تک اسرائیل نے فلسطینیوں کو کچھ نہیں دیا بلکہ مسٹر عرفات کے ساتھ ایسا سلوک کیا اور ان کو اس طرح قید کیا کہ موت ہی ان کو اسرائیل کی قید سے چھڑا سکی۔ اب پھر وہی شرط اسرائیل نے فلسطینیوں کے سامنے رکھ دی ہے۔ دوسری بڑی شرط انہوں نے یہ رکھی کہ لاکھوں فلسطینی پناہ گزینوں کو اسرائیل کے اندر اپنے آبا واجداد کی زمین پر واپس آکر بسنے کا حق نہیں دیا جاسکتا۔ تو پھر وہ کہاں جائیں گے اور کہاں آباد ہوں گے اس بارے میں بھی کچھ نہیں بتایا۔ دراصل پناہ گزینوں کی وطن واپسی فلسطینیوں کا پرانا موقف ہے۔ اسرائیل نے ہمیشہ اس کی مخالفت کی کیونکہ اسے اندیشہ ہے کہ اگر غصب کی گئی اراضی پر وہ پھر آباد کئے گئے تو یہودی اقلیت میں ہوجائیں گے اور اسرائیل کا یہودی تشخص خطرے میں پڑجائے گا۔

حیرت ہے کہ ایسی ناقابل قبول شرطیں رکھنے کے باوجود اسرائیلی وزیر اعظم کا کہنا ہے کہ وہ فلسطینیوں کے ساتھ پرامن پڑوسیوں کی طرح رہنا چاہتے ہیں اور امن کی خاطر عرب رہنماؤں سے کہیں بھی کسی بھی وقت ملنے کو تیار ہیں۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ اوباما انتظامیہ نے اسرائیلی صدر کی تقریر کا خیر مقدم کرتے ہوئے اُسے علیحدہ مملکت فلسطین کے قیام کی طرف ایک اہم پیش رفت قرار دیا ہے۔ جب کہ اسرائیلی وزیر اعظم نے فلسطینیوں کے سامنے ناقابل قبول شرطیں رکھ کر مسئلہ کے حل کے تعلق سے اپنا دامن جھاڑ لیا ہے اور ایسا انہوں نے قصداً کیا کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ اگر انہوں نے اپنے موقف میں لچک پیدا کی تو اسرائیل کی طاقتور متشدد لابی ناراض ہوجائے گی جن کے ووٹوں کی بدولت وہ اقتدار میں آئے ہیں اور فلسطینی مذکورہ شرطوں کو تسلیم نہیں کریں گے۔ اس طرح الزام فلسطینیوں کے سر ہی رہ جائے گا۔ توقع کے مطابق فلسطینیوں نے اسرائیلی وزیر اعظم کی تقریر پر کچھ اسی طرح کا ردعمل ظاہر بھی کیا ہے۔ فلسطینی صدر محمود عباس کے ترجمان نے اسرائیلی وزیر اعظم پر خطے میں امن مساعی کو سبوتاژ کرنے کا الزام لگاتے ہوئے علیحدہ فلسطینی مملکت سے متعلق ان کے تازہ ترین بیان کو مسترد کردیا ہے۔ ادھر حماس نے بھی اسرائیلی وزیر اعظم کی شرطوں کو مسترد کرتے ہوئے ان کے بیان کو نسل پرستی کا مظہر بتایا ہے جس کا مقصد فلسطینیوں کو ان کے جائز حقوق سے محروم کرنا اور یہودیوں کو ہر قسم کا تحفظ فراہم کرنا ہے۔ مبصرین کا بھی کہنا ہے کہ مسٹر نیتن یاہو کی تقریر مسئلہ کے حل کو ٹالنے کی کوشش ہے۔ نہ فلسطینی ان کو مانیں گے اور نہ ہی اسرائیل ان شرطوں کے علاوہ بات چیت کرنے کے لئے تیار ہوگا۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اسرائیل کی اس بے رخی کے باوجود امریکہ اب بھی اسرائیل کی حمایت کر رہا ہے اور عربوں وفلسطینیوں کو سبز باغ دکھا رہا ہے۔ اتنا سب کچھ ہونے کے باوجود عرب ممالک امریکہ سے توقعات وابستہ کئے ہوئے ہیں جب کہ اسرائیل مسئلہ کا حل نہیں چاہتا اور امریکہ اس کے خلاف نہیں جاسکتا۔

●●

مسلمانوں کی بے عملی کے باوجود اللہ مہربان ہے

◎

مجموعی طور پر مسلمان دنیوی معاملات ہوں کہ اخروی، اللہ کے احکام کی تعمیل اور اس کی فرماں برداری کا ہو کہ خود ان کی اپنی دنیوی ترقی، فلاح وبہبود اور تحفظ کے لئے عملی کوششوں اور جدوجہد کے کہیں سنجیدگی اور حوصلہ بندی کے ساتھ عملی اقدامات کرتے نظر آتے بلکہ بے عملی نااہلی اور بے حوصلگی وناکارہ پن کا اشتہار بنے دکھائی پڑتے ہیں پھر بھی اللہ مہربان ہورہا ہے دنیا کی دوسری قومیں اپنی تمام تر جہد مسلسل عمل پیہم قابلیت وصلاحیت جارحانہ اور اقدامانہ انداز میں سارا زور صرف کرنے کے بعد بھی الٹے پیروں لوٹ رہی ہیں۔ عراق کو بڑے طمطراق کے ساتھ دندناتے ہوئے اور سینہ ٹھوکتے ہوئے تباہ وبرباد کرنے کا عزم لے کر آنے والا امریکہ یکا یک اس کو خالی کر رہا ہے۔ اسرائیل میں بائیں بازو والے یا اعتدال پسند نہیں جارحانہ صہیونیت کے علمبردار وزیر اعظم نیتن یاہو فلسطین کی خود مختار آزاد حکومت تسلیم کرنے کا اعلان کر رہے ہیں۔ بھارت میں ہندوتوادی کی علمبردار بی جے پی اختلاف وانتشار کا بڑے پیمانہ پر شکار ہو کر مسلمانوں پر حملہ آور ہونے کی راہ چھوڑ کر اپنے گھر پریوار بلکہ قلعہ کو زلزلوں کے جھٹکوں سے بکھرتے اور مسمار ہوتے بے بسی سے دیکھ رہی ہے حتی کہ اس کا سرپرست آر ایس ایس اسے ہندوتوا کو چھوڑ کر پرانے اتحادیوں کو پھر سے ساتھ ملانے کی کوشش کرنے کا مشورہ دے رہا ہے۔ اللہ کی مرضی اس کا فیصلہ انقلابی انداز کی یہ باتیں بیک وقت ۱۴ جون کو سامنے آئی ہیں۔ ظاہر ہے یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ خود اپنی قدرت سے کر رہا ہے مسلمانوں کا اس میں کہیں کوئی دخل نہیں ہے۔ مجموعی طور پر ان کی مطلوب کوششوں کا دور دور تک کوئی اتا پتا تک نہیں ہے۔ مسلم دشمن طاقتوں کی یہ رجعت قہقری خود بخود ہی سامنے آرہی ہے۔ ظاہر ہے وہ اپنی کرنی میں کوئی کسر نہیں چھوڑیں گے جاتے جاتے لوٹتے لوٹتے اور مانتے مانتے بھی وہ اپنی سی کوششیں تو کریں گے۔ اگر مسلمان حکمراں وعوام، دانشور، رہنما مفکر ومبلغ اللہ کے احکام پر عمل کرتے ہوئے اور اسلامی تعلیمات کے مطابق مومنانہ بصیرت ودیدہ وری، غور وفکر، تدبر وہوشمندی، عقل وفہم جہد وعمل اور عزت وحوصلہ اور بلند کرداری سے کام لیں تو حالات زیادہ تیزی کے ساتھ اور بہت زیادہ واضح انداز میں تبدیل ہوسکتے ہیں۔ نہ صرف مسلمان ساری دنیا میں آزاد وخود مختار وعزوشرف اور انتم الاعلون کا مظہر بن سکتے ہیں۔ سیاسی، سماجی، ذہنی، تہذیبی علمی، اقتصادی اور فوجی غلامی سے آزاد ہوسکتے ہیں، وہ غالب بھی ہوسکتے ہیں، دشمن جارح طاقتوں کو زیر بھی کرسکتے ہیں۔ خود عالمی حکمرانی کے مقام پر بھی فائز ہوسکتے ہیں۔

اسرائیل کے وزیر اعظم نیتن یاہو نے امریکہ کی پیش کردہ تجویز فلسطینی مملکت کو تسلیم کرنے کا اعلان کیا ہے۔ تاہم اپنی کوشش جاری رکھتے ہوئے صدر امریکہ بارک اوباما کے مطالبہ یہودی بستیوں کی توسیع روکنے کو نظر انداز کرنے کی کوشش کی ہے۔ نیتن یاہو کے موقف میں یہ تبدیلی امریکہ واسرائیل کے تعلقات میں پیدا ہونے والی تلخی کو ختم کرنے کی کوشش قرار دیا جارہا ہے تاہم سوال یہ بھی ہے کہ خود امریکہ اپنے دیرینہ موقف سے انحراف پر کس طاقت وقدرت کے دباؤ میں مجبور ہوا ہے۔ نیتن یاہو نے اعلان کیا ہے کہ وہ فلسطینی مملکت کے قیام کی اس شرط پر حمایت کرسکتے ہیں کہ اسرائیل کو پیشگی بین الاقوامی گارنٹی حاصل ہوجائے کہ نئی مملکت فوج نہیں رکھے گی۔ اور فلسطینی- اسرائیل کو یہودی اسٹیٹ کے طور پر تسلیم کرلیں گے جی ہاں کبھی یہی یہودی صہیونی عظیم تر اسرائیل کا خواب دیکھا کرتے تھے جس کا نقشہ انہوں نے اپنی پارلیمنٹ میں آویزاں کر رکھا ہے۔ آج اپنی بقا کے لئے بین الاقوامی گارنٹی کے بھکاری بن کر سودے بازی کی کوشش کر رہے ہیں۔ اب مسلم حکمرانوں اور دانشوروں کو اپنی مومنانہ بصیرت جرأت مندی عزم وحوصلہ اور بلند کرداری کا امتحان دینا ہے۔

یہی تقاضا ان سے عراق کی صورتحال کر رہی ہے جہاں امریکی بہت تیزی کے ساتھ عراق کو خالی کرکے امریکہ واپس لوٹنے کی تیاریوں میں مصروف ہیں حتی کہ بغداد کی گلیوں میں اب اکا دکا ہی امریکی فوجی گھومتے پھرتے نظر آتے ہیں جب کہ چند دن کے بعد وہاں ان میں سے کوئی بھی نظر نہیں آئے گا۔ کیونکہ ۳۰ جون کو امریکی فوجی، تمام عراقی شہروں کو خالی کردیں گے۔ یقینی بات ہے کہ امریکہ اپنے داؤ پیچ سے یوں ہی تو پوری طرح دستبردار نہیں ہوجائے گا۔ اس نے اعلان کیا ہے کہ آخری فوجی دستہ اگست ۲۰۱۰ء میں عراق سے رخصت ہوجائے گا اور باقی فوجی ۲۰۱۱ء کے آخر تک عراق خالی کردیں گے۔ اطلاعات کے مطابق عراقی آہستہ آہستہ ان مقامات پر اپنا نظم قائم کر رہے ہیں جنہیں امریکہ خالی کر رہا ہے۔ پھر بھی ابھی تقریباً ایک لاکھ ۳۳ ہزار امریکی فوجی عراق میں موجود ہیں۔ ۱۶ ہزار سیرین جو ۲۰۰۳ء سے بغداد کے مغرب میں صوبہ انبار میں تعینات ہیں، وہ بھی آئندہ موسم بہار تک ہٹالی جائیں گی تاہم دشمن طاقتیں اپنی چالیں اور تدابیر جاری رکھے ہوئے ہیں امریکہ یقیناً جاتے جاتے بھی زیادہ سے زیادہ مفادات کا تحفظ حاصل کرنے کی کوشش تو کرے گا۔ سازشیں رچے گا اور الزامات دوسروں کے سرتھوپے گا۔ القاعدہ کا چھلاوہ ساری دنیا کے دل ودماغ پر مسلط رکھے گا، سنیوں، شیعوں اور کردوں کو باہم دست بگریباں رکھے گا اپنے کٹھ پتلی حکمراں مسلط رکھنے کی کوشش کرے گا۔

بی جے پی نے اپنی فسطائیت کے سہارے ہندو دھرم کو ذلیل ورسوا کرتے ہوئے ہندوتو کا نعرہ لگایا اس کی پوری تاریخ صرف انسانیت دشمن خاص طور سے اسلام اور مسلم دشمنی سے عبارت ہے اس کے علاوہ اس کے پاس کوئی ایجنڈا یا پروگرام نہیں ہے۔ وہ مسلم دشمنی کرتی ہے پھر بھی فرقہ پرست ہونے سے انکار کرتی ہے۔ اس وقت اس کا شیرازہ بکھر رہا ہے نہ صرف نیچے کے کارکنوں میں بےچینی اور بے اطمینانی ہے صف اول کے لیڈر ایک دوسرے کے خلاف مسلم دشمنی کے روایتی مناظر پیش کر رہے ہیں جسونت سنگھ بیان دے رہے ہیں یشونت سنہا استعفیٰ دے رہے ہیں اتراکھنڈ کے چار وزیروں اور آٹھ ممبران اسمبلی نے استعفیٰ دے دیا ہے آر ایس ایس کے سینئر نظریہ ساز ایم جی ویدیہ اسے ہندتو سے قطع تعلق کا مشورہ دے رہے ہیں۔

●●

فلسطین قبول، مگر بغیر فوج کے/نیتن یاہو

تل ابیب- اسرائیلی وزیر اعظم بنجامن نیتن یاہو نے فلسطینی ریاست کے قیام پر اپنی آمادگی ظاہر کی ہے بشرطیکہ وہ ایسی غیر مسلح ریاست ہو جس کی اپنی کوئی فوج ہو نہ ہوا سے اپنی فضائی حدود پر کنٹرول حاصل ہو۔

انہوں نے کہا کہ وہ خطے میں امریکی صدر اوباما کی کوششوں کی حمایت کرتے ہیں لیکن کسی حل کی جانب بڑھنے کے لئے ضروری ہے کہ فلسطینی پہلے اسرائیل کو یہودیوں کا ملک تسلیم کریں۔

تجزیہ نگاروں کا خیال ہے کہ اس کے لئے انہوں نے جو شرائط رکھیں ہیں وہ فلسطینیوں کو قبول نہیں ہوسکتیں۔

اتوار ۱۴ رجون کی شام اسرائیل کی قومی سلامتی سے متعلق اپنے اہم پالیسی خطاب میں اسرائیلی وزیر اعظم نے امریکی مطالبات کے برعکس واضح کیا کہ عرب اردن میں اسرائیلی قبضے والے علاقوں میں یہودی آبادکاروں کی تعمیرات جاری رہیں گی۔

یاد رہے کہ امریکی صدر بارک اوباما اسرائیلی حکومت پر دباؤ ڈالتے رہے ہیں کہ خطے میں قیام امن کے لئے ضروری ہے کہ اسرائیل عرب اردن میں یہودیوں کی آبادکاری کا سلسلہ فوری طور پر بند کرے۔

اسرائیلی وزیر اعظم نے اپنی نصف گھنٹے کی تقریر میں کہا کہ وہ امن کی خاطر عرب رہنماؤں سے کہیں بھی کسی بھی وقت جاکر ملنے کو تیار ہیں۔ لیکن انہوں نے واضح کیا کہ اگر تنازع کا کبھی کوئی حل ہوتا ہے تو خطے میں بکھرے ہوئے لاکھوں فلسطینی پناہ گزینوں کا مسئلہ اسرائیلی حدود سے باہر حل کرنا ہوگا۔ یعنی انہوں نے ان کی وطن واپسی کو قبول کرنے سے صاف انکار کردیا ہے۔

یوں انہوں نے اسرائیل کا روایتی موقف برقرار رکھا کہ فلسطینی پناہ گزینوں کو اسرائیل کے اندر اپنے آباؤ اجداد کی زمین پر واپس آکر بسنے کا حق نہیں دیا جاسکتا۔ اسرائیلی انتظامیہ کا شروع سے موقف رہا ہے کہ ایسا کرنے سے یہودی اقلیت میں چلے جائیں گے اور اسرائیل کا یہودی تشخص خطرے میں پڑجائے گا۔

مسٹر نیتن یاہو نے اپنے خطاب میں یہ بھی واضح کیا کہ وہ فلسطینیوں کے ساتھ پرامن پڑوسیوں کی طرح رہنا چاہتے ہیں لیکن یروشلم کی تقسیم پر کوئی بات نہیں ہوسکتی اور متحدہ یروشلم ہی اسرائیل کا دارالحکومت رہے گا۔

انہوں نے ایران کے مبینہ ایٹمی ہتھیاروں کے حصول کو اسرائیل کے لئے سب سے بڑا خطرہ قرار دیا اور کہا کہ ریڈیکل اسلام، اور ایٹمی ہتھیاروں کا ملاپ پوری دنیا کے لئے خطرناک ہے جسے روکنے کے لئے عالمی برادری کو مل کر کام کرنا ہوگا۔

مسٹر نیتن یاہو کی تقریر ایک طرف صدر بارک اوباما اور دوسری طرف اسرائیل کی کٹر سخت گیر یہودی لابی دونوں کو بیک وقت راضی رکھنے کی کوشش سمجھی جارہی تھی۔ لیکن اسرائیلی وزیر اعظم نے بظاہر اپنی تقریر میں امریکہ کی خواہشات کی بجائے اپنی اُن طاقتور یہودی قوتوں کا موقف مقدم رکھا جن کے زور پر وہ جیت کر آئے ہیں اور جن کے زور پر وہ وزیر اعظم ہیں۔

مشرق وسطیٰ میں اکثر تجزیہ نگاروں کو اس خطاب سے کوئی خاص توقعات نہیں تھیں۔ اکثر عرب مبصرین کی نظر میں یہ ایک مایوس کن تقریر تھی۔ دریں اثنا فلسطینیوں نے اسرائیلی وزیر اعظم کی شرائط کو مسترد کردیا ہے۔ یہاں تک کہ اسرائیل کے سب سے زیادہ قریب سمجھے جانے والے عرب ملک مصر کے صدر حسنی مبارک نے بھی اس پر نہ صرف مایوسی کا اظہار کیا ہے بلکہ اس کو امن کی راہ میں ایک رکاوٹ قرار دیا ہے۔

●●

وائرس پھیلانے کا الزام-انٹرنیٹ سروس بند

واشنگٹن- امریکی حکام نے کیلیفورنیا میں قائم ایک انٹرنیٹ سروس پرووائیڈر پر سپیم، وائرس اور بچوں کے جنسی استحصال کی تصاویر تقسیم کرنے کا الزام عائد کرتے ہوئے اس کی سروس بند کردی ہے۔

امریکی وفاقی تجارتی کمیشن نے پرائسورٹ ایل ایل سی نامی کمپنی کے نیٹ روابط منقطع کرنے کی درخواست کمپنی کے مجرمانہ روابط کے بارے میں ثبوت اکٹھے کرنے کے بعد دی۔

حکام کے مطابق پرائسورٹ نے ''امریکہ میں غیر قانونی'' تباہ کن اور نقصان دہ مواد کا مرکز قائم کیا۔ پرائسورٹ نے ان الزامات کی تردید کی ہے اور کہا ہے کہ وہ اس معاملے کو عدالت میں لے جائے گی۔

وفاقی، تجارتی کمیشن نے کیلیفورنیا کی سان ہوزے وفاقی عدالت میں پرائسورٹ کے خلاف درخواست بھی دائر کی ہے جس میں اسے انٹرنیٹ خدمات فراہم کرنے والی ایک ''بدمعاش'' کمپنی قرار دیا گیا ہے جو کہ بہت سے ''ہائی ٹیک'' مجرموں کو خدمات فراہم کررہی تھی۔ کمیشن کے الزامات کے مطابق اس کمپنی کو بچوں کے جنسی استحصال، سپائی ویئر، وائرس، ٹروجنز، ادویات کی غیر قانونی فروخت اور دیگر ویب فراڈ، کی سائٹس چلانے کے لئے استعمال کیا جاتا تھا۔

امریکی حکام نے اس کمپنی کے خلاف ثبوت ناسا کے کمپیوٹر کرائم ڈویژن، سیمنٹک اور گمشدہ اور استحصال کا شکار بچوں کے قومی مرکز کے علاوہ سپم ہاس اور شیڈو سرور فاؤنڈیشن جیسے گروپوں کی مدد سے جمع کئے۔

تاہم اپنے بیان میں وفاقی تجارتی کمیشن نے کہا ہے کہ اس کی شکایت اس سلسلے میں کوئی فیصلہ یا شواہد نہیں کہ مذکورہ کمپنی نے درحقیقت کسی قانون کی خلاف ورزی کی ہے اور اس بات کا فیصلہ عدالت کرے گی۔

تاحال کمیشن اس بات کا پتہ چلانے میں بھی ناکام رہا ہے کہ درحقیقت پرائسورٹ کمپنی کس کی ہے۔ پرائسورٹ کمپنی کے انٹرنیٹ سرور اگرچہ امریکہ میں ہیں لیکن یہ بطور کاروبار بیلائز میں رجسٹرڈ ہے جب کہ اس کے اکثر ملازمین کا تعلق مشرقی یورپ سے ہے۔

فکر معاصر

ہیمنت کرکرے

دہشت گردی کے معاملات میں مسلمانوں کو ملوث کرکے انہیں ہر طرح سے پریشان کرنے کی حکمت عملی پریوں تو عرصۂ دراز سے عمل درآمد جاری ہے۔ اس کے علاوہ یہ بھی ایک تلخ حقیقت ہے کہ اس تعلق سے پولیس اور خفیہ اداروں کی فکر وسوچ، شبہات وشکوک اور تحقیق وتفتیش کا دائرہ اس قدر محدود، تنگ نظری پر مبنی اور جانبدارانہ رہا ہے کہ پولیس زیادہ تر معاملات میں اصلی مجرموں اور سرغنوں تک پہنچ ہی نہیں سکی ہے اور ملک بھر کی عدالتوں میں دہشت گردی کے ۹۰ فیصد مقدمات میں ماخوذ افراد پر الزامات ثابت نہیں ہوسکے جب کہ ہر واقعہ کے چند دن بعد ہی پولیس اور خفیہ اداروں نے اپنی کارکردگی دکھانے کے لئے معصوم ومظلوم افراد کو پکڑ کر ''فکشن'' کا زبردست کمال دکھاتے ہوئے ایسے ایسے انکشافات کئے کہ پولیس اور خفیہ اداروں کی مستعدی اور حسن کارکردگی پر لوگ عش عش کرنے لگے۔ پولیس اپنی بدنام زمانہ ''تھرڈ ڈگری'' کے استعمال کے ذریعہ اپنی مرضی اور ضرورت کے مطابق اعترافات بھی کرالیتی تھی لیکن جب عدالت میں معاملہ جاتا تو ''پختہ ثبوتوں کی عالیشان عمارت'' تاش کے پتوں سے بنے محل'' کی طرح زمین بوس ہوتی رہی اور دوسری افسوسناک بات یہ بھی ہے کہ ہمارا قومی میڈیا پولیس کی باتوں کو اس طرح پیش کرتا ہے کہ گویا سب کچھ ملک کی عدالت عظمیٰ میں ثابت ہو چکا ہے اور سپریم کورٹ کا فیصلہ سنایا جارہا ہے۔

تاہم یہ روایت ''26/11'' سے چند ہفتے پہلے مہاراشٹر پولیس کی شاخ اے ٹی ایس کے سربراہ ہیمنت کرکرے نے توڑی جب کہ انہوں نے دہشت گردی کے واقعات میں اصلی افراد (جن کا تعلق ''ہندتوا'' کے علمبرداروں اور سنگھ پریوار کی ذیلی شاخوں اور اداروں سے تھا) کو ماخوذ کرکے نہ صرف ملک بھر کو بلکہ ساری دنیا کو ششدر کردیا اور وہ باتیں (جو میڈیا کی مہربانی اور پولیس اور اس سے متعلق دیگر اداروں کی جانبداری کی وجہ سے کسی کے خواب وخیال میں نہیں تھیں) سامنے آئیں اور جب بات نکلی تو دور تک جانے لگی اور ''اسلامی دہشت گردی'' کے مفروضہ بھوت نے اچانک ''ہندتوا'' کے اصلی اور حقیقی بھیانک عفریت نما دیو کی شکل اختیار کرلی اور زعفرانی دہشت گردی کے سلسلے موساد اور اسرائیل سے ملتے نظر آنے لگے اور یہ قیاس کیا جانے لگا کہ ملک میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ دنیا بھر میں مسلمانوں کے خلاف دہشت گردی کے نام پر کئے جانے والے صہیونیوں، اسرائیلیوں، موساد کے ڈرامے کا ایک حصہ ہے۔ حد تو یہ ہے کہ ناندیڑ، پربھنی، ناگپور اور بنارس میں ہوئے دھماکوں (جن میں زعفرانی دہشت گردی کا چہرہ بے نقاب ہو چکا تھا) اسلامی دہشت گردی کے خلاف مہم اور مشن پر اثرانداز نہ ہوسکی۔

''26/11'' سے قبل آنجہانی کرکرے نے مفروضہ عمارتوں کو ڈھانا شروع کردیا تھا۔ شرد پوار جیسا قائد بھی بے اختیار کہہ اٹھا کہ جب سے سنگھ پریوار کا رول دہشت گردی میں سامنے آیا ہے ملک میں دھماکے بند ہوگئے، آخر ایسا کیوں ہے؟ لیکن ''26/11'' کو کرکرے کی ہلاکت نے سارا منظر نامہ پھر ایک بار بدل دیا ہے۔

''26/11'' پر ممبئی میں ہوئے دہشت گرد حملے میں پاکستانی دہشت گردوں کی مدد کرنے والے صرف دو مقامی مسلمان تھے! یہ بات کسی کے حلقے سے اترے نہ اترے، پولیس عدالت میں یہی ثابت کرنے پر تلی ہوئی ہے۔ حالانکہ اس میں سے ایک ملزم (فہیم انصاری) ''26/11'' سے قبل ہی جیل میں تھا۔

(منصف، حیدرآباد)

دارفور اور دوحة معاهده۔ پہلا قدم

تحریر: عاصم السید ☆ ترجمہ: مسعود الرحمٰن خان ندوی

مفاہمت کی دستاویز جس پر قطر کی وساطت سے اس کی راجدھانی دوحہ میں سوڈانی حکومت اور ''عدل ومساوات تحریک'' کے مابین دستخط ہوئے وہ اعتماد بحال کرنے کی کارروائیوں سے متعلق ایک اصولی معاہدہ ہے جس کو امن معاہدہ کے مذاکرات کے لئے راہ کرنا ہے۔ اس کے مختلف اطراف قطر، سوڈان، تحریک عدل ومساوات اور دیگر علاقائی اور بین الاقوامی ابعاد قابل غوروفکر ہیں۔

اس مسئلہ میں جزوی کامیابی قطر کے حصہ میں جاتی ہے جو اس سے پہلے لبنان کے مشکل بحران میں بھی کامیاب ہو چکا ہے، اور غزہ پر اسرائیلی حملہ کے مقابلے کے لئے ہنگامی عرب چوٹی کانفرنس کے انعقاد کی کوششوں میں کامیاب ہوتے ہوتے رہ گیا جس میں فلسطینی جہاد اور حماس کی طاقتور تائید ومدد کا بڑا منصوبہ پیش ہونا تھا لیکن اس کو مصر وسعودیہ کی قیادت میں عرب اعتدالی محور نے ناکام کردیا۔

بہرحال زیر بحث دوحہ دستاویز کے اہم مشتملات میں قید اور سزایافتہ افراد کی رہائی تھی چنانچہ حسن نیت کے اظہار کے لئے تحریک کے پاس قید چند سوڈانی سپاہیوں کی رہائی کا اعلان ہوا۔ اس دستاویز میں نزاع کے عادل وشامل حل کا مطالبہ، علاقہ میں دوسری جنگ کی ممانعت، بین الاقوامی برادری دارفور میں سے مہاجرین وپناہ گزینوں کی حالت میں مزید بہتری کی اپیل ہے، اس کے علاوہ حکومت سوڈان نے تحریک عدل ومساوات سے اس بات کی ضمانت مانگی ہے کہ جب اس کے ممبر رہا کئے جائیں گے تو وہ دوبارہ جنگ میں شامل نہیں ہوں گے۔ امید افزا بات یہ ہے کہ حکومت اور تحریک کے دوفتی وفد دوحہ ہی میں موجود ہیں جو دو ہفتہ بعد ہونے والے مذاکرات کا فریم ورک تیار کرنے کے لئے راہ ہموار کریں گے۔ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ یہ دستاویز صرف حکومت سوڈان اور تحریک عدل ومساوات کے درمیان ہی نہیں بلکہ اس میں حکومت قطر اور اقوام متحدہ وافریقی اتحاد کے مشترکہ مصالحت کار جبریل باسولی بھی شامل ہیں۔ قابل توجہ بات یہ ہے کہ قطر نے سوڈان اور چاڈ کے مابین تعلقات بہتر بنانے کی ضرورت کا مطالبہ کیا ہے اس لئے کہ اس کو یہ احساس ہے کہ ان دونوں کے درمیان بگڑے ہوئے تعلقات کا اثر بھی تحریک عدل ومساوات کے سخت موقف پر ہے۔ اسی طرح قطر نے دیگر سوڈانی فریقوں کی مذاکرات میں شرکت پر زور دیا ہے جو دو ہفتہ کے اندر شروع ہونے والے ہیں اور جن میں فائر بندی اور دیگر امور شامل ہوں گے۔ آئندہ وقت اس لئے اہم ہے کہ وہ فریقین کے حسن نیت کے اعلان کی حفاظت کا امتحان ہے جو بڑی مشکلات پر قابو حاصل کرکے اور اختلافی مسائل پر راست مذاکرات میں داخل ہو کر کیا گیا تھا، فریقین اچھی طرح جانتے ہیں کہ دوحہ مذاکرات بین الاقوامی برادری کے سامنے یہ ثابت کرنے کا آخری موقع ہے کہ سوڈانی اپنے اختلافات خود حل کرنے کے اہل ہیں، نیز وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ امن کا متبادل انتشار ہے جس کی عالمی برادری ان کو اجازت دینے والی نہیں ہے۔

قیدیوں اور سزایافتہ افراد کی رہائی مذاکرات کی پیش قدمی میں بڑی رکاوٹ تھی، تحریک عدل ومساوات کا اصرار تھا کہ حکومت سوڈان کے ساتھ کسی بھی معاہدہ سے پہلے اس مسئلہ کا حل ہونا چاہئے، آخرکار کئی بار میں متبادل رہائی کی بات اس طرح طے ہوئی کہ آئندہ مذاکرات سے پہلے تمام افراد کی رہائی مکمل ہو جائے۔ دوسری رکاوٹ شہریوں پر اندھادھند فائرنگ تھی، اس کو روکنے کے لئے حکومتی فریق نے تحریک عدل ومساوات سے بڑی کارروائیاں روکنے کی شرط رکھی، اس کے علاوہ تحریک نے مذاکرات کے دوران صدر کے عہدہ، قومی راجدھانی کی حکومت، جمہوری تبدیلی، آزادیوں کی فراہمی، دارفور صوبہ کے لئے قومی آمدنی میں ۷۰ فیصد حصہ، صوبہ کے ہر شہر میں پانی، بجلی اور کھانا پکانے والے گیس کی دستیابی، تمام سوڈانیوں کے لئے مفت تعلیم، ملک کو سڑکوں اور ریل پٹریوں سے جوڑنا اور ہر صوبہ کے لئے پٹرول اور دیگر معدنیات کے نکالنے کے حق کا مطالبہ کیا ہے، تحریک کا خیال ہے کہ موجودہ بحران سے نکلنے کا راستہ فیڈرل نظام حکومت ہے کہ ہر صوبہ اپنے آپ پر خود حکومت کرلے، اس کا خیال ہے کہ اگر جنوبی سوڈان علاحدہ ہوا تو ملک ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے اور سوڈان نام کا کوئی ملک باقی نہیں رہے گا، اس نے خرطوم کی مرکزی حکومت میں حصہ، جنجوید ملیشیاؤں پر پابندی، گرفتار شدگان کی رہائی اور دارفور میں بغیر رکاوٹ انسانی امداد کی تقسیم کی ضمانت مانگی ہے۔

حسن نیت معاہدہ کے بعد منفی بات یہ سامنے آئی کہ عبدالواحد نور کی قیادت میں تحریک آزادیٔ سوڈان نے نومبر ۲۰۰۸ء کی عرب پہل برائے امن ادا کرنے کے بعد نہ صرف حالیہ مذاکرات میں شرکت سے انکار کیا بلکہ اب تک جو باتیں طے ہو چکیں ان کو بھی مسترد کردیا، اصل میں عبدالواحد نور اسرائیل کے ہاتھوں میں کھیل رہے ہیں، اسرائیلی اخبار ہاآرٹس کے مطابق فروری میں اسرائیل کی زیارت کے موقع پر انہوں نے وزارت دفاع میں سیاسی امن کے صدر جنرل عاموس جلعاد سے ملاقات کی اور اپنی تحریک کی ملیشیا کے لئے مدد اور ٹریننگ کا مطالبہ رکھا۔ یہ بزرگوار ۲۰۰۷ء میں فرانس بھاگ کر چلے گئے تھے، اور وہ اس سے پہلے اسرائیل کے ساتھ معمول کے تعلقات قائم کرنے کی تائید کرچکے ہیں بلکہ اس سے بڑھ کر تل ابیب میں اپنی تحریک کا دفتر کھولنے کے عزم کا اظہار بھی کرچکے ہیں۔

حسن نیت معاہدہ میں بہت سے مثبت اشاروں کے باوجود سوڈانی امور کے ماہرین کا خیال ہے کہ ہوسکتا ہے کہ دوحہ مذاکرات بھی مسلح تحریکوں کے ساتھ حکومت کے دو فریقی معاہدات کی طرح بے سود ہوں۔ دوحہ معاہدہ میں حقیقی خطرہ بین الاقوامی نمائندہ کو شرکت سے ہے، یہ معاہدہ مغربی فریق (یعنی غیرملکی اور یورپین افواج) کے مغربی سوڈان اور مغربی دارفور میں ارتکاز کے آثار اسے خالی نہیں ہے۔ معاہدہ کی اولین شرائط: گرفتار شدگان کی رہائی، معاوضہ، دولت اور اقتدار میں حصہ تو قابل تعمیل ہیں، لیکن اہم اور خطرناک بات بین اقوامی شرائط سے متعلق ہے جو موقع پاکر دارفور کے وسیع علاقوں میں اپنے وجود کی حفاظت کے لئے کام کریں گی۔ اور دوحہ مذاکرات میں یہی حقیقی خطرہ کی بات ہے!!

موجودہ صدر افریقی اتحاد (یونین) معمر قذافی نے کہا: ہم نے مادی قطعی دلیل سے پتہ لگایا کہ دارفور مسئلہ کو بیرونی طاقتیں بھڑکا رہی ہیں، ہم نے پتہ لگایا کہ دارفور بغاوت کے اہم قائدین نے تل ابیب میں اپنے دفتر کھولے ہیں اور اسرائیلی فوجی قائدین سے مل کر آگ پر مزید تیل ڈالتے ہیں، جب یہ مسئلہ بیرونی ہاتھوں کا پیدا کردہ ہے تو ہم سوڈانی حکومت یا اس کے صدر عمر بشیر کا محاسبہ کیوں کر رہے ہیں!!

(ہفتہ روزہ ''الامان'' بیروت)

''خطبات مدراس'' کا ادبی رنگ وآہنگ

عارف عزیز (بھوپال)

بیسویں صدی کے اوائل میں برصغیر کے ادبی اُفق پر جو ممتاز شخصیتیں جلوہ افروز ہوئیں، سید القلم علامہ سید سلیمان ندوی (۱۸۸۴ء تا ۱۹۵۲ء) کو کئی پہلوؤں سے ان میں بلند مقام حاصل ہے، بالخصوص سید صاحب کے یہاں ایک نوع کی جامعیت اور علوم وفنون کا تنوع جمع ہوگئے ہیں۔ بے مثال سیرت نگار، عظیم مورخ، غیر معمولی عالم، ماہر فقیہ اور صاحب طرز ادیب وانشاء پرداز کی حیثیت سے انہوں نے جو کارنامے انجام دیئے بلاشبہ وہ آب زر سے لکھے جانے کے قابل ہیں، لیکن سیرت نبوی کے دائرہ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات، شمائل اور معمولات سے آگے بڑھا کر پیغام رسالت، تعلیمات نبوی اور احکام شرعی کے گوناگوں پہلوؤں تک وسیع کرکے سیرت کے مطالعہ کو ایک نئی جہت دینے میں سید صاحب کے قلم نے جو کردار ادا کیا وہ اپنی مثال آپ اور سیرت النبیؐ اُس کا ایک شاہکار ہے، جس کو اہل نظر اسلامی علوم کا انسائیکلوپیڈیا بھی قرار دیتے ہیں، لیکن اسی موضوع پر سید صاحب کی ایک اور تصنیف ''خطبات مدراس'' حجم میں نہایت مختصر تاہم بڑی خوبی وندرت کی حامل ہے، اس میں اختصار وجامعیت کے ساتھ آنحضرتؐ کی سیرت ہی نہیں اس کے تاریخی پہلو، کاملیت، جامعیت اور عملیت کا احاطہ کرکے اسلام کے پیغام اور ایمان وعمل کو شیروشکر کردیا گیا ہے، سید صاحب کے نامور شاگرد اور معتبر ناقد مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کے الفاظ میں: ''کسی اسلامی زبان میں سیرت پر اتنی طاقتور، دل آویز، دل پذیر اور ایمان آفریں کتاب دیکھنے میں نہیں آئی، اس میں سیرت کے کتب خانے کا عطر آ گیا ہے اور تاریخی حقائق، تقابلی مطالعہ، نفسیاتی تجزیہ، علم الاخلاق، علم الاجتماع اور پھر اپنی ادبیت او خطیبانہ انشاء پردازی کی آمیزش سے اس کی افادیت اور اس کی علمی قدر وقیمت میں ایسا اضافہ ہوا ہے کہ اعلیٰ تعلیم یافتہ مسلمانوں اور سلیم الطبع اور جویائے حق غیر مسلموں کو دینے کے لئے اس سے بہتر کوئی تحفہ نہیں۔'' (مطالعہ سلیمانی صفحہ ۱۵)

یہ آٹھ خطبات کا مجموعہ ہے جو علامہ نے مدراس مسلم ایجوکیشنل ایسوسی ایشن کی دعوت پر مدراس جا کر دیئے تھے۔ حقیقت میں ان خطبات کو سیرت نبویؐ کے جوہر کی حیثیت حاصل ہے، مولانا سید ابوالحسن علی ندوی یہ بھی فرماتے تھے کہ خطاب وتقریر سے پہلے ''خطبات مدراس'' کا مطالعہ موصوف کے لئے ایک نئی تحریک کا باعث ہوتا تھا، (۱۹۳۹ء میں بھوپال کی ایک تقریر سے)

مذکورہ خطبات میں سید صاحب علیہ الرحمہ نے یہ واضح کیا ہے کہ انسانیت کی تکمیل صرف انبیاء علیہم السلام کی سیرتوں سے ہوسکتی ہے اور عالمگیر ودائمی نمونہ عمل صرف نبی کریمؐ کی سیرت ہے، کسی انسانی زندگی کا مکمل نمونہ اور ہر نقص سے بری ہونا، اس وقت تک ثابت نہیں ہوتا جب تک کہ اس انسان کی زندگی کے تمام پہلو سامنے نہ ہوں، رسول پاک کی زندگی کا ہر لمحہ پیدائش سے وفات تک، اپنے عہد کے انسانوں کے سامنے رہا، آپؐ کی زندگی کو اس لئے بھی کامل قرار دیا گیا کہ اس میں تمام انبیاء کی خصوصیات جمع ہوگئی ہیں جن کو عملی شکل میں آپؐ نے کرکے دکھایا، اسی لئے بحیثیت ایک عملی پیغمبر آپ کی حیات طیبہ قرآن حکیم کی تفسیر ہے، دوسرے انبیاء کے پیغامات ایک مخصوص عہد اور قوم کے لئے تھے، اس لئے دائمی نہیں وقتی تھے، لیکن آنحضرت کا پیغام آخری اور پوری دنیا کے لئے ہے لہٰذا آپ کو رحمۃ للعالمین کہا گیا۔

''خطبات مدراس'' کے تیسرے ایڈیشن کے دیباچہ میں مصنف کتاب علامہ سید سلیمان ندوی خود فرماتے ہیں'' خدائے تعالیٰ کا شکر ہے کہ ان خطبات کو جو سرسری طور پر لکھے گئے، حد سے زیادہ مقبولیت حاصل ہوئی اور مسلمانوں کے ہر طبقہ میں وہ یکساں ذوق وشوق کے ہاتھوں لئے گئے اور عقیدت کی آنکھوں سے پڑھے گئے۔ مدرسوں میں، اسکولوں میں، مجلسوں میں ہر جگہ پڑھے جاتے ہیں اور ان سے فائدہ اٹھایا جاتا ہے، یہ جو کچھ ہے خداوند تعالیٰ کا فضل وکرم ہے۔ علمی دنیا کا اسے غیر معمولی تجربہ ہی کہا جائے گا کہ سیرت مبارکہ پر مذکورہ خطبات کو جو شہرت ومقبولیت حاصل ہوئی وہ اس موضوع پر بعض دوسری ضخیم کتب کو میسر نہ آسکی۔ سید صاحب کوئی دوسرا تصنیفی کام نہ کرتے تو تنہا ''خطبات مدراس'' انہیں اردو کے بڑے ادیبوں کی صف میں جگہ دلانے کے لئے کافی تھے، ان کے قلم سے اس سے پہلے اور بعد میں کئی کتابیں منظر عام پر آئیں لیکن سیرت پر مذکورہ خطبات میں قلم کی جو روانی بلکہ جولانی نظر آتی ہے وہ اپنی مثال آپ ہے، یقیناً اس کی وجہ سید صاحب کی وہ خطیبانہ نثر ہے جو قاری کے دل ودماغ پر گہرا اثر ڈالتی ہے۔ عربی اور انگریزی میں ان خطبات کا ترجمہ بھی ہو چکا ہے۔

سید صاحب نے مذکورہ خطاب کے عنوانات بھی مقرر کئے ہیں، جن پر نظر ڈالنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ آٹھ تقاریر نہیں سیرت پر الگ الگ کتابیں ہیں، کوزے میں سمندر کی طرح جن میں سیرت پاک کے خزینہ کو جمع کردیا گیا ہے، ان خطبات میں شگفتگی، حلاوت، دلکشی اور حسن انشاء کے جو نمونے ہیں وہ ادب عالیہ میں شمار ہو سکتے ہیں، یہ علامہ شبلی نعمانی، مہدی افادی اور مولانا ابوالکلام آزاد کے قلم کا امتیاز تو تھا، سید صاحب کی دوسری تصانیف میں عام طور پر یہ رنگ نہیں ملتا کیونکہ ان کے اسلوب کے بنیادی عناصر اعتدال وتوازن اور عالمانہ وقار ہے جو ''خطبات مدراس'' میں رسول اللہؐ کی حیات وکارناموں کی مرقع آرائی میں تبدیل ہو کر بہزاد کی مصوری میں تبدیل ہوگیا ہے۔

''خطبات مدراس'' کے پہلے خطبہ کا عنوان ہے ''انسانیت کی تکمیل صرف انبیاء کرام علیہم السلام کی سیرتوں سے ہوسکتی ہے۔'' دوسرے خطبہ میں ''عالمگیر اور دائمی نمونہ عمل، صرف محمد رسول اللہؐ کی سیرت ہے۔'' کو موضوع بنایا گیا ہے، تیسرا خطبہ ''سیرت نبوی کے تاریخی پہلو''، چوتھا ''سیرت نبوی کی کاملیت''، پانچواں ''سیرت نبوی کی جامعیت''، چھٹا ''سیرت نبوی کی عملیت''، ساتواں ''اسلام کے پیغمبر کا پیغام'' اور آٹھواں ''ایمان وعمل'' پر مشتمل ہے، مذکورہ خطبات کے مطالعہ سے ان میں ایک واضح ربط اور منطقی تسلسل نظر آتا ہے اور یہ احساس بھی ہوتا ہے کہ انہیں سرسری طور پر نہیں، گہرے غور وفکر کے بعد قلم بند کیا گیا ہے، ڈیڑھ سو صفحات کی اس مختصر کتاب میں نہایت دلنشیں پیرایہ اور دلائل کی روشنی میں سید صاحب علیہ الرحمہ نے یہ ثابت کیا ہے کہ ختم المرسلین کے سایہ رحمت کے بغیر انسانیت کی تکمیل ممکن نہیں اور نہ عالم انسانیت کو فوز وفلاح حاصل ہوسکتی ہے، ''خطبات مدراس'' میں ادب وانشاء کے جو لعل وگوہر موجود ہیں ان کا تفصیلی جائزہ اس موقع پر ممکن نہیں، تاہم کچھ عبارتوں کے اقتباسات سے اس کا لطف لیا جاسکتا ہے مثال کے طور پر پہلے خطبہ میں جس کے موضوع کا ذکر گزر چکا، سید صاحب لکھتے ہیں:

''کارتھیج کا ہنی بال، مقدونیہ کا سکندر، روم کا سیزر، ایران کا دارا، یورپ کا نپولین، ہر ایک کی زندگی کشش رکھتی ہے، سقراط، افلاطون، ارسطو، دیوجانس اور یونان کے دوسرے مشہور فلسفیوں سے لے کر اسپنسر تک تمام حکماء اور فلاسفروں کی زندگیوں میں ایک رنگ نمایاں ہے، نمرود وفرعون اور ابوجہل وابولہب کی دوسری شخصیتیں ہیں۔ قارون کی ایک الگ زندگی ہے۔

غرض دنیا کے اسٹیج پر ہزاروں قسم کی زندگیوں کے نمونے ہیں، جو بنی آدم کی عملی زندگی کے لئے سامنے ہیں لیکن بتاؤ کہ ان مختلف اصناف انسانی میں سے کس کی زندگی نوع انسانی کی سعادت، فلاح اور ہدایت کی ضامن اور کفیل اور اس کے لئے قابل نمونہ ہے۔

ان لوگوں میں بڑے بڑے فاتح اور سپہ سالار ہیں، جنہوں نے اپنی تلوار کی نوک سے دنیا کے طبقے الٹ دیئے ہیں لیکن کیا انسانیت کی فلاح وہدایت کے لئے انہوں نے کوئی نمونہ چھوڑا کیا ان کی تلوار کی کاٹ میدان جنگ سے آگے بڑھ کر انسانی اوہام وخیالات فاسدہ کی بیڑیوں کو بھی کاٹ سکی؟ انسانوں کے باہمی برادرانہ تعلقات کی گتھی بھی سلجھا سکی؟ انسانی معاشرت کا کوئی خاکہ پیش کرسکی؟ ہماری روحانی مایوسیوں اور ناامیدیوں کا کوئی علاج بتاسکی؟ ہمارے دلوں کی ناپاکی اور زنگ کو مٹاسکی؟ ہمارے اخلاق اور اعمال کا کوئی نقشہ بناسکی؟

(خطبات مدراس ۱۴-۱۵)

''خطبات مدراس'' میں ایسی کئی عبارتیں ہیں جن کے مرصع ومسجع جملے شعر کا لطف دیتے ہیں، اس کا جائزہ لینے کے لئے ہر خطبے سے عبارتیں پیش کرنا چاہئے لیکن ایک مضمون کی اپنی حدیں اور تنگ دامنی اس میں مانع ہے، لہٰذا سیرت نبوی کی جامعیت کے خطبہ کے ایک اقتباس پر اکتفا کرتا ہوں، سید الطائفہ سید صاحبؒ فرماتے ہیں:

''...کامل اخلاق کا مجموعہ صرف محمد رسول اللہؐ کی سیرت ہے، اگر دولت مند ہوتو مکہ کے تاجر اور بحرین کے خزینہ دار کی تقلید کرو۔ اگر غریب ہوتو شعب ابی طالب کے قیدی اور مدینہ کے مہمان کی کیفیت سنو، اگر بادشاہ ہوتو سلطان عرب کا حال پڑھو، اگر رعایا ہوتو قریش کے محکوم کو ایک نظر دیکھو، اگر فاتح ہوتو بدر وحنین کے سپہ سالار پر نگاہ دوڑاؤ، اگر تم نے شکست کھائی ہے تو معرکہ اُحد سے عبرت حاصل کرو، اگر تم استاد اور معلم ہوتو صفہ کی درسگاہ کے معلم قدس کو دیکھو، اگر شاگرد ہوتو روح الامین کے سامنے بیٹھنے والے پر نظر جماؤ، اگر واعظ وناصح ہوتو مسجد مدینہ کے منبر پر کھڑے ہونے والے کی باتیں سنو، اگر تنہائی وبے کسی کے عالم میں حق کے منادی کا فرض انجام دینا چاہتے ہوتو مکہ کے بے یار ومددگار نبی کا اسوہ حسنہ تمہارے سامنے ہو، اگر تم حق کی نصرت کے بعد اپنے دشمنوں کو زیر اور مخالفوں کو کمزور بنا چکے ہو تو فاتح مکہ کا نظارہ کرو، اگر یتیم ہوتو عبداللہ وآمنہ کے جگر گوشہ کو نہ بھولو، اگر بچہ ہوتو حلیمہ سعدیہ کے لاڈلے بچے کو دیکھو، اگر تم جوان ہوتو مکہ کے چرواہے کی سیرت پڑھو، اگر عدالت کے قاضی اور پنچایتوں کے ثالث ہوتو کعبہ میں نور آفتاب سے پہلے داخل ہونے والے ثالث کو دیکھو جو حجر اسود کو کعبہ کے ایک گوشہ میں کھڑا کر رہا ہے۔ اگر تم بیویوں کے شوہر ہو تو خدیجہؓ اور عائشہؓ کے مقدس شوہر کی حیات پاک کا مطالعہ کرو، اگر اولاد والے ہوتو فاطمہ کے باپ اور حسنؓ وحسینؓ کے نانا کا حال پوچھو، غرض تم جو کوئی بھی ہو اور کسی حال میں بھی ہو، تمہاری زندگی کے لئے نمونہ اور تمہاری سیرت کی درستی واصلاح کے لئے سامان، تمہارے ظلمت خانہ کے لئے ہدایت کا چراغ اور رہنمائی کا نور محمد رسول اللہؐ کی جامعیت کبریٰ کے خزینہ میں ہر وقت اور ہمہ دم مل سکتا ہے۔''

(خطبات مدراس، صفحہ ۷۴-۷۵)

ادب کی ایک خوبی ایجاز واختصار ہے، ''خطبات مدراس'' ادبی پیرایہ بیان کے ساتھ ایجاز وجامعیت کا بھی ایک شاہکار ہے، جس میں ختم المرسلینؐ کی حیات، کارنامے اور پیغام کو فاضل مصنف نے صرف ڈیڑھ سو صفحات میں سمیٹنے کی سعی کی ہے اور فضول عبارت آرائی یا الفاظ کے گورکھ دھندوں سے دامن بچا کر نفس موضوع کو ابھارنے اور قاری کے دل ودماغ کو اس سے محظوظ کرنے پر قلم کا زور صرف کردیا ہے۔ یہ خطبات جہاں علم کا خزانہ ہیں، وہیں ادب کی حلاوت، زبان کی چاشنی اور سلاست وروانی کا بھی اعلیٰ مظہر ہیں۔

کہ دانا خاک میں مل کر گل گلزار ہوتا ہے

محمد آصف ریاض

اسلامی اسپین کے شہر غرناطہ میں ایک اسکالر رہا کرتا تھا۔ اس کا نام احمد عبدالنور تھا۔ وہ منطق اور علم الحساب کا ماہر تھا۔ وہ علم کے حصول اور اس کی اشاعت میں اس قدر کھویا رہتا تھا کہ اسے اپنا خیال بھی نہیں رہتا تھا۔ وہ معمولی کپڑا پہنتا تھا۔ اس کی زندگی مشقت اور غربت کی زندگی تھی۔ ایک بار ایک دانشور نے اس سے پوچھا کہ تم نے یہ کیا حالت بنا رکھی ہے؟ اس نے جواب دیا میری حالت اس کینڈل (موم بتی) کی سی ہے جو خود کو جلا کر دوسروں کو روشنی پہنچاتی رہتی ہے۔ میں اپنے آپ کو جلاتا رہتا ہوں تاکہ میری قوم روشنی میں جی سکے۔ یہ کوئی سادہ بات نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس دنیا میں اسی قوم کو روشنی ملتی ہے جس قوم کے کچھ افراد اپنے آپ کو جلانے کے لئے تیار ہوں۔ جس قوم کے تمام افراد روشنی کے طالب ہوں اور کوئی اپنے آپ کو جلانے کے لئے تیار نہ ہو، اس قوم کے لئے مقدر ہے کہ وہ تاریکی میں جئے۔

زمین پر اپنی کامیابی کا جھنڈا وہی قوم لہراتی ہے جس قوم کے افراد اپنے آپ کو مٹانے کے لئے تیار ہوں۔ کسی قوم یا سماج کو اونچا اٹھانے کے لئے اس قوم اور سماج کے کچھ افراد کو اپنی قربانی دینی پڑتی ہے تب جاکر یہ ممکن ہو پاتا ہے کہ اس قوم کے افراد زمین پر باوقار طریقے سے اپنی زندگی گزار سکیں۔ یہی وہ بات ہے جسے کسی شاعر نے اس طرح سمجھایا ہے۔

مٹادو اپنی ہستی کو اگر کچھ مرتبہ چاہو
کہ دانا خاک میں مل کر گل گلزار ہوتا ہے

کوئی دانا اسی وقت اپنے آپ کو تناور درخت میں تبدیل کرپاتا ہے جب وہ اپنے آپ کو پوری طرح مٹادیتا ہے۔ دانا کے خاک میں مل جانے کے بعد ہی یہ ممکن ہو پاتا ہے کہ وہ دانا مضبوط اور تناور درخت کی شکل میں اُبھرے۔

اسلامی اسپین کو اسلامی اسپین بنائے رکھنے میں عبدالرحمٰن الناصر نے نہایت اہم کردار ادا کیا تھا۔ عبدالرحمٰن الناصر اس وقت اسپین کا خلیفہ بنا جب کہ اسپین میں طوائف الملوکی کا دور تھا اور ہر طرف انارکی پھیلی ہوئی تھی۔ عیسائی حکمراں اسلامی اسپین کا قافیہ تنگ کرتے جارہے تھے انہوں نے کئی شہروں، قصبوں اور محلوں پر مسلمانوں کی کمزوری کا فائدہ اٹھا کر قبضہ جمالیا تھا۔ عبدالرحمٰن نے تخت نشینی کے بعد سب سے پہلے ملک کی سالمیت کو یقینی بنایا اور عیسائیوں کے بڑھتے قدم کو روکنے کے ساتھ ساتھ ملک کے اندر پھیلی انارکی کو ختم کیا۔ اس نے سیاسی، معاشی، سماجی اور تعلیمی میدان میں اسپین کو بہت آگے پہنچادیا۔

عبدالرحمٰن کی تعریف کرتے ہوئے ایک ڈچ مورخ نے لکھا ہے کہ ''تمام اموی شہزادوں میں عبدالرحمٰن سب سے زیادہ عظیم تھا۔'' نصف صدی تک حکومت کرنے کے بعد ستر سال کی عمر میں اس عظیم حکمراں کی موت ہوگئی۔ اس کی موت کے بعد اس کی ڈائری ملی، جس میں یہ الفاظ لکھے ہوئے تھے'' میں اپنی پوری زندگی میں صرف ۱۴ دنوں تک ہی لطف اندوز ہوسکا''

۷۰ سالہ زندگی میں اس عظیم حکمراں نے اپنے لئے صرف ۱۴ دن رکھا اور باقی ماندہ زندگی اس نے اپنی قوم پر قربان کردیا تب جاکر یہ ممکن ہوسکا کہ اسپینی مسلمان مزید چار سو سال تک حکومت کرسکیں۔ اپنی قوم کو آرام پہنچانے کے لئے آدمی کو اپنا چین وسکون درہم برہم کرنا پڑتا ہے، تب جاکر کوئی شخص اپنی قوم کو سرخروئی کی منزل پر پہنچا پاتا ہے۔

پوری قوم سکون کی نیند سوئے، اس کے لئے قوم کے چند افراد کو اپنی نیند حرام کرنی پڑتی ہے۔ کوئی ملک اس وقت سکون کی نیند سوتا ہے جب اس ملک کے جوان سرحدوں پر اپنی نیند قربان کررہے ہوں۔ کسی ملک کے تمام شہری سو جائیں تو پھر وہ ملک دوبارہ نہیں اُٹھ سکتا۔ آئنس ٹائن ایک عظیم سائنسداں سمجھا جاتا ہے۔ وہ ایک یہودی تھا۔ اس کی پیدائش جرمنی میں ہوئی تھی بعد میں وہ امریکہ

باقی صفحہ ۵ پر

یہ بھی دہشت گردی ہے مگر نوٹس کوئی نہیں لیتا

حسن نثار

کیا صرف کند ہتھیار کے ساتھ پچھلی طرف سے انسانی گردنیں کاٹنا ہی دہشت گردی ہے؟

کیا کٹی ہوئی گردن میں پٹرول بھر کر اسے آگ لگانے کے بعد اس سرکٹے انسانی جسم کا رقص یعنی "رقص بسمل" دیکھ کر خوش ہونا ہی دہشت گردی ہے؟

کیا درس گاہوں کو دھماکے سے اڑا دینا ہی دہشت گردی ہے؟

اور کیا معصوم بچوں کو روئی سے بنی گڑیاؤں اور پلاسٹک سے بنے کھلونوں کی طرح ادھیڑ یا بکھیر دینا ہی دہشت گردی ہے؟

کیا ماؤں سے ان کے بچے، باپوں سے ان کے سہارے اور عورتوں سے ان کے سہاگ چھین لینا ہی دہشت گردی ہے؟

کیا کسی گھرانے کو یہ تین آپشنز دینا ہی دہشت گردی ہے کہ اوّل رشتہ دو، دوئم جنگ کے لئے گھر کا جوان لڑکا پیش کرو، سوئم پچاس ہزار روپیہ نقد خراج دو؟

کیا سرکاری ملازمین سے لے کر سفیروں اور غیر ملکی انجینئروں تک کو اغواء کرنا ہی دہشت گردی ہے؟

کیا بدھا کے مجسمے اڑانا، وڈیو شاپس جلانا اور حجاموں کی دکانیں بند کرانا ہی دہشت گردی ہے؟

کیا عام نہتے شہریوں سے لے کر سرفراز نعیمی شہید جیسے اعتدال پسند علماء پر ٹوٹ پڑنا دہشت گردی ہے؟

کیا صرف زمرو کی کانوں پر قبضہ دہشت گردی ہے؟

کیا جمہوریت سے لے کر عدلیہ تک کا انکار دہشت گردی ہے؟

یہ اور ایسی بیشمار دیگر مکروہ، شرمناک اور غیر انسانی بلکہ حیوانی سے بھی بدترین حرکتیں یقیناً دہشت گردی کی قابل نفرت، قابل مذمت اور قابل مزاحمت مثالیں ہیں لیکن یہ سب کچھ تو دہشت گردی کی کروڈ (CRUDE) اور کرخت ترین ایسی شکلیں ہیں جو اندھوں کو بھی نظر آجائیں۔ بے حس ترین انسان بھی ان پر لرز اٹھے، خاک وخون اور بارود کی بدبو میں لپٹے ہوئے دہشت گردی کے یہ وہ بھیانک روپ اور رویے ہیں جنہیں نظر انداز کرنا یا جن سے نظریں چرانا ممکن ہی نہیں۔ کوئی بھی شخص کسی ایسے دھماکے اور خودکش حملے کا نوٹس لئے بغیر کیسے رہ سکتا ہے جو بہت سے بے گناہوں کی جان لینے کے ساتھ ساتھ چڑیا گھر کے بے زبان جانوروں اور پرندوں کو بھی ان کی سماعتوں سے محروم کردے لیکن جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا کہ یہ سب تو دہشت گردی کی ہولناک ترین شکلیں ہیں لیکن، لیکن، لیکن خدارا ذرا غور فرمایئے کہ ہمارے بے امن وامان معاشرے میں ان سے بھی خوفناک ایسی دہشت گردیاں پورے زور وشور سے جاری ہیں جو بم اور بارود زدہ دہشت گردیوں سے بھی زیادہ خوناک ہیں لیکن اس لئے دکھائی نہیں دیتیں کیونکہ وہ اتنی کروڈ، زوردار، خون آلود اور دھماکے دار نہیں ہوتیں۔ دہشت گرد تو زندہ اور موجود وحاضر انسانوں کا قتل کرتا ہے جب کہ ہمارے معاشرے کی یہ دہشت گردیاں تو ان بچوں کے قتال میں بھی کامیابی سے مصروف ہیں جو ابھی پیدا ابھی نہیں ہوئے۔ یہ آنے والی نسلوں کو بھی مار رہے ہیں!

ذرا سوچئے تو سہی کیا وہ ناخالص وناپاک دودھ دہشت گردی کی ہولناک ترین مثالیں نہیں جو بچوں کو قبل از وقت بالغ کرنے کے ساتھ ساتھ بالغوں کو قبل از وقت قبروں میں دھکیل دے لیکن اس "دودھ دہشت گردی" کا کوئی نوٹس نہیں لیتا کیونکہ یہ "سافٹ دہشت گردی" ہے اور اس میں سنسنی خیزی اور ڈرامائیت موجود نہیں۔ یہ "دودھ دہشت گردی" گلی گلی گھر گھر ہماری نسلوں کو دیمک اور کینسر کی طرح چاٹ رہی ہے کھا رہی ہے، نگل رہی ہے لیکن افسوس ہم بھی خاموش، ہماری حکومتیں بھی گونگی حالانکہ یہ دہشت گردی خودکش دہشت گردی سے کئی گنا زیادہ نقصان دہ ہے لیکن اسے دیکھنے والی نہ آنکھیں موجود ہیں اور نہ اس پر کڑھنے والے دل موجود ہیں کیونکہ یہ بغیر دھماکے والی دہشت گردی ہے۔ بغیر خون بہائے قتل عام ہے۔

غلیظ پانی کے سبب ہیپا ٹائٹس کا جو ورثہ نسل در نسل منتقل ہورہا ہے یہ کسی اندھے کو دکھائی کیوں نہیں دیتا، اس کی مزاحمت اور سرکوبی کون کرے گا؟ کہ یہ بھی طالبان سے کم بلائے جان نہیں۔

کیا معصوم بچوں کے سروں کو مختلف رنگوں کی پگڑیوں میں لپیٹ کر بچپن سے ہی انہیں تقسیم کردینا دہشت گردی نہیں؟

کیا چائلڈ لیبر دہشت گردی نہیں یا نام نہاد آزادی کے بعد بھی انگریز کی عطا کردہ جاگیروں پر ناجائز قبضہ دہشت گردی نہیں ہے؟ کیا وہ وردی دہشت گردی نہیں جو رحم کی بجائے سہم اور تحفظ کی بجائے تکلیف اور خوف کا باعث بنتی ہو؟

کیا کسی فرد واحد کے لئے لاکھوں لوگوں کو گھنٹوں تک سڑکوں پر روکے رکھنا دہشت گردی نہیں؟ حضور! مہذب معاشروں میں تو کسی کو گھور کر دیکھنا بھی جرم ہے تو آپ سیکورٹی کے نام پر عوام کے ساتھ سرعام جانوروں جیسا سلوک کرتے ہیں تو کیا یہ دہشت گردی نہیں کہ دہشت گردی صرف بارود سے بھری بس یا ویگن کا نام نہیں اور جسے اپنی سلامتی کی اتنی فکر ہے وہ کوئی اور دھندا ڈھونڈ لے۔

کیا شادیوں اور مرگوں پر سڑکیں گھیر کر بیٹھ جانا دہشت گردی نہیں؟

مختصر یہ کہ ایسی لاتعداد "سافٹ دہشت گردیاں" بھی عوام کا جسمانی، جذباتی، نفسیاتی، روحانی قتل عام کررہی ہیں تو ان کا نوٹس کون لے گا؟ مانا کہ ایسی سافٹ دہشت گردیوں میں خون بہتا، ملبہ گرتا، آگ پھیلتی اور دھماکہ ہوتا دکھائی سنائی نہیں دیتا لیکن یہ طالبان فیم دہشت گردیوں سے کسی طرح بھی کم نہیں بلکہ ان میں سے کچھ تو خونی دہشت گردیوں سے بھی زیادہ خطرناک ہیں کیونکہ ان سے ہماری آئندہ نسلوں کو بھی خطرہ ہے لیکن افسوس صد افسوس جہالت کے سرچشموں کو گولیوں، بموں سے مرنا دکھائی دیتا ہے۔ سلو پوائزننگ کا وہ ہولناک شیطانی کھیل دکھائی نہیں دے رہا جو عوام کے ساتھ مسلسل کھیلا جارہا ہے۔

●●

بقیہ: کہ دانا خاک میں مل کر..

چلا آیا۔ یہیں اس نے ایٹم بم تیار کیا، جسے بعد میں ہیروشیما اور ناگاساکی پر گرایا گیا۔ وہ یہودی کاز کا زبردست حامی تھا۔ اس نے اسرائیل کے قیام کے لئے زبردست مہم چھیڑ رکھی تھی۔ اس نے اپنی قوم یہود کے لئے زبردست قربانیاں دیں یہاں تک کہ اس نے اپنی قوم کو سرخروئی کے مقام پر پہنچا دیا۔

کسی قوم کو اس وقت شہرت ملتی ہے جب اس قوم کے کچھ افراد اپنے آپ کو گمنامی کی زمین میں دفن کردیں، کوئی قبیلہ اس وقت سر اٹھا کر جیتا ہے جب اس قبیلہ کے کچھ لوگ سر جھکا کر جینے کی قربانی پیش کردیں۔ کوئی دانا اس وقت درخت کی شکل میں اُبھرتا ہے جب وہ اپنے آپ کو مٹی میں ملا دیتا ہے۔

●●

امریکہ نے دنیا کو کیا دیا؟

ایم اے پرویز، کولکاتا

تقریباً چھ سات سال قبل میرے چھوٹے بھائی ندیم اختر امریکہ سے ہندوستان واپس آئے اس وقت وہ امریکہ کی ایک بڑی فرم میں کمپیوٹر انجینئر تھے۔ میرے دریافت کرنے پر کہ انہوں نے امریکہ کو کیسا دیکھا؟ ان کا جواب تھا کہ اگر اسلام کو دیکھنا ہے تو اسے امریکہ میں تلاش کرنا چاہئے۔ اسلام جس مساوات کی تعلیم دیتا ہے وہ امریکہ میں ہے۔ وہاں پر جان کی بڑی قدر وقیمت ہے۔ نوکر اور مالک کا رشتہ محمود وایاز جیسا ہے۔ افسر اپنے ماتحت کو پہلے سلام کرتا ہے۔ ذات پات، رنگ ونسل کی کوئی تفریق نہیں ہے۔ کام چھوٹا ہو یا بڑا ہر کام کو عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے وغیرہ۔ میرے کچھ دوسرے دوست بھی امریکہ کی تعریف کچھ اس لب ولہجہ میں کرتے ہیں۔ میں سوچتا ہوں کہ کیا واقعی امریکہ عمل وکردار کے لحاظ سے ایسا ہی ہے؟ مساوات، اعتدال، انسانی جان کی قدر وقیمت رنگ ونسل وغیرہ کے تعلق سے امریکہ اسلام سے واقعی قریب تر ہے؟ پھر ایک سرسری جائزہ امریکہ کے تعلق سے خود امریکی اعداد وشمار کی روشنی میں ہمیں چونکنے پر مجبور کردیتا ہے۔

اسلام کی اخلاقی تعلیمات انسان کو سادہ اور پرہیزگارانہ زندگی بسر کرنا سکھاتی ہے، اسلام بہت سے اُن تفریحی مشاغل اور عیش پسندانہ تفریحات کی راہ بند کرتا ہے، جو انسان کو فضول خرچ بناتے ہیں۔ آرائش وآسائش کے اسباب میں کفایت شعاری برتنے کی تاکید کرتا ہے اور بداخلاقی، اسراف اور حد سے بڑھی ہوئی لذت پرستی کا استیصال کرتا ہے، اسلام آپس میں ہمدردی اور امداد باہمی کی تعلیم دیتا ہے، صلہ رحمی کی تاکید کرتا ہے۔ ہمسایوں کی مدد اور غریب ونادار ابنائے نوع پر انفاق فی سبیل اللہ کا حکم دیتا ہے۔ اس کے برخلاف۔ امریکہ اور یوروپین ممالک میں کیا ہورہا ہے؟

☆ ۱۹۹۷ء کی ایک رپورٹ کے مطابق امریکہ میں ہر سال ۳۶۵ ارب پاؤنڈ غذا ضائع کردی جاتی ہے۔

☆ امریکہ میں ہر سال ضائع اشیاء کو دس ٹن کی گاڑی میں بھر دیا جائے تو ڈھائی لاکھ کلومیٹر کی لمبی قطار لگ جائے گی جو کہ زمین سے چاند کی نصف دوری ہے۔

☆ متحدہ ریاست ہائے امریکہ، یورپ اور جاپان کے ۱۶ فیصد لوگ دنیا کے سازوسامان کا اسّی فیصد حصہ ہضم کرجاتے ہیں۔ بقیہ ۸۴ فیصد آبادی کو بیس فیصد سازوسامان پر اکتفا کرنا پڑتا ہے۔

☆ امریکہ اور دیگر ترقی یافتہ ممالک اپنی غذا کا ایک تہائی حصہ ہر سال ضائع کردیتے ہیں۔ ایک طرف ایشیائی اور افریقی ممالک کی ایک تہائی آبادی خط افلاس سے نیچے کی زندگی بسر کرتی ہے۔ بھوک اور افلاس سے لاکھوں جانیں ضائع ہوجاتی ہیں۔ وہیں دوسری طرف غذاؤں کے ضیاع کا یہ عالم ہے کہ اسے دنیا کے غریب انسانوں میں تقسیم کردیا جائے تو پوری دنیا کے غریب انسان سیر ہوکر کھائیں گے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

"اے بنی آدم ہر عبادت کے موقع پر اپنی زینت سے آراستہ رہو اور کھاؤ پیو اور حد سے تجاوز نہ کرو، اللہ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔" (۷-۳۱)

اللہ کے رسول حضرت محمدؐ نے فرمایا: "جب تم میں سے کسی کا لقمہ گر جائے تو وہ اس کی گندگی کو صاف کرے اور کھالے، شیطان کے لئے اسے نہ چھوڑے،" آپؐ نے ہمیں حکم دیا کہ کھانے کے برتن کو اچھی طرح صاف کریں تاکہ اس میں کوئی چیز نہ لگی رہے۔ آپؐ نے فرمایا: "تم نہیں جانتے کہ تمہارے کھانے کے کس حصے میں برکت ہے۔"

کہا جارہا ہے کہ آئندہ ہونے والی جنگیں پانی کے لئے لڑی جائے گی، جس کی خبر گاہے بگاہے آتی رہتی ہے۔ ۲۰۲۵ء تک دنیا کی آبادی کا دو تہائی حصہ پانی کے بحران سے دوچار ہوجائے گا۔ اس کی وجہ بڑے بڑے کارخانوں میں بڑے پیمانے پر استعمال شدہ پانی کو آلودہ کرنا، پانی کی فضول خرچی، پانی کے قدرتی وسائل پر ناجائز تسلط وغیرہ شامل ہیں۔ پانی اللہ کی عطا کردہ سب سے قیمتی شئے ہے۔ اس پر ہر انسان کا یکساں حق ہے، نہ تو اس پر کسی کو ناجائز تسلط کا اختیار اور نہ پانی کی فضول خرچی کی اجازت ہے۔ پانی کی بہتات بھی ہو تو اس کا استعمال اتنا ہی جائز ہے۔ جتنی ضرورت ہے۔

اللہ کے رسولؐ نے صادؓ کو وضو کرتے ہوئے دیکھا۔ صادؓ وضو کے لئے زیادہ پانی کا استعمال کررہے تھے۔ آپؐ نے صادؓ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

"اے صادؓ! یہ کیا؟ تم پانی برباد کررہے ہو؟" صادؓ نے کہا "اے اللہ کے رسول کیا وضو کے لئے زیادہ پانی خرچ کرنا بھی پانی کی بربادی ہے؟" آپ نے فرمایا: "ہاں! یہاں تک کہ تم بہتی ہوئی نہروں کے کنارے وضو کررہے ہو۔"

اقوام متحدہ کے مطابق ایک انسان کو روزانہ پچاس لیٹر پانی درکار ہے۔ جب کہ انگلینڈ میں پچاس لیٹر پانی روزانہ ایک شخص ٹوائلٹ فلش کرنے میں خرچ کردیتا ہے۔ دنیا کے دو ارب لوگوں کو صرف ۲۰ لیٹر پانی ہے جس کے لئے انہیں کافی جدوجہد کرنا پڑتا ہے۔ جب کہ امریکہ میں ایک فرد روزانہ اوسطاً چھ سو لیٹر پانی خرچ کرتا ہے۔

اس وقت دنیا جن بڑے خطروں سے دوچار ہے ان میں آلودگی اور گلوبل وارمنگ سرفہرست ہے۔ ۲۰۵۰ء تک زمین تین تا پانچ ڈگری زیادہ گرم ہوجائے گی۔ اس سے سمندر میں پانی کی سطح چودہ فٹ اونچی ہوجائے گی جس سے بہت سارے جزائر اور سمندر کے کنارے کے علاقے غرق آب ہوجائیں گے۔ ہمالیہ میں برف پگھلنے کی رفتار اٹھارہ میٹر فی سال جاری ہے جس کی رفتار میں مزید تیزی کے امکان ہیں۔ اس سے سیلاب اور مڈ سلائیڈنگ (Mud Sliding) جیسی آفات پیدا ہونے کے امکان میں اضافہ ہوتا جارہا ہے، گلوبل وارمنگ کی وجہ سے ہر سال دو سو مثیل نوع صفحہ ہستی سے غائب ہوجاتے ہیں۔ اگر یہ سلسلہ جاری رہا تو دس سالوں میں بچی ہوئی انسانی آبادی کا بیس فیصد مزید دنیا سے غائب ہوجائیں گے جو پھر کبھی نہیں لوٹیں گے۔ آسمان میں اوزون لیئر (Ozone Layer) میں تقریباً ایک کروڑ مربع ملس سوراخ ہوچکا ہے اس کے علاوہ دن بدن اس کی پرت پتلی ہوتی جارہی ہے، جس سے کینسر اور متعدد جلدی بیماریاں پیدا ہورہی ہیں۔ اکیسویں صدی میں پندرہ کروڑ انسان اسکین کینسر جیسے مہلک مرض کا شکار ہوجائیں گے۔

●●

گلوبل وارمنگ کے مختلف اسباب میں بے تحاشہ اور بے سمت انڈسٹریلائزیشن اور ایئر کنڈیشنگ سرفہرست ہیں، امریکہ اس کے لئے سب سے زیادہ ذمہ دار ہے۔ امریکن بغیر ایئر کنڈیشن کے رہ ہی نہیں سکتے۔ لیکن یہ کسے معلوم ہے کہ اس میں استعمال ہونے والی گیس کلورو فلورو کاربن (CFC) سے پیدا ہونے والی گیس کی ایک کیلو مقدار کاربن ڈائی آکسائڈ کے دس ہزار کلو کے برابر نقصان دہ ہے۔ گلوبل وارمنگ کے لئے صرف CFC ایک چوتھائی ذمہ دار ہے۔ دنیا کی کل آبادی کا نوے فیصد جو ایئر کنڈیشنگ براہ راست استفادہ نہیں کرتا۔ انہیں آخر کس جرم کی سزا بھگتنی پڑرہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس نعمت کا حساب ضرور لے گا جس کی وجہ سے اس کی دنیا خراب ہوتی جارہی ہے۔

"پھر ضرور اس روز تم سے ان نعمتوں کے بارے میں جواب طلبی کی جائے گی۔" (سورۃ التکاثر)

۱۹۵۰ء سے اب تک امریکہ ۵۱ ارب ٹن کاربن ڈائی آکسائڈ ہوا میں تحلیل کرچکا ہے جب کہ ہندوستان اور چین جو امریکہ کی کل آبادی کا آٹھ گنا زیادہ ہے بالترتیب چار اور ۱۶ ارب ٹن کاربن ڈائی آکسائیڈ ہوا میں تحلیل کرنے کے قصوروار ہیں۔ دنیا کی کل آبادی کا چار فیصد انسان امریکہ میں بستا ہے لیکن کاربن ڈائی آکسائیڈ کی کل مقدار کے ۲۳ فیصد اخراج کے لئے تنہا امریکہ ذمہ دار ہے۔ امریکیوں کی عیش وعشرت کی زندگی نے دنیا کو خطرے میں ڈال دیا ہے۔ وہاں لائسنس ہولڈر سے زیادہ گاڑیوں کی تعداد پائی جاتی ہے۔

انسانوں کے ظلم سے آب وہوا اور خشکی ہی پریشان نہیں بلکہ سمندر میں بھی فساد برپا ہے آلودہ پانی اور غیر صحت بخش ہوا کی بدولت ہر سال ڈھائی کروڑ لوگ اپنی جان گنوا بیٹھتے ہیں۔ صرف امریکہ ہر سال ۴۵ ہزار ٹن ردّی پلاسٹک سمندر میں پھینک دیتا ہے جس سے دس لاکھ سمندری پرندے اپنی جان کھو بیٹھتے ہیں۔ دنیا بھر میں ردّی اشیاء کی نکاسی (Dumping of wastege) ایک بڑا مسئلہ بنا ہوا ہے کناڈا کی سیرا کلب Sierra (Club) نے انکشاف کیا ہے کہ یورانیم سے لیس بیکار اسلحے ہزاروں سال تک خطرناک ریڈیو ایکٹیو اشیاء میں تبدیل ہوتی رہتی ہیں۔ اب یہ معلوم ہے کہ امریکہ اب تک کتنے یورانیم سے لیس بیکار اسلحے زمین اور سمندر میں پھینک چکا۔ ہمارا ملک ہندوستان تو امیر ملکوں کی بیکار اشیاء کا ڈمپنگ اسٹیشن (Dumping Stetion) بن چکا ہے۔ ۱۹۹۳ء میں ہندوستان نے امریکہ سے اٹھارہ لاکھ کلو لیڈ ایش (Lead Ash) اور ساڑھے چودہ ہزار کلو لیڈ اسڈ بیٹری (Lead Acid Battry) امپورٹ کیا۔ اور اب کافی مقدار میں ایسی خطرناک اشیاء ہندوستان میں ضائع کی جارہی ہیں۔

امریکیوں نے دنیا کو دیا کم اور وصول بہت زیادہ کیا ہے۔ امریکہ میں اوسطاً جتنی اشیاء کا استعمال ہوتا ہے، اگر پوری دنیا میں اسی اوسط سے ہونے لگے تو مزید پانچ پلانٹ (Plannet) درکار ہوں گے۔ اعداد وشمار کے مطابق غریب ملکوں کی بنسبت امریکہ دنیا کو سوگنا زیادہ نقصان پہنچا رہا ہے۔

قرآن کہتا ہے کہ خدا کی بنائی ہوئی ساخت کو بدلنا اور ان قوانین فطرت کو توڑنا، جنہیں اللہ تعالیٰ نے اس کائنات میں جاری کیا ہے۔ دراصل ایک شیطانی فعل ہے اور شیطان ہی اس فعل کی تعلیم دیتا ہے۔

"شیطان نے کہا کہ میں اولاد آدم کو حکم دوں گا تو وہ اللہ کی بناوٹ کو بدل ڈالیں گے۔" (۱۱۹:۴)

●●

بقیہ: جیلوں میں بند مسلم نوجوانوں کیلئے ہم کیا کررہے ہیں؟

ہونا ہوگا۔ مسلم وکیلوں اور مسلم نوجوانوں پر مشتمل الگ الگ کمیٹیاں قائم کی جائیں۔ نوجوانوں کی ٹیم حقائق کی جانچ کرے کہ جیلوں میں بند ہمارے نوجوان مختلف عدالتوں اور جیلوں کا جائزہ لیں اور یہ پتہ کریں کہ ہمارے نوجوان کن کن معاملات میں ملوث کرکے جیلوں میں بند کئے گئے ہیں۔ خاص کر حیدرآباد، اجمیر، ناندیڑ، جلگاؤں، ممبئی، کرناٹک اور گجرات میں جو دہشت گردانہ واقعات ہوئے ہیں ان کے تحت کتنے مسلمان گرفتار کئے گئے؟ گرفتار مسلمانوں کی حقیقت کیا ہے؟ ان کے گھروں کے حالات کیسے ہیں؟ ان کے والدین اور ان کے اہل وعیال کن حالات سے گزر رہے ہیں۔ وکلاء کا گروپ ایسے نوجوانوں کو جو بے گناہ ہیں قانونی مدد دینے کی سمت میں قدم اٹھائے۔ اس کام کے لئے الگ سے فنڈ قائم کیا جائے تاکہ انہیں مالی دشواریوں کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

مسلمان دہشت گرد ہو ہی نہیں سکتے۔ کیونکہ ہمارا دین اور ہماری شریعت کسی کی جان لینے کی اجازت نہیں دیتا۔ اجمیر دھماکہ، مالیگاؤں بم دھماکہ، مکہ مسجد اور کئی دیگر مقامات پر بم دھماکوں کے لئے آج بھی مسلمان جیلوں میں بند ہیں۔ حالانکہ سادھوی پرگیا اور کرنل پروہت اور دیگر غیر مسلم دہشت گردوں کی گرفتاری کے بعد یہ ثابت ہوچکا ہے کہ ان دھماکوں سے مسلمانوں کا کوئی لینا دینا نہیں تھا، لیکن ان دھماکوں کے لئے پولیس نے شک کی بنیاد پر جتنے مسلمانوں کو پکڑا وہ ابھی بھی جیلوں میں بند ہیں۔ ان کی رہائی تو فوری طور پر ہوجانی چاہئے تھی۔ اگر سادھوی پرگیا اور کرنل پروہت اور ان کے گروہ کا بھانڈہ نہیں پھوٹتا تو ان پر اب تک دہشت گرد ہونے کا لیبل لگ چکا ہوتا۔

ضرورت ہے اپنے ضمیر کو بیدار کرنے کی اور سرگرم ہوجانے کی تاکہ عرفان، رضی، افسر، محبوب، نور اللہ اور نجم الدین جیسے نوجوان ہمارے سامنے سوالیہ نشان بن کر نہ کھڑے ہوں اور انہیں یہ کہنے کا موقع نہ ملے کہ قوم نے انہیں نظر انداز کردیا اور انصاف نہیں دلوا سکی۔

●●

بقیہ: گلوبل وارمنگ تیسری جنگ عظیم سے بڑا خطرہ

اور صرف یہ جنگلات ہر سال فضا میں سیکڑوں لاکھوں ٹن کاربن ڈائی آکسائیڈ کے اخراج کا باعث بنتے ہیں۔

عالمی حدت میں اضافے کا ایک اور عنصر کاربن ہے، جو فضا اور سمندر میں پایا جاتا ہے۔ رپورٹ کے مطابق فضا میں ۷۵۰ ارب ٹن کاربن ہوتی ہے، جب کہ ۸۰۰ ارب ٹن کاربن سمندر کی سطح میں جذب ہوتی ہے، جہاں اور بہت سے عوامل گلوبل وارمنگ کا باعث بن رہے ہیں، وہیں ایک اور بہت اہم چیز ہے، سمندر میں گھلتی ہوئی تیزابیت اور اس کا تعلق براہ راست کاربن ڈائی آکسائیڈ سے ہے۔ جتنی زیادہ کاربن ڈائی آکسائیڈ فضا میں خارج ہوگی، وہ سمندر میں اتنی ہی جذب ہوگی اور یہ کاربن ڈائی آکسائیڈ پانی سے مل کر کاربونک ایسڈ بناتی ہے۔

جب سے دنیا میں صنعتی انقلاب آیا ہے سمندر کی پی ایچ ۸.۲۵ سے ۸.۱۴ کی واقع ہوئی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ۲۱۰۰ء تک میں ۰.۱۴ سے ۰.۵ یونٹ تک کی واقع ہوجائے گی اور یہ ایک سنجیدہ مسئلہ ہے، کیونکہ اگر اسی طرح کاربن ڈائی آکسائیڈ کی مقدار بڑھتی رہی، تو وہ انسانی معاشرے، جو سمندری حیات پر اپنی خوراک کا انحصار کرتے ہیں، ان کے لئے خوراک کی کمی واقع ہوجائے گی۔

اس کے علاوہ کلورین کمپاؤنڈز بھی ماحول کے لئے بہت نقصان دہ ہیں جیسے بلیچ اور اسپرے پینٹس۔ ہم اپنے گھروں میں حشرات سے بچاؤ کے لئے مختلف کیڑے مار دوائیں استعمال کرتے ہیں جو نقصان دہ ہیں، لیکن اگر ان ہی کی جگہ بورک ایسڈ اور کالی مرچیں ملا کر چھڑکا جائے تو یہ کم نقصان دہ ہوگی اور حشرات سے بچاؤ کے لئے گھروں کے باہر پودینہ لگانے سے کیڑے مکوڑے گھروں کے اندر نہیں داخل ہوسکتے۔

●●

بقیہ: ......نیکیاں

کے بعد اگر کوئی نیک عمل نہ کرسکے تو کم سے کم برائی سے ہی رُک جائے۔ اسی لئے بعض بزرگوں کا خیال ہے کہ شکر نام ہے گناہ چھوڑنے کا۔ یعنی اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کو اُس کی نافرمانی میں استعمال نہیں کرنا چاہئے۔ اعضائے بدن کا شکر یہی ہے کہ انہیں گناہوں سے روکا جائے اور اطاعت میں استعمال کیا جائے۔ اعضائے بدن ہی کی طرح رزق بھی اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے۔ انسان کو اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو سمجھنا چاہئے اور پھر ان نعمتوں کو اس کی اطاعت میں لگانا چاہئے۔

شکر کی دوسری قسم مستحب ہے یعنی بندہ فرائض کی ادائیگی اور حرام چیزوں سے پرہیز کے بعد نوافل میں لگے یہ سابقین ومقربین کا مقام ہوتا ہے۔ خود نبیؐ نماز میں اتنی محنت کرتے تھے کہ آپؐ کے پیروں پر ورم آجاتا تھا اور جب کہا جاتا تھا کہ آپ ایسا کیوں کرتے ہیں جب کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے تمام اگلے پچھلے گناہ معاف کردیئے ہیں تو فرماتے تھے کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں؟

رسول اللہؐ نے فرمایا: سب سے بہتر صدقہ لوگوں کے درمیان صلح صفائی کرانا ہے، اسی طرح لوگوں کی مختلف قسم کی مدد کرنا، انہیں سہارا دینا، اچھی بات کہنا، ضرورت مند کی داد رسی کرنا، معذور کی مدد کرنا، قرض دینا، کوئی چیز مستعار دینا، تحفہ دینا وغیرہ اور کچھ کاموں کا فائدہ اپنی ذات تک محدود ہوتا ہے۔ جیسے تسبیحات پڑھنا، تلاوت کرنا، نماز کے لئے چل کر جانا وغیرہ۔ نماز کو بڑی اہمیت اسے لئے حاصل ہے کہ اس میں بدن کے تمام اعضاء عبادت واطاعت میں لگ جاتے ہیں۔

مسند احمد میں ابوجزی جہنیؓ کی روایت ہے کہ میں نے نبیؐ سے نیکی کے بارے میں معلوم کیا تو آپؐ نے فرمایا، کسی بھی نیکی کو حقیر وکم تر نہ سمجھو چاہے کسی کو رسّی کا ایک ٹکڑا ہی دیا ہو یا جوتے کی کیل ہی دی ہو یا کسی کے برتن میں پانی ہی ڈالا ہو یا راستے سے کوئی تکلیف دہ چیز ہی ہٹائی ہو یا اپنے بھائی سے خندہ پیشانی کے ساتھ ملے ہی ہو یا ملنے پر اپنے بھائی کو سلام ہی کیا ہو وغیرہ۔

حضرت ابوذرؓ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہؐ نے نیکی کے بہت سے کام گنانے کے بعد فرمایا کہ اگر کچھ بھی نہ ہوسکے تو لوگوں کو اپنی ایذا رسانی ہی سے محفوظ کردے۔ مسلمان بھائی کے حقوق ادا کرنا بھی صدقات میں شامل ہے جیسے مریض کی عیادت کرنا، مظلوم کی مدد کرنا، سلام کرنا، دعوت قبول کرنا، جنازے میں شریک ہونا وغیرہ۔

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کہتے ہیں جو اپنے بھائی کے کسی کام سے جائے تو اس کا ہر قدم صدقہ ہے۔ اسی طرح کسی تنگ دست پر قرض ہو تو اسے ڈھیل دیتے رہنا بھی صدقہ ہے، یہاں تک کہ جانوروں سے اچھا برتاؤ کرنا بھی صدقہ ہے۔

ذاتی فائدے والی نیکیوں میں تسبیح وذکر وتلاوت واستغفار کے علاوہ رسول اللہؐ پر درود وسلام بھیجنا، چال ڈھال اور وضع قطع میں تواضع اختیار کرنا، حلال روزی کمانا، اسی طرح اپنے اعمال کا محاسبہ کرنا، توبہ کرنا، ندامت وغم محسوس کرنا، اپنے نفس کو حقیر سمجھنا، اللہ کے ڈر سے رونا، اس کی نشانیوں پر غور کرنا، اُمور آخرت کو دھیان لانا اور اللہ تعالیٰ سے محبت وامید قائم کرنا اور اسی پر بھروسہ کرنا شامل ہے۔

●●

بقیہ: بقیہ: دینی مدارس اور علماء پر اعتراضات

اندر سے وہ اسلام سے بغض رکھتے ہیں، انہیں خود نفس مذہب سے عداوت ہے اور خدا آخرت کے منکر ہیں، مسلمانوں جیسا نام رکھ کر وہ ایک طرف خود کو بھی دھوکہ دے رہے ہیں اور مسلمانوں کو بھی۔ تیسری طرف وہ غیر مسلم دشمنان اسلام کو یہ باور کرانے کی کوشش کرتے ہیں کہ وہ مسلمان قوم میں اصلاح پسند افراد ہیں اور اس طرح زیادہ عزت اور ہمت افزائی کے مستحق ہیں، یہ دونوں طرف سے فائدہ حاصل کرنے کے متمنی ہوتے ہیں۔ ان سے نمٹتے وقت ان کے مسلم ناموں سے دھوکہ نہیں کھانا چاہئے۔ اور ان کے بارے میں وہی طریقہ کار اپنانے کی ضرورت ہوتی ہے جو غیر مسلم دشمنان اسلام سے نمٹتے ہوئے اپنایا جاتا ہے۔

تیسری قسم کے غیر مسلم افراد، چونکہ لاعلمی کی وجہ سے مخالفت کرتے ہیں، انہیں اسلام اور اس کی تعلیمات، مدارس اور علماء کرام کے صحیح پس منظر اور مقام ومرتبہ سے واقف کرانا ضروری ہے، ان سے دوستانہ روابط رکھتے ہوئے، انہیں مدارس کا معائنہ کرنے کے لئے بھی مدعو کیا جاسکتا ہے اور یہاں کی سرگرمیوں اور ریکارڈس کا مشاہدہ کرانا غیر فائدہ مند نہیں۔ اس سے یہ لوگ مطمئن بھی ہوسکتے ہیں اور متاثر بھی۔ اور یہی ان مدارس کے مؤید اور وکیل بن کر معاشرہ کو حقیقت حال سے آگاہ کرسکتے ہیں۔

رہے چوتھی قسم کے افراد، ظاہر ہے ان کے مطمئن اور متاثر ہونے کے امکانات کافی کم ہیں، ان کو مطمئن اور معترف کرنے کی کوشش تو کی جاسکتی ہے مگر کامیابی کی امید کم ہے، کیونکہ یہ افراد لاعلم نہیں بلکہ جان بوجھ کر ہی تو مخالفت کررہے ہیں ان تک حقیقت حال پہنچا کر حجت پوری کردینا کافی ہے، دلوں کا پھیرنا انسانوں کا کام نہیں۔

اب یہ الگ مستقل بحث کا موضوع ہے کہ مدارس اور علماء کرام کو حالات زمانہ کے لحاظ سے کیسے اور کیا کیا کرنا ہے۔ اس بات کے اعتراف میں ذرا بھی تکلف نہیں کہ دینی مدارس ہی وہ قلعے ہیں جہاں اسلام کے مجاہد قرطاس وقلم کے ہتھیاروں سے لیس ہورہے ہیں، علم وخرد کی غذا سے توانا بن رہے ہیں اور یہی اسلام کے اہم محافظ ہیں۔ اس بات سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ دنیا میں مدارس کا جال ایسے نہیں پھیلتا جیسا کہ الحمدللہ پھیلا ہے تو اسلام ومسلمانوں کی آج وہ پوزیشن بھی نہ ہوتی جیسی کہ آج ہے۔ مگر اسی کے ساتھ ساتھ اس بات سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا کہ زمانے اور وقت کے تقاضوں سے مدرسوں اور تعلیم گاہوں کے نصاب کو بھی ہم آہنگ ہونا چاہئے اور انداز تعلیم وتربیت میں بھی ندرت آنی چاہئے۔ تاکہ یہاں سے جو علماء کرام نکلیں وہ آثار قدیمہ کی علامت نہ ہوں بلکہ اپنے وقت کے علمی مجاہد ہوں کیونکہ آج کی دنیا ہتھیاروں سے لڑا جانے والا میدان جنگ نہیں بلکہ دنیا آج اُس کی ہے جو مخالفین کو اپنا ہمنوا بنالے۔ اور اس کے لئے کیا کرنا ہے یہ کام صرف مدارس کے ذمہ داروں ہی کا نہیں بلکہ ملت کے سارے افراد کا ہے۔ دین کا درد رکھنے والے اور اس معاملہ میں کچھ کرنے کی صلاحیت رکھنے والے سارے افراد کو سرجوڑ کر بیٹھنا ہے اور کچھ کرنا ہے۔ یہ وقت کی ایک اہم ضرورت ہے۔

●●

ساٹھ لاکھ یہودیوں کو قتل کس نے کیا؟

خالد انصاری

قاہرہ میں صدر اوباما کی تقریر بہت سے دلچسپ پہلو اپنے اندر سمیٹے ہوئے محسوس ہوئی۔ صدر اوباما جانتے ہیں کہ وہ دنیا کی ایک چوتھائی سے زیادہ آبادی سے مخاطب ہیں۔ وہ یقیناً اس راز سے بھی واقف ہیں کہ دنیا کی پچیس فی صد آبادی کے ساتھ مسلسل حالت جنگ میں رہنا کسی بھی ملک کے بس کی بات نہیں۔ خاص طور پر جب کہ یہ ایک چوتھائی آبادی کی اکثریت اس جدید تہذیب سے شاکی ہو جہاں سے تہذیبوں کے تصادم کی آوازیں آرہی ہوں؟ قاہرہ میں مسلم دنیا سے خطاب کرتے ہوئے صدر اوباما نے کہا ''میں آج آپ کے پاس مسلم دنیا اور ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے درمیان ایک نئے آغاز کے لیے آیا ہوں۔ ایسا آغاز جس کی بنیاد باہمی مفادات اور باہمی عزت اور وقار پر استوار ہو، جس کی بنیاد اس سچائی پر ہو کہ اسلام اور امریکہ کے درمیان محاذ آرائی یا مقابلے کی سی کیفیت نہیں ہے بلکہ دونوں میں بہت سے مفادات اور اقدار مشترک ہیں جن میں امن، برداشت اور انصاف کی اقدار کے علاوہ تمام انسانوں کی عزت اور توقیر کی اقدار بھی شامل ہیں۔''

صدر اوباما نے اپنی تقریر میں دنیا پر مسلم دور حکومت کے دوران مسلمانوں کے دنیا کی تہذیب پر احسانات کا بھی تذکرہ کیا۔ انہوں نے آج کی جدید دنیا کے آغاز میں مسلمانوں کے کردار کا ذکر کیا، جس کا آغاز آج سے کم وبیش ایک ہزار سال قبل اسپین میں ہوا تھا۔ انہوں نے جدید علوم جن کا آغاز مسلمانوں نے کیا تھا، جن میں الجبرا نشرواشاعت کے شعبوں، اس وقت کے جدید آلات، جہاز رانی اور دیگر شعبوں کا ذکر بھی کیا، جن میں اس وقت کے مسلمانوں نے دنیا کو کئی ایجادات دیں اور جدید ترین نظریات سے دنیا کو متعارف کرایا۔ انہوں نے مسلمانوں کی تہذیب وفنون کا بھی ذکر کیا جن میں خطاطی، موسیقی، فن شعرو شاعری شامل ہیں۔ قاہرہ کی تقریر میں انہوں نے افغانستان کی جنگ، مذہبی انتہا پسندی، مشرق وسطی میں عربوں کا اور اسرائیل کے تنازع اور ایٹمی ٹیکنالوجی کے معاملات پر بھی تفصیلاً بات کی۔

مصر سے پہلے صدر اوباما ترکی کے شہر انقرہ بھی جاچکے ہیں۔ وہاں انہوں نے زور دے کر ایک بات کہی تھی کہ اسلام کے ساتھ امریکہ کی کوئی جنگ نہیں ہے اور امریکہ اسلام کے خلاف جنگ کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتا۔

حقیقت کی نظر سے دیکھا جائے تو یہ سب سیاسی باتیں ہیں جو کہ امریکہ کے سب ہی صدور کرتے آئے ہیں۔ دنیا کو درپیش حقیقی مسائل کو دیکھا جائے تو ان مسائل کو سلجھانے کی کوئی بامعنی کوشش اب تک کسی صدر نے نہیں کی۔ اگر کی بھی تو محض رسمی کارروائی کے طور پر اس طور کہ اصل مسائل اپنی جگہ موجود رہیں۔

مشرق وسطی میں فلسطینیوں اور اسرائیل کے تنازع پر نظر ڈالیں تو اندازہ ہوتا ہے کہ ہر امریکی صدر نے اسرائیل کی زیادتیوں پر اس کی پیٹھ تھپکی اور اسرائیل کی ہر جارحیت پر اس کو شاباشی دی۔ ہولوکاسٹ یورپ میں ہوا تو یہودی ریاست کا قیام عربوں کے علاقے میں کیا گیا تاکہ مسلمان ہمیشہ حالت جنگ میں رہیں۔ اسرائیل امریکی امداد حاصل کرنے والا دنیا کا سب سے بڑا ملک ہے۔ گزشتہ بیس برس سے زائد عرصے کے دوران امریکہ ہر سال اسرائیل کو تین ارب ڈالر سے زیادہ کی امداد دیتا ہے۔ یہ امداد محض اٹھاون لاکھ یہودی آبادی کے لیے ہے۔ امریکی صدر اوباما سے استفسار کرنے کو دل کرتا ہے کہ امریکی امداد کے اس تناسب پر نظر ڈالیں تو کیا امریکہ کے نظام عدل کی قلعی کھل نہیں جائے گی۔ اگر اقوام متحدہ کی ان قراردادوں کو گنا جائے جو دنیا کی سوا کروڑ یہودی آبادی کے حق میں گئیں لیکن دنیا کے ڈیڑھ ارب مسلمانوں کے خلاف استعمال ہوئیں تو امریکہ کی جمہوریت پسندی کا راز فاش ہو جائے گا۔ اگر صدر اوباما دنیا کو پرامن بنانا چاہتے ہیں اور اسلامی ممالک کو یقین دلانا چاہتے ہیں کہ ان کی اسلام کے ساتھ جنگ نہیں ہے یا وہ مذہب کی بنیاد پر تفریق کے قائل نہیں ہیں تو انہیں سب سے پہلے عملی ثبوت کے طور پر مسلمانوں اور یہودیوں کے ساتھ تعلقات اور تعاون کے معاملے میں توازن کا راستہ اپنانا چاہیے۔ دنیا میں مذہب کی بنیاد پر تفریق نہیں ہونی چاہیے۔ مسلمانوں کے ادوار حکومت کے دوران ایسی کوئی تفریق نہیں کی گئی۔ یہودی یورپ کی بہ نسبت مسلمانوں کے زیر تسلط علاقوں میں کہیں زیادہ امن وسکون کی زندگی گزارتے تھے۔ مسلمانوں اور یہودیوں کے درمیان برے تعلقات کا آغاز اسرائیل کے قیام کے طریقہ کار کی وجہ سے ہوا۔ فلسطین کو یہودیوں نے دو ہزار سال قبل چھوڑ دیا تھا اور وہ یورپ اور افریقہ کے دیگر علاقوں میں جاکر آباد ہوگئے۔ صدر اوباما نے کہا کہ وہ عیسائی ہیں۔ کیا وہ نہیں جانتے کہ عیسائی یورپ نے یہودیوں کے ساتھ بیسویں صدی میں کیا سلوک کیا تھا؟ کیا صدر اوباما یہ نہیں جانتے کہ عیسائی تو اپنی دو ہزار سالہ تاریخ کے دوران مسلسل یہودیوں پر حضرت عیسیٰ کے قاتل ہونے کا الزام لگاتے آئے ہیں؟ مسلمان اپنی چودہ سو سالہ تاریخ میں سب سے زیادہ پرامن ثابت ہوئے ہیں۔ آج بھی دنیا بھر کے مورخ اس بات پر اتفاق کرتے ہیں کہ مسلمانوں کے دور حکومت کے دوران اگر دونوں طرف کے مرنے والوں کی تعداد ہزاروں میں ہے تو یورپ میں مذہب کے نام پر یہودیوں اور عیسائیوں کے درمیان جو جنگیں ہوئیں، ان میں کروڑوں یہودیوں کو قتل کیا گیا۔ صدر اوباما نے خود اپنی تقریر میں اعتراف کیا کہ عیسائی یورپ میں ہولوکاسٹ کے دوران یورپ میں ساٹھ لاکھ یہودی مارے گئے تھے۔ مسلمان صدر اوباما سے سوال کرتے ہیں کہ کیا ہولوکاسٹ کے وقت جرمنی پر مسلمانوں کی حکومت تھی؟ یورپ میں مذہبی بنیادوں پر منافرت کے ذمے دار عیسائی تھے۔ مسلمانوں کے دور حکومت میں کبھی بھی یہودیوں کا کوئی بڑا قتل عام نہیں ہوا، جیسا کہ یورپ میں عیسائیوں نے کیا۔ مسلمانوں کی تاریخ یورپ کی بہ نسبت کہیں زیادہ امن کی تاریخ ہے۔ صدر اوباما یا تو ان حقائق کو غلط ثابت کریں یا اس بات کا جواب دیں کہ آج فلسطین کے مسلمانوں کو سزا کیوں مل رہی ہے۔ ●●

سی آئی اے کی خفیہ کارروائیوں کا ایک باب

نذیر لغاری

۱۹۶۰ء میں امریکی سی آئی اے نے فیصلہ کیا کہ نئے امریکی شہریوں کو نظامت آپریشنز میں بطور آفیسر بھرتی کیا جائے تو اس کے ساتھ ہی چین، جاپان، یونان اور دیگر ملکوں سے نقل مکانی کرکے امریکی شہریت اختیار کرنے والے نئے امریکیوں کو سی آئی اے میں بھرتی کرنے کا عمل شروع ہوگیا۔ ۱۹۶۱ء میں سی آئی اے میں یونانی نژاد نوجوان گیٹ ایوار کوٹوس بھرتی کے کچھ عرصے بعد ایوراکوٹوس کو یونان بھیج دیا گیا۔ اس دوران یونان کے شاہ پال کا انتقال ہوگیا اور اس کی جگہ شاہ کانسٹنٹائن نے تخت وتاج سنبھالا، نوجوان بادشاہ کی تخت نشینی کے ایام میں یونان میں ترقی پسند تحریک زوروں پر تھی اور ان دنوں امریکی ریاستی مقتدرہ صدر ٹرومین کے وضع کردہ نظریے کے مطابق آمریت اور مطلق العنانیت کی حمایت اور پشت پناہی کررہی تھی۔ یونان کے نئے بادشاہ نے ۱۹۶۵ء میں وزیراعظم پاپاندریو کی حکومت کو معزول کردیا اور اس کے ساتھ ہی یونان آئینی بحران کی پلیٹ میں آگیا۔ اس آئینی بحران کے دوران یونان کے جونیئر فوجی افسروں اور سی آئی اے کے مابین رابطوں میں تیزی آگئی اور ایوراکوٹوس سی آئی اے اور کرنیلوں کے مابین رابطوں کا مرکزی کردار بن گیا۔ ملک میں ۲۸ مئی ۱۹۶۷ء کو عام انتخابات ہونے والے تھے مگر انتخابات سے ایک ماہ اور ایک ہفتہ قبل یونان کرنیلوں کے گروہ نے ملک کے اقتدار پر قبضہ کرلیا۔ یونان میں فوجی اقتدار قائم ہونے کے بعد ترقی پسند اور روشن خیال جمہوری تحریک کو کچلنے کے لیے سنسر شپ، اندھا دھند گرفتاریوں، تشدد، مار پیٹ اور سیاسی کارکنوں کے قتل کی وارداتوں کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ ان دنوں یونانی، پریس سی آئی اے کے اعلیٰ عہدیدار ایوراکوٹوس کو دنیا کا سب سے بڑا گناہ گار قرار دے رہا تھا اور میڈیا کا یہ خیال تھا کہ یونان کے تمام مسائل اور مشکلات کا ذمہ دار یہی شخص ہے۔ یونان میں سات سال بعد جمہوریت بحال ہوئی مگر سی آئی اے کا یہ یونانی نژاد افسر جمہوریت بحال ہونے کے لگ بھگ ساڑھے تین سال بعد وہاں پر ہی موجود رہا۔ وہ ۱۹۷۸ء میں امریکہ واپس آیا مگر یہاں واپسی کے بعد اسے کوئی نئی مہم نہیں سونپی گئی۔ وہ چاہتا تھا کہ اسے فن لینڈ کے شہر ہیلسنکی بھیج دیا جائے۔ یہ شہر بحیرہ بالٹک کے کنارے پر واقع ہے۔ فن لینڈ روس کے مغرب میں واقع ہے اور بحیرہ بالٹک کی ریاستیں لٹویا، استونیا اور لتھونیا، ہیلسنکی کے جنوب میں واقع ہیں۔ ایوراکوٹوس ہیلسنکی میں تقرر حاصل کرکے سی آئی اے کی ان سرگرمیوں کا مرکزی کردار بننا چاہتا تھا جو یہ ادارہ سوویت یونین کا گھیراؤ کرنے کے لئے کررہا تھا مگر سی آئی اے کے ان دونوں کے یورپی ڈویژن کے سربراہ نے اپنی رپورٹ میں لکھا کہ ایوراکوٹوس کو کسی بھی یورپی ملک کے دارالحکومت میں بھیجنا بے ڈھنگا پن ہوگا۔

یہی وہ دن تھے جب ایوراکوٹوس کو ایک نیا میدان ملنے والا تھا۔ ایوراکوٹوس کی انہی دنوں سی آئی اے کے افغان مشن کے سربراہ جان میکفین سے ملاقات ہوئی۔ جان میکفین اُس کے یونان کے کردار سے خوب واقف تھا اُس نے ایوراکوٹوس کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ اگر تم ان دنوں واقعی کوئی اور کام نہیں کررہے ہو تو تم سیڑھی پر چڑھ کر اوپر آجاؤ ہم روسیوں کو قتل کررہے ہیں۔ انہی دنوں امریکی مقتدرہ کی پراسرار راہداریوں میں ایک اور کردار کے قدموں کی چاپ بھی سنائی دے رہی تھی جس نے ایوراکوٹوس کے ساتھ مل کر سی آئی اے کے لئے فتوحات کے نئے دروازے کھول دینے تھے یہ شخص چارلی ولسن تھا۔

چارلس ولسن المعروف چارلی ولسن امریکہ کی اہم ریاست ٹیکساس کی ریاستی اسمبلی کا منتخب رکن تھا۔ ۱۹۷۳ء میں وہ کانگریس کا رکن منتخب ہوکر واشنگٹن پہنچا۔ چارلی ولسن رنگین مزاج اور دل پھینک عاشق واقع ہوا تھا۔ وہ خوبرو خواتین کو شیشے میں اتارنے کا ڈھنگ جانتا تھا۔ وہائٹ ہاؤس یا کسی بھی دوسری بلند وبالا ایوان کی تقریب میں خوبرو دوشیزائیں اور حسن کی ملکائیں اس کے لئے قطار در قطار موجود ہوتی تھیں۔ انہی دنوں وہ ہوسٹن سے تعلق رکھنے والی قدامت پسند حسین خاتون کی زلف کا اسیر ہوگیا۔ جوئن ہیرنگ نامی خاتون کا شمار ہوسٹن کے امیر لوگوں میں ہوتا تھا۔ وہ بااثر لوگوں کو اپنی زلف کا اسیر بنانے میں یکتائے روزگار تھی۔ اسے ہوسٹن میں سماجی شیرنی کہا جاتا تھا۔ جوئن ہیرنگ کے فلپائن کے مطلق العنان حکمران فرڈیننڈ مارکوس اور اس کی اہلیہ ایملڈا مارکوس سے ذاتی تعلقات تھے۔ اس کی دوستیوں کا سلسلہ محض ہوسٹن تک محدود نہیں تھا بلکہ واشنگٹن میں بہت سے ملکی اور غیر ملکی زعماء بھی اس کی دوستی کے حلقہ میں شامل تھے۔ جن دنوں اُس کا چارلی ولسن سے معاشقہ چل رہا تھا، انہی دنوں اُس کی واشنگٹن میں پاکستان کے سفیر سے بھی دوستی جڑ پکڑ چکی تھی۔

اب تکون بن چکی تھی۔ سی آئی اے نے تانا بانا بن لیا تھا ایوراکوٹوس، چارلی ولسن اور جوئن ہیرنگ ایک کشتی میں سوار ہوچکے تھے۔ اب سی آئی اے سوویت یونین سے سرد جنگ کی عملی محاذ آرائی کا میدان فن لینڈ اور پولینڈ سے کابل اور اسلام آباد منتقل کرچکی تھی، تاریخ نئی کروٹیں لے رہی تھی، سی آئی اے اپنی تاریخ کی سب سے بڑی خفیہ کارروائی کا آغاز کرنے والی تھی۔ ●●

اسرائیلی تجویز امن کیلئے تباہ کن

لندن- بی بی سی اردو سروس کے مطابق فلسطینی انتظامیہ کے صدر محمود عباس کے ایک ترجمان نے اسرائیلی وزیراعظم بنجامن نیتن یاہو کی اس تقریر کو مشرق وسطی میں امن کی کوششوں کو سبوتاژ کرنے کے مترادف قرار دیا ہے جس میں انہوں نے کچھ شرائط کے ساتھ فلسطینی ریاست کے قیام کو قبول کرنے کا اعلان کیا تھا۔ ترجمان نبیل ابوردینا نے اسرائیلی وزیراعظم کی تقریر کے ردعمل میں کہا کہ یہ خطے میں قیام امن کے لئے شروع کی جانے والی تمام کوششوں کو تباہ کردے گی۔ فلسطینی انتظامیہ کے ایک اور اعلیٰ اہلکار صائب اراکان نے کہا کہ دنیا کو نیتن یاہو کے بیان کے دھوکے میں نہیں آنا چاہئے۔ انہوں نے کہا کہ تقریر میں فلسطینی ریاست کی اصطلاح گمراہ کن ہے کیونکہ اسی بیان میں اسرائیلی وزیر اعظم نے ریاست کے وجود کو تسلیم کرنے کے لئے بہت سی شرائط بھی رکھی ہیں۔

منصوبوں اور یقین دہانیوں پر عمل کا مطالبہ

نئی دہلی- آل انڈیا ملی کونسل کی طرف سے ۹/جون کو کانگریس صدر اور یو پی اے کی چیئر پرسن سونیا گاندھی کو ارسال کردہ میمورنڈم میں مسلمانوں اور دیگر کمزور طبقات کی فلاح وبہبود سے متعلق کانگریس پارٹی اور حکومت کے اعلان کردہ منصوبوں کو جلد سے جلد عملی شکل دینے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ میمورنڈم میں کہا گیا ہے کہ رنگاناتھ مشرا کمیشن کی رپورٹ جلد از جلد پارلیمنٹ میں پیش کی جائے۔ سچر کمیٹی کی سفارشات کے نفاذ پر نظر رکھنے کے لئے یو پی اے چیئر پرسن یا وزیر اعظم کے دفتر میں ایک خصوصی سیل قائم کرے جس کی سربراہ کسی بیورو کریٹ کے بجائے ہائی کورٹ یا سپریم کورٹ کے کسی سابق جج کو دی جائے، عدلیہ اور پولیس میں اصلاحات کا عمل شروع کرنے اور وزارتی کاؤنسل، پارلیمنٹ نیز عوامی نمائندگی والے تمام اداروں میں مسلمانوں کو معقول نمائندگی دینے کا مطالبہ بھی دہرایا گیا ہے۔ ملی کونسل کی مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس میں پارلیمانی الیکشن کے بعد کے حالات اور نئی حکومت کے قیام کے مابعد متعدد حل طلب مسائل غوروخوض ہوا اور اس تعلق سے ضروری لائحہ عمل بھی مرتب کرنے پر اتفاق ہوا۔ اجلاس میں یہ بھی طے کیا گیا کہ ملی کونسل کا تیرہواں سالانہ اجلاس مغربی بنگال کی راجدھانی کولکاتہ میں اکتوبر ۲۰۰۹ء کے وسط میں منعقد کیا جائے گا۔

بقیہ جواب آں غزل

تہذیب، وثقافت، اور ورثے کے تحفظ میں نہایت اہم، بلند بلکہ مقدس مقام ہے، بہرحال وزیراعظم بنیامن نتن یاہو نے تقریر کی ابتداء میں ہی یہ باور کرانے کی کوشش کی ہے کہ ان کی نظر میں اور ان کی قوم کی نظر میں امن کی کیا اہمیت ہے۔

ان کے مطابق یہ دینی اہمیت کا حامل مسئلہ ہے اور انہوں نے اپنی اس تقریر کے لئے برایلان یونیورسٹی کے سنٹر فار اسٹریٹجک اسٹڈیز کا انتخاب بہت سوچ سمجھ کر کیا ہے۔ اس لئے کہ یہ مرکز سابق اسرائیلی وزیراعظم مناحن بیگن اور سابق مصری صدر انور سادات کے نام منسوب ہے جو امن کے دو عظیم علمبردار تھے، لیکن اس کے فوراً ہی بعد انہوں نے ''ایرانی خطرے'' کا تذکرہ کیا، اور پوری دنیا کو اس ''خطرے'' سے ہوشیار کیا'' پھر عرب لیڈروں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ انہیں اس خطے کی ترقی اور خوشحالی کے لئے آگے بڑھنا چاہئے۔ انہوں نے کہا کہ وہ فلسطینی ریاست کو قبول کرنے کو بروقت تیار ہیں بشرطیکہ اس کے پاس نہ اپنی فوج ہو۔ نہ ریاستی ڈھانچہ ہو۔ ان کے خیال میں قوم یہود کو اس وقت تین بڑے چیلنجوں کا سامنا ہے اولاً ایرانی خطرہ ثانیاً مالیاتی بحران اور ثالثاً امن کا قیام، اس کا مقابلہ کرنے کے لئے اسے تیار ہوجانا چاہئے یہ گویا ان کا ایجنڈ ہے۔ فلسطینیوں نے تو ان کی اس تجویز کو مسترد کردیا لیکن امریکہ کی طرف سے یہ کہتے ہوئے اس کا خیر مقدم کیا گیا ہے کہ یہ ایک اہم اور مثبت قدم ہے۔ ●●

ڈاکٹر ظفر اقدس جیلانی، جو سراپا خدمت تھے

ڈاکٹر ظفر اقدس جیلانی صاحب کا انتقال یکم جون ۲۰۰۹ء کی شب ممبئی میں ہوا۔ ان کی تدفین ان کے آبائی وطن لہرولی (دربھنگہ) میں ۳/جون کی صبح ہوئی۔ مرحوم جماعت اسلامی ہند کے قدیم ترین رکن تھے۔ ہندوستان میں اپنی ۱۷ سالہ نجی پریکٹس کے دوران علاقے کے محتاج مریضوں کی خدمت، علاج اور اعانت کرتے رہے سعودی عرب کے ۴۰ سالہ قیام کے دوران مقامی اور غیر مقامی حلقہ میں ہر دلعزیز طبیب اور انسان دوست ڈاکٹر کے طور پر معروف تھے۔ دعوت دین اور تحریک اسلامی کی مساعی میں ہمیشہ پیش پیش رہے۔ مہمان نوازی اور تواضع، بزرگوں کی خدمت اور عزیزوں کی توقیر ان کے مزاج کا خاصہ تھی۔ اپنے آبائی وطن میں تحریک اسلامی کے روح رواں تھے۔ ان کی مساعی سے درسگاہ اسلامی، اور خصوصیت کے ساتھ تعلیم نسواں کی تحریک اور تنظیم کو فروغ حاصل ہوا۔ اور ان اداروں کی خدمت اپنے پسماندگان میں منتقل کرچکے ہیں۔ اب یہ ادارے ملت کی تعلیمی خدمات کے مراکز بن چکے ہیں۔

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ ان کی سعی وجہد کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔ ان کو جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔ مرحوم کی عمر ۸۰ سال تھی۔ پسماندگان میں دو بیوائیں ۹ صاحبزادیاں اور ۵ صاحبزادے ہیں۔

آفاق حسن
ابوالفضل انکلیو، نئی دہلی

پیس پارٹی آف انڈیا کی ۲۰۰۹ء کے عام انتخابات میں کارکردگی

نمبر شمار	حلقہ کا نام	اُمیدوار کا نام	حاصل ووٹ
(۱)	سیتاپور	کلدیپ کمار	3489
(۲)	سراوستی	راجیشور مشرا	44691
(۳)	شاہ جہاں پور	دولت رام	25680
(۴)	سنت کبیر نگر	راجیش سنگھ	107779(IV)
(۵)	نگینہ	وجے پرکاش	2560
(۶)	مظفر نگر	عبدالعزیز انصاری	6537
(۷)	گونڈہ	عاشق علی	73235
(۸)	گھوسی	کیلاش یادو	15877
(۹)	فتح پور	رئیس	1586
(۱۰)	فیض آباد	نصرت قدوسی	24893
(۱۱)	ڈومریا گنج	انعام اللہ چودھری	79820
(۱۲)	دیوریا	شفاعت علی	28841
(۱۳)	بستی	دیاشنکر پٹوا	67987 (IV)
(۱۴)	بانس گاؤں	رام شنکر	5255
(۱۵)	سلیم پور	اظہار	10958
(۱۶)	سہارنپور	حاجی محمد توصیف	9214
(۱۷)	بہرائچ	منجو دیوی	5255
(۱۸)	سلطان پور	محمد عمر	2328

پیس پارٹی کا قیام ۱۰/فروری ۲۰۰۸ء کو بمقام بڑھل گنج ضلع گورکھپور یوپی میں معروف سرجن ڈاکٹر محمد ایوب کی قیادت میں عمل آیا۔ پارٹی نے ایک سال کی محنت کی بنیاد پر پندرہویں لوک سبھا میں یوپی میں کل ۲۱ اُمیدوار میدان میں اُتارے تھے۔ مندرجہ بالا ٹیبل میں ۱۸ سیٹوں کی تفصیل دی گئی ہے بقیہ تین سیٹوں کی تفصیل حاصل نہیں ہوسکی۔ (الیکشن کمیشن کی ویب سائٹ سے ماخوذ)

رحم مادر میں ہی بچیوں کا قتل ایک غیرانسانی فعل ہے

جماعت اسلامی ہند کے زیراہتمام سمینار میں دانشوروں کا اظہار خیال

نئی دہلی- رحم مادر میں جنس کا پتہ لگاکر بچیوں کا اسقاط کرانے کا عمل غیر انسانی، غیر اخلاقی اور انتہائی شرمناک ہے۔ صرف ہندوستان ہی نہیں بلکہ پڑوسی ملک چین سمیت دنیا کے مختلف ممالک میں یہ مسئلہ تشویشناک صورت اختیار کرگیا ہے۔ افسوس کی بات ہے کہ دنیا میں انسان نے جس تیزی سے سائنس کے میدان میں ترقی کی ہے اسی رفتار سے انسان اخلاقی طور پر دیوالیہ ہو رہا ہے۔ اگر اس پر قابو نہیں پایا گیا تو عنقریب معاشرے میں انارکی بڑھے گی اور یہ انسانیت کے لئے خطرہ بن جائے گا۔ مسئلے کے حل کے لئے بلاتاخیر مذہبی لوگوں کو آگے بڑھ کر موثر اقدامات کرنے ہوں گے۔

مذکورہ بالا باتیں جناب نصرت علی جنرل سکریٹری جماعت اسلامی ہند نے جماعت اسلامی ہند کی جانب سے منعقدہ کانفرنس بہ عنوان ''دوران حمل بچیوں کا اسقاط: مسئلہ اور حل'' اپنے صدارتی خطاب میں کہیں۔ ہندی بھون میں ۱۳/جون کی شام منعقدہ اس کانفرنس میں شرکاء سے خطاب کرتے ہوئے جناب نصرت علی نے کہا کہ ہمیں حکومت اور قانون پر تکیہ کرنے کی بجائے خود اس برائی کے خلاف کھڑا ہونا پڑے گا۔ انہوں نے مزید کہا کہ رحم مادر میں بچیوں کے قتل کی بنیادی وجہ مادیت پرستی اور خدا کا خوف نہ ہونا ہے۔ تمام مذہبی لوگوں کو چاہئے کہ وہ عوام میں خدا کا خوف اور آخرت میں جوابدہی کے تئیں اعتماد بحال کرنے کی کوشش کریں۔

اس موقع پر مختلف مذاہب کے رہنماؤں اور دانشوروں نے بھی اظہار خیال کیا۔ خاتون سماجی کارکن محترم وجیا لکشمی نندا لیکچرر مرنڈا ہاؤس کالج نے کہا کہ جینن ٹیسٹ تکنیک کی شروعات ہندوستان میں میڈیکل سائنس کی ضرورت کے تحت ۱۹۷۰ء میں ہوئی جس کے ذریعہ بیماری کا پتہ لگانے کا کام ہوتا تھا لیکن یہ بڑی تیزی سے رحم مادر میں پرورش پارہے بچے کی شناخت کرکے اسے اسقاط کرانے کے لئے استعمال ہونے لگی۔ انہوں نے مزید کہا کہ حیرت کی بات ہے کہ یہ رجحان سب سے زیادہ اعلیٰ تعلیم یافتہ صاحب حیثیت لوگوں میں پایا جاتا ہے۔ جب کہ اعداد وشمار بتاتے ہیں کہ تمام تر پسماندگی کے باوجود مسلمان اس برائی سے دور ہیں لیکن اگر اس کی روک تھام کے لئے اقدامات نہیں کئے گئے تو یہ مسئلہ عمومی صورت اختیار کرلے گا۔ اس کے لئے قانون ۱۹۹۶ء میں بنایا گیا ہے لیکن اب تک صرف ایک معاملے میں سزا ہوسکی ہے۔ اس سے حکومت کی حد درجہ لاپروائی کا پتہ چلتا ہے۔

سکھ مذہبی رہنما جوگیندر سنگھ ویدانتی جی جتھے دار سری اکال تخت سری امرتسر نے کہا کہ ہمیں اس کے خلاف منظم طریقے سے کام کرنا ہوگا۔ تمام مذاہب کے لوگ عوام میں مذہبی اقدار کے فروغ کی کوشش کریں اور ساتھ ہی دیگر ذرائع سے بھی اس پر روک لگانے کی بھرپور کوشش کریں۔

سوامی لکشمی شنکر اچاریہ کانپور نے اسلامی تعلیمات کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ دراصل اسلام ہی واحد مذہب ہے جو انسانوں کے تمام مسائل کا حل پیش کرتا ہے۔ میرے نزدیک خوف خدا ہی واحد ذریعہ ہے جو انسانوں کو اس برائی سے روک سکتا ہے اور وہ بڑی حد تک اسلام کے ماننے والوں میں پایا جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں میں اس برائی کے اثرات برائے نام ہیں۔

جناب اعجاز احمد اسلم سکریٹری جماعت اسلامی ہند نے کہا کہ انسان اپنی نادانی کی وجہ سے خدا کی طرف سے قائم کردہ انسانی توازن کو بگاڑ رہا ہے۔ آج انسانوں میں مادیت سرایت کرگئی ہے انسان نفسانی خواہشات کا اسیر بن گیا ہے ہمیں اس حصار سے باہر نکلنا ہوگا۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم خدائے واحد کی طرف لوٹیں۔ عیسائی رہنما ڈاکٹر ایم ڈی تھامس نے کہا کہ ہمارے معاشرے میں بڑی خرابی یہ ہے کہ ہم لڑکی اور لڑکے کو الگ الگ نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ میرے نزدیک رحم مادر میں بچیوں کا قتل دہشت گردی کا سب سے خطرناک چہرہ ہے ہمیں اس مسئلے پر سنجیدگی سے مل کر کام کرنے کی ضرورت ہے۔ جین مذہب کے رہنما یواچاریہ لوکیش منی نے کہا کہ جب تک عورت کا عورت کے تئیں نظریہ نہیں بدلے گا حالت میں بہتری ممکن نہیں ہے کیونکہ اس مسئلے کی جڑ جہیز ہے اور اس میں بڑی حد تک عورتیں ذمہ دار ہوتی ہیں۔ مذہبی لوگ آگے آئیں مل کر کام کریں تو صورت حال میں تبدیلی ہوسکتی ہے۔ کانفرنس کے اختتام پر ایک نونکاتی قرار داد پاس کی گئی۔

استقبالیہ خطبہ جناب اقبال ملا سکریٹری جماعت اسلامی ہند نے دیا۔ نظامت کے فرائض جناب زین العابدین منصوری نے انجام دیئے پروگرام کے آخر میں اسسٹنٹ سکریٹری جماعت اسلامی ہند جلیل اصغر صاحب نے تمام شرکاء کا شکریہ ادا کیا۔

قراردادیں

☆ کانفرنس رحم مادر میں بچیوں کے قتل کی سخت مذمت کرتی ہے اور تمام سماجی کارکنان سمیت عام لوگوں سے یہ اپیل کرتی ہے کہ اس کے خاتمے کے لئے ہر ممکن اقدامات کریں۔ اس سنگین مسئلہ سے پیدا ہونے والے مستقبل کے خطرات اور تباہ کاریوں سے عوام کو خبردار کریں۔ رحم مادر میں بچیوں کا قتل صرف ایک بچی کا قتل نہیں بلکہ پوری انسانیت کا قتل ہے۔

☆ سرکار اور عدالتیں اس کے خلاف پہلے سے موجود قانون کو سختی سے نافذ العمل بنائیں اور اس برائی میں ملوث لوگوں کو سخت سزا دلائی جائے۔ اس طرح جہیز جو اس برائی کی بنیادی وجہ ہے کہ خاتمے کے لئے ملک میں موجودہ قانون کو موثر طریقے سے نافذ کریں تاکہ جہیز کی وجہ سے بچیوں کا قتل نہ ہو۔

☆ سرکار ایسے لوگوں کو جن کو بیٹیاں ہوں ان کی تعلیم اور شادی کے لئے خصوصی فنڈ مہیا کرائے۔

☆ ایسے ہسپتالوں اور میڈیکل مراکز کے خلاف جہاں رحم مادر میں جنس کی جانچ ہوتی ہے اور اسقاط حمل کرائے جاتے ہیں ان کے خلاف سخت قدم اٹھائے جائیں۔ اس میں ملوث ڈاکٹروں اور ہسپتالوں کے لائسنس منسوخ کئے جائیں نیز ان پر جرمانہ عائد کرکے سخت سزا دی جائے۔

☆ یہ کانفرنس لوگوں کو خبردار کرتی ہے کہ اسقاط حمل کی صورت حال اسی طرح برقرار رہی تو آئندہ برسوں میں عورت اور مرد کا تناسب بگڑ جائے گا جس کے باعث ہمارا ملک زبردست اخلاقی اور سماجی مسئلے کا شکار ہوجائے گا۔ اس سے بچنے کے لئے ضروری ہے کہ اس برائی کے خلاف پورا معاشرہ ایک ساتھ مل کر کھڑا ہو اور اس کے خاتمے کے لئے مل کر کوشش کی جائے۔

☆ اس کام کے لئے غیر سرکاری تنظیمیں میدان میں آئیں اور اس کے خلاف اپنی آواز بلند کریں اور حکومت ان کے ساتھ پورا پورا تعاون کرے۔

☆ یہ کانفرنس یہ تجویز پیش کرتی ہے کہ مذکورہ برائی کو ختم کرنے اور معاشرے میں اس کے بڑھتے رجحان کو روکنے کے لئے سرکاری، غیر سرکاری ونیم سرکاری تنظیمیں مذہب اور اس کی روحانی تعلیمات کی مدد بھی حاصل کریں۔ کانفرنس کا احساس ہے کہ اس برائی کا خاتمہ صرف قانون سازی سے نہیں کیا جاسکتا لہٰذا سبھی مذاہب کے رہنما اس سلسلے میں اہم رول ادا کریں۔ ●●

دعوت کے ایک ایجنٹ سخت بیمار

سلطانپور یوپی میں اخبار دعوت وزندگی کے ایک قدیم ایجنٹ عبدالرشید صاحب اس وقت سخت علیل ہیں۔ موصوف کے کئی بیٹیاں ہیں جن میں سے کسی کی شادی نہیں ہوسکی ہے۔ موصوف قلب کے عارضہ میں مبتلا ہیں اور ڈاکٹروں نے فوراً پیس میکر لگانے کا مشورہ دیا ہے۔ ان کی گزر اوقات اخبار کی ایجنسی کی آمدنی سے ہوتی تھی۔ دعوت کے قارئین وہمدردان تحریک سے التماس ہے کہ مریض کی صحت کے لئے دعا کریں نیز پیس میکر لگانے کے لئے ان کی مدد کریں جس پر ایک لاکھ روپے کے مصارف ہوں گے۔ عنداللہ ماجور ہوں گے۔

عامل صدیقی
محلہ پیارے پٹی، سلطانپور، یوپی

دعائے صحت

ناگپور- الحاج محمد عبدالستار صاحب، پچھلے کچھ دنوں سے شدید بیمار ہیں۔ دعائے صحت کی درخواست ہے۔

محمد عبدالرشید
رکن جماعت، ناگپور مغرب

گلوبل وارمنگ تیسری جنگ عظیم سے بڑا خطرہ

غالیہ گھانگرو

گلوبل وارمنگ ایک ایسی اصطلاح ہے، جس نے سائنس دانوں کو حیرت میں ڈال دیا ہے۔ دنیا میں تیزی سے بڑھتے ہوئے درجۂ حرارت نے سائنس دانوں کو ایک نئی تحقیق پر مجبور کردیا ہے کہ اس بدلتی ہوئی دنیا کو کس طرح بچایا جاسکتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ۱۹۳۰ء تک دنیا کے درجہ حرارت میں مستقل مزاجی رہی، ایک وقت تو یوں معلوم ہوتا ہے، جیسے وہ تھم سا گیا ہو، لیکن ۱۹۸۰ء کے بعد سے اس میں مسلسل اضافہ ہوتا چلا گیا ہے۔ آب وہوا میں ہونے والی تبدیلیوں کو سائنس دانوں نے گلوبل وارمنگ کا نام دیا ہے۔ آب وہوا کے نظام میں ہونے والی تبدیلیوں کے بہت سے محرکات ہیں، جو قدرتی بھی ہوسکتے ہیں اس میں زمین کے اندرونی عوامل اور یہاں تک کہ بیرونی عوامل جیسے شمسی سرگرمیاں، آتش فشاں کا اخراج، زمین کے مدار کی کشش اور گرین ہاؤس گیسیں۔

لیکن سائنس دانوں کی تحقیق کا موضوع دنیا میں حالیہ بڑھتی ہوئی گرمی کی اصل وجہ ہے، سائنس داں اس بات پر بھی متفق ہیں کہ بڑھتی ہوئی گرین ہاؤس گیسیں ہماری دُنیا کو گرم کررہی ہیں۔ گزشتہ ۵۰ برسوں کا ڈاٹا یہ بتایا ہے کہ فضا میں ان گیسوں کی مقدار بڑھانے کی اصل وجہ انسان ہیں، جب کہ قدرتی تغیرات بھی اس میں اضافے کا باعث ہیں۔ صرف انسانوں کے فوسلز سے جلنے والا ایندھن، دنیا کا ۹۰ فیصد درجۂ حرارت بڑھنے کا سبب ہے، جس کی وجہ سے درجۂ حرارت ۵ء۱ ڈگری سینٹی گریڈ سے ۸ء۵ ڈگری سینٹی گریڈ تک بڑھ جاتا ہے اور ان ہی گرین ہاؤس گیسوں کو عالمی طور پر بڑھتی ہوئی گرمی کا اصل دشمن تصور کیا جارہا ہے۔

ہماری زمین کے اطراف فضائی گیسوں کی تہہ ہے اور ہوا، جو ہمارے ماحول کو بناتی ہے، اس میں بنیادی طور پر دو گیسیں ہوتی ہیں۔ ۷۸ فیصد نائٹروجن اور ۲۱ فیصد آکسیجن اور باقی ایک فی صد دوسری گیسیں، جیسے کاربن ڈائی آکسائیڈ میتھین گیس کا مرکب ہوتی ہے۔ گرین ہاؤس گیسوں کو سب سے پہلے ۱۸۲۴ء میں Joseph fourier نے دریافت کیا اور Svante Arrhenius نے بلحاظ مقدار، اس پر تحقیق شروع کی۔ گرین ہاؤس گیس افیکٹ ایک ایسا عمل ہے جس میں ہمارے ماحول سے نکلنے والی انفرار ریڈ شعاعیں اور ان کے جذب ہونے سے ہماری زمین کی آب وہوا اور اس کی سطح گرم ہوجاتی ہے۔ یہ گرین ہاؤس گیسیں قدرتی طور پر گرین ہاؤس افیکٹ بناتی ہیں، جس سے زمین کی سطح کا اوسط درجۂ حرارت ۱۴ ڈگری سینٹی گریڈ اور اسی گرین ہاؤس افیکٹ کی غیر موجودگی میں یہ منفی ۱۹ ڈگری سینٹی گریڈ ہوسکتا ہے، جس کی وجہ سے زندگی گزارنا ناممکن ہے۔ اس لئے گرین ہاؤس افیکٹ ہماری زمین کے لئے ضروری ہے، لیکن اس حد تک کہ اس میں موجود گیسوں کے تناسب میں کوئی فرق نہ آئے۔ قدرتی طور پر گرین ہاؤس گیسوں میں سب سے زیادہ آبی بخارات ہیں، جو ۷۰-۳۶ فیصد گرین ہاؤس افیکٹ بناتے ہیں، جب کہ اس میں بادل شامل نہیں ہے۔ اس کے علاوہ ۲۶-۹ فیصد کاربن ڈائی آکسائیڈ، ۹-۴ فیصد میتھین اور ۷-۳ فیصد اوزون گیس شامل ہے۔ ۱۷۵۰ء کے بعد کاربن ڈائی آکسائیڈ اور میتھین گیس میں بالترتیب ۳۱ سے ۱۴۹ فیصد تک اضافہ ہوا ہے اور گزشتہ بیس برسوں سے کاربن ڈائی آکسائیڈ میں اضافہ فوسلز کے جلنے کے باعث ہوا ہے۔ جس کے تین تہائی اضافے کا ذمہ دار انسان ہے اور باقی کا ایک تہائی جنگلات کے ختم ہونے کی وجہ سے ہے۔

حالیہ اعداد وشمار کے مطابق فضا میں کاربن ڈائی آکسائیڈ کی مقدار اس کے حجم کے لحاظ سے 383 ppm ہے اور بین الحکومتی پینل برائے موسمیاتی تبدیلی کی اسپیشل رپورٹ کے مطابق ۲۱۰۰ء تک اس کی مقدار 541-970ppm تک ہوجائے گی۔ کیونکہ اگر اسی طرح فوسلز، کول اور میتھین گیس کو جلایا گیا تو فضا میں کاربن ڈائی آکسائیڈ کی مقدار بڑھتی رہے گی۔

۱۸۶۰ء سے لے کر ۱۹۰۰ء تک دنیا کا درجۂ حرارت زمین اور سمندر دونوں میں ۷۵ء۰ ڈگری سینٹی گریڈ کے لحاظ سے بڑھتا گیا، جب کہ ۱۹۷۹ء سے زمین کا درجۂ حرارت سمندر کے درجۂ حرارت کے مقابلے میں تیزی کے ساتھ دوگنا بڑھنا شروع ہوگیا۔ ناسا کے Goddard institute for space studies کے مطابق ۱۸۰۰ء سے اب تک ۲۰۰۵ء سب سے گرم ترین سال رہا ہے، جس نے ۱۹۹۸ء کا بھی ریکارڈ توڑ دیا۔ تاہم ورلڈ میٹرولوجیکل آرگنائزیشن کے سامنے ۱۹۹۸ء اب بھی گرم ترین سال ہے۔

درجۂ حرارت میں اضافہ کی بہت سی وجوہ ہیں۔ سائنس دانوں کا کہنا ہے کہ ہماری زمین کی آب وہوا پر انسانی محرکات کا تسلط آٹھ ہزار سال پہلے شروع ہوگیا تھا، جب جنگلات کو کھیتی باڑی کے لئے صاف کرنا پڑا اور پانچ ہزار سال قبل ایشیا میں چاول کی کاشت کا آغاز کیا گیا۔ اس سے قبل ماضی میں ہمارا کرۂ ارض بہت دفعہ گرم اور سرد ہونے کے تجربے سے گزر چکا ہے۔ جیوراسک پیریڈ کی ابتداء تقریباً ایک کروڑ اسی لاکھ سال قبل ہوئی۔ ان ہی گرین ہاؤس گیسوں کے تیزی سے بڑھنے کی وجہ سے زمین کو گرم کرنا شروع کردیا تھا اور ایک اندازے کے مطابق اس میں اوسطاً پانچ ڈگری سینٹی گریڈ کا اضافہ ہوگیا تھا۔ دنیا کی اس بڑھتی ہوئی گرمی کی شدت کو کم کرنے کے لئے سائنس داں اس پر کام کررہے ہیں۔ بہت سے ماحولیاتی گروپوں نے ان کوششوں کو سراہا ہے۔ لیکن وہیں کچھ ایسے بھی ہیں جو ایندھن کے متبادل ذرائع استعمال کرنے میں محدود ہیں۔ دنیا کا پہلا تحفظ ماحولیات کا سمجھوتہ کیوٹو پروٹوکل کہلاتا ہے۔ اس معاہدے میں ۱۸۲ ممالک شامل ہیں، اس معاہدے کا مقصد کاربن ڈائی آکسائڈ سمیت پانچ گرین ہاؤس گیسوں کے اخراج میں کمی لانا ہے۔ یہ سمجھوتہ ۱۶؍فروری

رپورٹ کے مطابق گلوبل وارمنگ کی وجہ سے برف کا پگھلنا، سمندر کی سطح میں اضافہ، بارشوں کے موسموں اور اس کے طریقوں میں فرق اور موسموں کی شدت میں اضافہ ہورہا ہے۔ اس کے علاوہ گلوبل وارمنگ کی وجہ سے کچھ خطوں میں پانی کی کمی، تو کچھ میں اضافہ ہورہا ہے۔ پہاڑوں پر موجود برف پگھل رہی ہے جس سے صحت پر مضر اثرات مرتب ہورہے ہیں اور بیماریاں پھیل رہی ہیں، موسموں کی شدت کی وجہ سے ہلاکتوں میں اضافہ ہورہا ہے لوگ بے گھر ہورہے ہیں اور معیشت کو نقصان پہنچ رہا ہے۔

اس بڑھتی ہوئی گرمی کی وجہ سے سائنس دان اس بات کا اندازہ نہیں لگا پارہے ہیں کہ ۲۱۰۰ء تک گرین لینڈ اور انٹارکیٹا سے کتنی برف پگھل جائے گی اور سمندر کی سطح کتنی بلند ہوجائے گی۔ اعداد وشمار کے مطابق ہر سال گرین لینڈ سے ۸۵ کیوبک کلومیٹر پگھل رہی ہے، جو ۱۹۹۶ء کے مقابلے میں دگنی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ۱۹۹۰ء سے لے کر ۲۱۰۰ء کے درمیان سمندر کی سطح میں ۱۱۰ ملی لیٹر سے ۷۷۰ ملی لیٹر تک اضافہ ہوجائے گا، زراعت پر فرق پڑے گا اور اوزون کی تہہ میں کمی واقع ہوجائے گی۔

ایک رپورٹ کے مطابق ۱۹۷۰ء کے بعد سے جمع شدہ شواہد سے پتا چلا ہے کہ شمالی اٹلانٹک میں سائیکلون آنے کی شدت میں اضافہ ہوگیا ہے اور اس کے علاوہ دیگر خطوں میں بھی اس طرح کی صورت حال دیکھی گئی ہے، جب کہ خطِ سرطان اور خطِ جدی کے اطراف سمندر کی سطح کے درجۂ حرارت میں اضافہ ہوا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ آئندہ ماحولیات میں ہونے والی تبدیلیوں کی وجہ سے طوفان کی فریکوئنسی اور ان کی شدت بڑھ تین ہزار فٹ کی گہرائی میں کافی گرم ہوگیا ہے۔ ۲۰ ویں صدی میں سمندر کی سطح میں ۱۷ سینٹی میٹر تک اضافہ ہوا ہے جب کہ ۱۹۹۳ء تک اس میں اوسطاً ہر سال تین ملی میٹر تک اضافہ ہوتا تھا، جب کہ ۱۹۸۰ء سے ہماری زمین میں برف سے ڈھکے ہوئے علاقے پانچ فیصد کم ہوگئے ہیں۔

آئی پی سی سی کی دوسری رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ دنیا کی آبادی کا چھٹے حصے (بشمول ایک ارب لوگ) وسطی، جنوبی، مشرقی اور جنوب مشرقی ایشیا میں اس صدی کے اختتام پر پانی کی قلت ہوجائے گی، کیونکہ یہ وہ علاقے ہیں جہاں پانی کا دارومدار پہاڑوں پر گلیشیئر کے پگھلنے پر ہے۔ اس صدی کے دوران خشک علاقوں میں پانی کی سپلائی ۳۰-۱۰ فیصد کم ہوجائے گی اور افریقہ میں ۲۰۲۰ء تک ۲۵۰-۷۵ ملین افراد کو پانی کی قلت کا سامنا ہوگا۔ کہا جارہا ہے کہ ۲۰۸۰ء تک سمندر کی سطح اتنی بلند ہوجائے گی کہ ہر سال لاکھوں افراد سیلاب کی زد میں ہوں گے۔ خاص طور پر وہ علاقے جو سطح سمندر سے نیچے ہیں، چھوٹے چھوٹے جزیرے ہیں اور جہاں آبادی زیادہ ہے۔ اس صدی کے وسط میں ایشیا میں خاص طور پر مشرقی اور جنوب مشرقی علاقوں میں فصلوں کی پیداوار میں ۲۰ فیصد اضافہ ہوگا، جب کہ وسطی اور جنوبی علاقوں میں ۳۰ فیصد کمی واقع ہوجائے گی۔ ارض بلد سے نیچے اور سخت گرمی کے خطوں میں فصلوں کی پیداوار کم ہوجائے گی اور بھوک میں اضافہ ہوجائے گا، کیونکہ زمین کا درجہ حرارت ایک سے دو درجے سینٹی گریڈ تک بڑھ جائے گا۔ افریقہ کے خطے کے وہ علاقے، جہاں فصلوں کی پیداوار کم ہوجائے گی اور بھوک میں اضافہ ہوجائے گا۔ کیونکہ زمین کا درجہ حرارت ایک سے دو درجے سینٹی گریڈ تک بڑھ جائے گا۔ افریقہ کے خطے کے وہ علاقے، جہاں فصلوں کا انحصار بارشوں پر ہوتا ہے، ۲۰۲۰ء تک ان میں ۵۰ فیصد کمی واقع ہوجائے گی۔

سائنس دانوں کی تحقیق کا موضوع دنیا میں حالیہ بڑھتی ہوئی گرمی کی اصل وجہ ہے، سائنس داں اس بات پر بھی متفق ہیں کہ بڑھتی ہوئی گرین ہاؤس گیسیں ہماری دُنیا کو گرم کررہی ہیں۔ گزشتہ ۵۰ برسوں کا ڈاٹا یہ بتاتا ہے کہ فضا میں ان گیسوں کی مقدار بڑھنے کی اصل وجہ انسان ہیں، جب کہ قدرتی تغیرات بھی اس میں اضافے کا باعث ہیں۔ صرف انسانوں کے فوسلز سے جلنے والا ایندھن، دنیا کا ۹۰ فیصد درجۂ حرارت بڑھنے کا سبب ہے، جس کی وجہ سے درجۂ حرارت ۵ء۱ ڈگری سینٹی گریڈ سے ۸ء۵ ڈگری سینٹی گریڈ تک بڑھ جاتا ہے اور ان ہی گرین ہاؤس گیسوں کو عالمی طور پر بڑھتی ہوئی گرمی کا اصل دشمن تصور کیا جارہا ہے۔

۲۰۰۳ء میں نافذ کیا گیا۔ اور اس میں شامل تمام ممبر ممالک ۲۰۱۲ تک گرین ہاؤس گیسوں کے اخراج کو ۵ء۲ فیصد کم کرنا ہوگا۔ مزہ کی بات یہ ہے کہ ترقی یافتہ ممالک میں سب سے زیادہ ان گیسوں کا اخراج ہے اور چین اور امریکہ جیسے ممالک ان کو کم کرنے میں کوئی کردار ادا نہیں کر رہے ہیں۔

نیویارک ٹائمز کی رپورٹ کے مطابق جیسے جیسے گلوبل وارمنگ پر اثر انداز ہونے والے عوامل کے بارے میں آگاہی بڑھ رہی ہے، وہیں اب سیاسی اور معاشی بحث ومباحثے بھی شروع ہوگیا ہے اور غریب ممالک خاص طور پر افریقہ کو سب سے بڑا خطرہ تصور کیا جارہا ہے، جب کہ دوسرے ترقی یافتہ ممالک کے مقابلے میں افریقہ میں خارج ہونے والی گرین ہاؤس گیسوں کے اخراج کی مقدار کو نظر انداز کیا جاسکتا ہے۔ کیوٹو پروٹوکول پر امریکہ ایک تنقیدی نظر رکھتا ہے، جب کہ مغربی دنیا اس کے برعکس بدلتی ہوئی آب وہوا پر انسانی اثر اور اس سے مقابلہ کرنے کی کوششوں کو تقویت دے رہی ہے اور اب تو دنیا کو فوسلز فیول کمپنیاں اور ماحولیاتی گروپ، اس بڑھتے ہوئے خطرے کو کم کرنے کے لئے زبردست مہم چلا رہے ہیں۔

سائنس دانوں نے دنیا میں بڑھتی ہوئی گرمی کی شدت کو سمجھنے کے لئے کمپیوٹر ماڈلز بنائے ہیں، جو اس بات کی پیش گوئی کرتے ہیں کہ گرین ہاؤس گیسوں میں اضافے کی وجہ سے آب وہوا کتنی گرم ہوسکتی ہے۔ ان ماڈلز کی تحقیقات کے مطابق ۱۹۹۰ء سے لے کر ۲۱۰۰ء تک دنیا کے درجۂ حرارت میں ۱ء۱ درجے سینٹی گریڈ سے ۴ء۶ درجے سینٹی گریڈ تک اضافہ ہوسکتا ہے۔ گلوبل وارمنگ کے اثرات ہمارے ماحول اور ہماری زندگی دونوں ہی پر پڑ رہے ہیں۔ آئی پی سی سی کی ۲۰۰۱ء کی جائے گی۔ سمندر کی پی ایچ کم ہوجائے گی، انسانوں میں ملیریا اور ڈینگو کی بیماریاں بڑھ جائیں گی۔ ایک تحقیق کے مطابق جانوروں اور پودوں کی ایک ہزار تین سو اقسام ایسی ہیں جو ۲۰۵۰ء تک ۳۵-۱۸ فیصد تک معدوم ہوجائیں گی۔

حال ہی میں بین الحکومتی پینل برائے موسمیاتی تبدیلی کی طرف سے عالمی حدت میں کمی سے متعلق مختلف سفارشات عمل میں لائی گئیں۔ آئی پی سی سی گزشتہ سال کے دوران دنیا میں ماحولیاتی تبدیلی کی سائنس اور اس کے اثرات سے متعلق چار رپورٹس پیش کرچکا ہے۔ کہا گیا ہے کہ دنیا کے درجۂ حرارت کو مزید دو درجے بڑھنے سے روکنے کے لئے ۲۰۱۵ء تک کا ہدف دیا گیا ہے۔ اس رپورٹ میں ماحول میں پائی جانے والی گرین ہاؤس گیسوں کو محدود رکھنے کے لئے لاگت کا اندازہ لگایا گیا ہے۔ ایک رپورٹ کے مطابق گرین ہاؤس گیسز کو کاربن ڈائی آکسائیڈ کے فی ملین ۶۵۰ حصوں کے برابر محدود کرنے سے دنیا کی کل مجموعی پیداوار (جی ڈی پی) ۲ء۰ فیصد کم ہوجائے گی۔ آئی پی سی سی کے مطابق گرین ہاؤس گیسز کے حجم کو اس سطح تک محدود رکھنے کی لاگت تین فیصد جی ڈی پی کے برابر ہوسکتی ہے۔ فضا میں کاربن ڈائی آکسائیڈ کی مقدار ۱۷۵۰ء کے مقابلے میں تین گنا بڑھ چکی ہے اور اس کی حالیہ مقدار گزشتہ چھ لاکھ ۵۰ ہزار برسوں میں سب سے زیادہ ہے۔ رپورٹ کے مطابق دنیا کے درجہ حرارت میں ۷۴ء۰ درجے سینٹی گریڈ کا اضافہ ہوا ہے۔ یہ اضافے کی شرح گزشتہ ۵۰ برسوں میں دوگنی ہوگئی ہے اور آرکٹک بھی اسی رفتار سے گرم ہوتا جارہا ہے۔ ماحول کی ۸۰ فیصد گرمی سمندر میں جذب ہورہی ہے اور ۱۹۶۰ء کے مقابلے میں سمندر کا درجۂ حرارت

کرۂ ارض کو گرم کرنے والے عوامل میں کاربن ڈائی آکسائیڈ کا بڑا ہاتھ ہے، جو فوسلز کے جلنے سے پیدا ہورہی ہے۔ جو خاص طور پر امریکہ میں ۴۰ فیصد بجلی پیدا کرنے کے لئے استعمال کی جاتی ہے اور بجلی کی صنعت سے ۹۳ فیصد کول کا اخراج ہوتا ہے۔ امریکہ دنیا میں سب سے زیادہ تیل استعمال کرنے والا ملک ہے جہاں روزانہ ۲۵ ملین بیرل سے زیادہ تیل استعمال کیا جاتا ہے۔ کاربن ڈائی آکسائیڈ کاروں، ٹرکوں اور جہازوں سے خارج ہونے والے دھویں کے علاوہ عمارتوں سے بھی خارج ہوتی ہے۔

کاربن ڈائی آکسائیڈ کے بعد میتھین گیس ہے، جو فضا میں شامل ہوکر درجۂ حرارت میں اضافے کا سبب بن رہی ہے۔ آئی پی سی سی کی رپورٹ کے مطابق میتھین گیس، کاربن ڈائی آکسائیڈ سے ۲۰ گنا زیادہ فضا کو اثر انداز کررہی ہے۔ گزشتہ سو برسوں میں اس میں ۱۴۵ فیصد اضافہ ہوا ہے اور یہ زیادہ تر دنیا کے ان علاقوں میں خارج ہوتی ہے جہاں چاول کی کاشت کی جاتی ہے۔

اس کے علاوہ نائٹروجن آکسائیڈ ایک ایسی بے رنگ گیس ہوتی ہے، جو قدرتی طور پر سمندروں اور ایسے جنگلات، جہاں بارشیں زیادہ ہوتی ہیں خارج ہوتی ہے اور جہاں تک اس گیس کے اخراج کا تعلق انسانوں سے ہے تو زراعت کے لئے استعمال ہونے والی کھاد اور حیاتیاتی مادوں کے جلنے سے یہ گیس خارج ہوتی ہے۔

جنگلات کی کٹائی سے فضا میں ۲۵ فیصد کاربن ڈائی آکسائیڈ شامل ہوتی ہے۔ رپورٹ کے مطابق ہر سال ۳۴ ملین ایکڑ رقبے پر موجود جنگلات کو صاف کردیا جاتا ہے

باقی صفحہ ۵ پر

اقلیتوں کی فلاح وبہبود کیلئے وزیراعظم کا نیا ۱۵ نکاتی پروگرام

ڈاکٹر محمد عبدالبصیر

صدر جمہوریہ نے ۲۵؍فروری ۲۰۰۵ء کو پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس سے اپنے خطاب میں اعلان کیا تھا کہ حکومت پروگرام سے متعلق خصوصی مداخلت کو پیش نظر رکھتے ہوئے اقلیتوں کی فلاح وبہبود کے لیے ۱۵ نکاتی پروگرام کو ازسرِنو مرتب کرے گی۔ پھر انہوں نے اس سال یوم آزادی کے موقع پر اپنے خطاب میں اعلان کیا "ہم اقلیتوں کے لیے ۱۵ نکاتی پروگرام پر نظر ثانی کریں گے اور اسے ازسرِنو ترتیب دیں گے۔ نئے ۱۵ نکاتی پروگرام کے مخصوص مقاصد ہوں گے جن کی ایک مقررہ مدت میں تکمیل کی جائے گی۔" ان وعدوں کے مطابق قبل ازیں معلنہ ۱۵ نکاتی پروگرام پر نظر ثانی کی گئی اور اسے اقلیتوں کی فلاح وبہبود کے لیے وزیراعظم کے نئے ۱۵ نکاتی پروگرام کی حیثیت دی گئی ہے۔

(الف) مواقع تعلیم میں اضافہ

(۱) ICDS سروس کی مساویانہ فراہمی

اینٹی گریٹیڈ چائلڈ ڈیولپمنٹ سروس (آئی سی ڈی ایس) اسکیم کا مقصد مراعات سے محروم طبقات سے تعلق رکھنے والے بچوں اور حاملہ یا دودھ پلانے والی ماؤں کو آنگن واڑی سینٹروں کے ذریعے غذائیت میں اضافہ، ٹیکہ لگانا، ہیلتھ چیک اپ، علاج کے لیے بڑے دواخانوں سے رجوع کرنے کی خدمات، ماقبل اسکول اور غیر رسمی تعلیم جیسی سہولتیں فراہم کرتے ہوئے ان کی ہمہ جہتی ترقی کو یقینی بنانا ہے۔ (آئی سی ڈی ایس) پراجکٹوں اور آنگن واڑی سینٹروں کا ایک خاص فیصد ایسے بلاکوں یا مواضعات میں قائم کیا جائے گا، جہاں اقلیتی طبقات کی قابل لحاظ آبادی رہتی ہوتا کہ اس اسکیم کے فوائد بھی ایسے طبقات تک پہنچانے کو یقینی بنایا جاسکے۔

(۲) اسکولی تعلیم تک رسائی میں بہتری

سرواشکشا ابھیان اور کستوربا گاندھی بالیکا ودیالیہ اسکیم اور اسی طرح کی دیگر اسکیموں کے تحت اس بات کو یقینی بنایا جائے گا کہ ایسے تمام اسکولوں کا ایک خاص فی صد ایسے بلاکوں رمواضعات میں قائم کیا جائے گا جہاں اقلیتی طبقات کی قابل لحاظ آبادی رہتی ہو۔

(۳) اردو کی تعلیم کیلئے عظیم تر وسائل

ایسی آبادیوں کے پرائمری اور ریری پرائمری اسکولوں میں اردو زبان کے اساتذہ کی بھرتی وتعیناتی کے لیے مرکزی امداد فراہم کی جائے گی جہاں اس زبان کے بولنے والوں کی آبادی کم از کم ایک چوتھائی ہو۔

(۴) مدرسہ کی تعلیم کی جدید کاری

علاقائی توجہ اور مدرسہ کی جدید کاری پروگرام کی مرکزی اسکیم کے تحت تعلیمی طور پر پسماندہ اقلیتوں کی کثرت والے علاقوں میں بنیادی تعلیمی انفرااسٹرکچر اور مدرسوں کی تعلیم کی جدید کاری کے وسائل فراہم کیے جاتے ہیں۔ اس ضرورت کی تکمیل کی اہمیت کے پیش نظر اس پروگرام کو نمایاں طور پر مستحکم بنایا جائے گا اور اسے موثر طور پر روبہ عمل لایا جائے گا۔

(۵) اقلیتی طبقات کے ذہین وباصلاحیت طلبہ کے لیے اسکالرشپ

اقلیتی طبقات کے طلبہ کے لیے پری میٹرک اور پوسٹ میٹرک اسکالرشپ کی اسکیم وضع کی جائے گی اور انہیں روبہ عمل لایا جائے گا۔

(۶) مولانا آزاد ایجوکیشنل فاؤنڈیشن کے ذریعہ تعلیمی انفرااسٹرکچر کا فروغ

حکومت مولانا آزاد ایجوکیشنل فاؤنڈیشن کو تمام ممکنہ امداد فراہم کرے گی تاکہ اسے مستحکم کیا جائے اور اسے اس قابل بنایا جائے کہ وہ زیادہ موثر طور پر اپنی سرگرمیوں کو وسعت دے سکے۔

(ب) معاشی سرگرمیوں اور روزگار میں مساویانہ حصہ

(۷) غریبوں کے لیے خود روزگار اور با اجرت روزگار کی فراہمی

(الف) سورن جینتی گرام سیوا روزگار یوجنا (ایس جی ایس وائی) دیہی علاقوں کے لے تیار کیا گیا خود روزگار کا بنیادی پروگرام ہے جس کا مقصد غریب دیہی خاندانوں کو بینک قرض اور حکومت کی سبسڈی، دونوں کے ذریعہ وسائل آمدنی فراہم کرتے ہوئے خط غربت سے اوپر لانا ہے۔ سورن جینتی گرام سیوا روزگار یوجنا (ایس جی ایس وائی) کے تحت مادی اور مالیاتی نشانوں کا ایک خاص فی صد دیہی علاقوں میں خط غربت سے نیچے زندگی گزارنے والے اقلیتی طبقات کے استفادہ کنندگان کے لیے مختص کیا جائے گا۔

(ب) سورن جینتی شہری روزگار یوجنا (ایس جی آر وائی) دو حصوں پر مشتمل ہے یعنی اربن سلف ایمپلائمنٹ پروگرام (یو ایس ای پی) اور اربن ویج ایمپلائمنٹ پروگرام (یو ڈبلیو ای پی) یعنی شہری خود روزگار پروگرام اور اجرت پر مبنی روزگار پروگرام کے تحت حقیقی او رمالیاتی نشانوں کا ایک خاص فی صد خط غربت کے نیچے رہنے والے اقلیتی طبقات کے استفادہ کے لیے مختص کیا جائے گا۔

(ج) سمپورن گرامین روزگار یوجنا (ایس جی آر وائی) کا مقصد دیہی علاقوں میں دیرپا کمیونٹی، سماجی اور معاشی انفرااسٹرکچر کے ساتھ ساتھ اضافی اجرت والا روزگار فراہم کرنا ہے۔ چونکہ قومی دیہی ضمانت روزگار پروگرام (این آر ای جی پی) کا ۲۰۰ اضلاع میں آغاز کیا گیا ہے اور ان اضلاع میں ایس جی آر وائی کا ایک خاص فی صد ان اضلاع میں خط غربت کے نیچے زندگی گزارنے والے اقلیتی طبقات کے استفادہ کے لیے اس وقت تک مختص کیا جائے گا جب تک کہ ان اضلاع میں بھی این آر ای جی پی شروع نہ کردیا جائے۔ ساتھ ہی اسکیم کا ایک خاص فیصد ایسے مواضعات میں انفرااسٹرکچر کی تشکیل کے لئے مختص کیا جائے گا جہاں اقلیتوں کی قابل لحاظ آبادی رہتی ہو۔

(۸) ٹیکنیکل ٹریننگ کے ذریعے مہارتوں کا فروغ

اقلیتی طبقات کی آبادی کا ایک بڑا حصہ نچلی سطح کے ٹیکنیکل کاموں میں مشغول ہے یا پھر دستکاریوں کے ذریعہ روزی کماتا ہے۔ ایسے لوگوں کو اگر ٹیکنیکل ٹریننگ دی جائے تو اس سے ان کی مہارتوں میں اضافہ ہوگا اور وہ زیادہ آمدنی حاصل کرسکیں گے۔ چنانچہ نئے قائم کیے جانے والے آئی ٹی آئی اداروں کا ایک خاص حصہ ایسے علاقوں میں قائم کیا جائے گا جہاں بنیادی طور پر اقلیتی طبقات آباد ہوں۔ جن موجودہ آئی ٹی آئی اداروں کو مہارت کے مرکز یعنی سینٹر آف ایکسی لینس کے طور پر فروغ دیا جائے گا، ان کے تناسب کا انتخاب بھی ان ہی خطوط پر کیا جائے گا۔

(۹) معاشی سرگرمیوں کے لئے اضافہ قرض کی فراہمی

(الف) اقلیتی طبقات میں معاشی ترقی کی سرگرمیوں کو فروغ دینے کے مقصد سے ۱۹۹۴ء میں نیشنل مائناریٹی ڈیولپمنٹ اینڈ فینانس کارپوریشن (این وی ڈی ایف سی) کا قیام عمل میں لایا گیا۔ حکومت نے این وی ڈی ایف سی کو عظیم تر منصفانہ مدد فراہم کرتے ہوئے مستحکم بنانے کا عزم کر رکھا ہے، تاکہ اس ادارے کو پوری طرح اپنے مقاصد کی تکمیل کے قابل بنایا جاسکے۔

(ب) خود روزگار سرگرمیوں کے آغاز اور ان کی برقراری کے لئے بینک قرض بے حد ضروری ہے۔ ترجیحی شعبوں کے لئے کل بینک قرض کا ۴۰ فیصد حصہ دیسی بینکوں کے لئے مختص کیا گیا ہے۔ ترجیحی شعبوں میں زرعی قرض، چھوٹے پیمانہ کی صنعتیں اور چھوٹے کاروبار خوردہ فروشی (ری ٹیل تجارت) پروفیشنل اور خود روزگار میں مشغول افراد، تعلیمی قرض، مکانات کے لئے قرض، اور مائیکرو کریڈٹ شامل ہیں۔ اس بات کو یقینی بنایا جائے گا کہ تمام زمروں میں ترجیحی شعبہ کے قرض کے معاملے میں اقلیتی طبقات کے لئے ایک مناسب فیصد مقرر کیا جائے۔

(۱۰) مرکزی اور ریاستی خدمات میں بھرتی

(الف) پولیس عملے کی بھرتی کے معاملے میں ریاستی حکومتوں کو اقلیتوں پر خصوصی توجہ دینے کا مشورہ دیا جائے گا۔ اس مقصد کے لئے سلکشن کمیٹیوں کی ہیت ترکیبی نمائندہ ہونی چاہئے۔

(ب) مرکزی پولیس فورس میں عملے کی بھرتی کے معاملے میں مرکزی حکومت اسی طرح کی کارروائی کرے گی۔

(ج) ریلویز، قومیائے گئے بینکوں اور عوامی شعبہ کے اداروں میں بڑے پیمانے پر روزگار کے مواقع فراہم کئے جاتے ہیں، ان اداروں میں بھی متعلقہ ادارے اس بات کو یقینی بنائیں گے کہ اقلیتی طبقات کے اُمیدواروں کی بھرتی پر خصوصی توجہ دی جائے۔

(د) اقلیتی طبقات سے تعلق رکھنے والے طلبہ کو سرکاری اداروں کے ساتھ ساتھ اچھی ساکھ رکھنے والے خانگی اداروں میں کوچنگ کی سہولت فراہم کرنے کی ایک خصوصی اسکیم شروع کی جائے گی۔

(ج) اقلیتوں کے حالات زندگی کو بہتر بنانا

(۱۱) دیہی مکانات اسکیم میں مساویانہ حصہ

اندرا آواس یوجنا (آئی وائی جے) کے تحت خط غربت سے نیچے زندگی گزارنے والے دیہی غریبوں کو آسرے کی فراہمی کے لئے مالی امداد فراہم کی جاتی ہے۔ آئی اے وائی کے تحت حقیقی اور مالیاتی نشانوں کا ایک خاص فیصد دیہی علاقوں میں خط غربت کے نیچے رہنے والے اقلیتی طبقات کے استفادہ کنندگان کے لئے مختص کیا جائے گا۔

(۱۲) اقلیتی طبقات کی آبادی والی سلم بستیوں کے حالات کو بہتر بنانا

انٹیگریٹڈ ہاؤسنگ اینڈ سلم ڈیولپمنٹ پروگرام آئی ایچ ایس ڈی پی اور جواہر لعل نہرو نیشنل اربن رینیول مشن (جے این این یو آر ایم) کے تحت مرکزی حکومت ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں کو شہری سلم علاقوں میں مادی سہولتوں اور بنیادی خدمات فراہم کرتے ہوئے ان کی ترقی کے لئے امداد مہیا کرتی ہے۔ اس بات کو یقینی بنایا جائے گا کہ ان پروگراموں کے فوائد اقلیتی طبقات کے افراد اور ایسے شہروں/سلم علاقوں تک پہنچیں، جہاں زیادہ تعداد میں اقلیتی طبقات آباد ہوں۔

(د) فرقہ وارانہ فسادات کی روک تھام اور ان پر کنٹرول

(۱۳) فرقہ وارانہ واقعات کی روک تھام

ان علاقوں میں جن کی فرقہ وارانہ طور پر حساس اور فساد سے متاثر ہونے والے علاقوں کی حیثیت سے نشاندہی کی گئی ہے ایسے ضلع اور پولیس عہدیداروں کا تقرر کیا جانا چاہئے۔ جن کی اعلیٰ کارکردگی، غیر جانبداری اور سیکولر ریکارڈ کی شہرت ہو۔ ایسے علاقوں اور دیگر مقامات پر بھی فرقہ وارانہ کشیدگی کی روک تھام ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور سپرنٹنڈنٹ آف پولیس کی بنیادی ذمہ داری ہونی چاہئے۔ اس سلسلے میں ان کی کارکردگی ہی ان کی ترقی کے امکانات کا تعین کرنے میں اہم سبب ہونی چاہئے۔

(۱۴) فرقہ وارانہ جرائم کیخلاف قانونی کارروائی

ان تمام افراد کے خلاف جو فرقہ وارانہ کشیدگی کے لئے اُکساتے ہیں یا تشدد میں حصہ لیتے ہیں، سخت کارروائی کی جانی چاہئے۔ خصوصی عدالت یا ایسی عدالت جو فرقہ وارانہ جرائم کی سماعت کرنے کے لئے مختص کی گئی ہوں قائم کی جانی چاہئیں تاکہ مجرمین کو تیز رفتاری کے ساتھ کیفر کردار تک پہنچایا جاسکے۔

(۱۵) فرقہ وارانہ فسادات کے متاثرین کی بازآبادکاری

فرقہ وارانہ فسادات کے متاثرین کو فوری امداد دی جانی چاہئے اور ان کی بازآبادکاری کے لئے بروقت اور خاطر خواہ مالیاتی امداد فراہم کی جانی چاہئے۔

دیکھنا یہ ہے کہ مسلم لیڈر اور دانشور اس سلسلہ میں کس حد تک بیدار مغزی کا ثبوت دیتے ہیں کیونکہ اب تک تو یہی دیکھا گیا ہے کہ جو پروگرام اقلیتوں بالخصوص مسلمانوں کے نام پر شروع کیے جاتے ہیں مسلمانوں کو ان سے عملاً کوئی نفع یا فائدہ نہیں ہوتا بلکہ نقصان ہی ہوتا ہے ان پروگراموں کا شور خوب مچایا جاتا ہے عمل کبھی نہیں ہوتا اور اگر کبھی ہوتا ہے تو مسلمانوں کے نام پر غیر مسلم علاقوں میں غیر مسلموں کو فائدہ پہنچائے جاتے ہیں مسلمانوں کو وعدوں کے ذریعہ بہلایا جاتا ہے۔ دوسرے طبقات کے لوگوں میں بلاضرورت ہی ردعمل کا آتش فشاں بھڑک اٹھتا ہے۔ مسلمانوں کی منھ بھرائی اور ناز برداری کے الزامات کی بھرمار ہوجاتی ہے۔ ●●

POSTED ON 17 June 2009 AT DELHI R.M.S. LICENCE NO. U (D.N.) - 41/2009 - 11 TO POST WITHOUT PRE PAYMENT PAGES-8. ۱۹رجون ۲۰۰۹ء

TELEGRAM : ADDAWAH NEW DELHI-110025
PHONES: Editor: 26958816, Manager: 26949539, Fax:26958816
E-mail:- dawattrust@yahoo.co.in, dawatnews@indiatimes.com

DAWAT SEHROZA
NEW DELHI-110025

R.N.I. No.522/57
POSTAL REGISTRATION No.DL (S) - 05 / 3128 / 2009-2011

احوال وکوائف

جواب آں غزل

شفیق الرحمن

اسرائیلی وزیر اعظم نے گزشتہ ۱۴رجون کو برایلان یونیورسٹی میں جو تقریر کی ہے کہا جارہا ہے کہ وہ صدر اوباما ، یورپی برادری اور ان تمام لوگوں کے لئے ایک جواب کی حیثیت رکھتی ہے جو پچھلے کچھ دنوں سے اسرائیل سے یہ مطالبہ کررہے ہیں کہ اگر اسے اپنی سلامتی مطلوب ہے تو اس کا عملی ثبوت پیش کرنا ہوگا جس سے دنیا کو یہ محسوس ہو کہ اس کی نیت میں کھوٹ نہیں ہے اور وہ بھی امن کا ٹھیک اسی طرح طلب گار ہے جس طرح فلسطینی ، بلکہ بعض لوگوں کا تو یہ کہنا ہے کہ اسرائیل کو امن کی زیادہ ضرورت ہے کیوں کہ گزشتہ ۶۱ برسوں سے خوف کے سائے میں تو اسرائیلی جی رہے ہیں، فلسطینیوں کے پاس تو کھونے کے لئے ان کی اپنی جان کے سوا اور کچھ بھی نہیں بچا ہے جسے وہ ہر آن اپنی ہتھیلیوں پر لئے پھرتے ہیں، اسرائیل نے ان سے ان کا وطن پہلے ہی چھین لیا ہے جسے وہ لوٹانے کے لئے اب بھی تیار نہیں ہے۔

اس تقریر کا بھی دنیا کو ٹھیک اسی طرح انتظار تھا جس طرح صدر اوباما کی تقریر قاہرہ کی دنیا منتظر تھی، وزیر اعظم نتن یاہو نے بھی اس کا اعلان پہلے سے کردیا تھا کہ وہ عنقریب ایک پالیسی بیان دینے والے ہیں چونکہ صدر اوباما کی تقریر ہوچکی تھی جس میں انہوں نے اسرائیل۔ فلسطین تنازعہ پر بھی اظہا خیال کیا تھا، اس سے پہلے واشنگٹن میں ان کی وزیر اعظم نیتن یاہو سے ملاقات بھی ہوچکی تھی، جس کے بارے میں یہ کہا جارہا تھا کہ دونوں لیڈروں کے درمیان مسئلہ فلسطین پر اختلاف رائے ہے، صدر اوباما کے منصب صدارت سنبھالنے کے فوراً امریکہ۔ اسرائیل کے تعلقات کے بارے میں امریکہ کی ایک یونیورسٹی میں ایک مباحثہ بھی ہوا تھا جس کا موضوع ہی یہ تھا کہ امریکہ کو اسرائیل کے ساتھ سختی سے نمٹنا چاہئے ادھر یورپ سے بھی اس قسم کی آوازیں اٹھنے لگی تھیں کہ اسرائیل کو اب ضد اور ہٹ دھرمی سے باز آجانا چاہئے۔ ایران کے سوال پر بھی امریکہ، یورپ اور اسرائیل کے درمیان بظاہر دوریاں ہوگئی تھیں۔

اسرائیل کے اندر بھی امریکی سوچ کے سلسلہ میں تشویش پائی جارہی تھی، خاص طور پر صدر اوباما کے بارے میں وہاں یہ رائے پائی جارہی تھی کہ وہ سامی نسل اور تہذیب وثقافت کے مخالف ہیں۔ عربوں کے تئیں ان کے دل میں زیادہ ہمدردی پائی جاتی ہے۔ امریکی انتظامیہ کی جانب سے جب یہ کہا گیا ہے کہ اسرائیل کو یہودی بستیوں کی تعمیر بالکل روک دینی چاہئے اور جب صدر اوباما نے اپنی تقریر قاہرہ میں اس کا اعادہ کیا تو اسرائیل کے اندر تشویش اور بڑھ گئی، بے چینی کے آثار نمایاں ہونے لگے۔ ظاہر ہے ان کی طرف سے بھی نئی اسرائیل حکومت سے واضح بیان کا مطالبہ کیا جانے لگا تھا، ادھر اسرائیل کے پڑوس میں ایک اور واقعہ ہوگیا کہ ایران کے صدارتی انتخاب میں ایک بار پھر سابقہ حکمراں کو ایرانی عوام نے دوبارہ منتخب کرلیا، اس نے اسرائیلیوں کو بے چین ومضطرب کردیا، شمالی کوریا کے معاملہ کو بھی یہاں تشویش کی نگاہ سے دیکھا جارہا تھا۔

اس تناظر میں وزیر اعظم نیتن یاہو نے اپنی قوم سے خطاب کیا ہے ان کا اپنے اس خطاب کے لئے برایلان یونیورسٹی کا انتخاب بھی معنی خیز ہے۔ یہ اسرائیل کی دوسری بڑی یونیورسٹی ہے۔ اس کا یہودی الٰہیات ،عقائد

باقی صفحہ ۶ پر

ضرورت رشتہ

تحریکی گھرانے سے تعلق رکھنے والے ایک لڑکے جس کی عمر ۲۱ سال، قد پانچ فٹ نوانچ، تعلیم یافتہ، برسرروزگار کے لئے تحریکی مزاج ، خوب سیرت اور خوبصورت لڑکی سے رشتہ مطلوب ہے۔ راجستھان ، دہلی، لکھنؤ کے رشتے کو ترجیح دی جائے گی۔

Box No. 1969
C/o Sehroza Dawat
Dawat Nagar, D-314,
Abul Fazl Enclave,
Jamia Nagar, New Delhi-25

ضرورت رشتہ

ایک خوبصورت وخوب سیرت لڑکی عمر ۲۱ سال، تعلیم بی اے عثمانیہ یونیورسٹی، فضیلت جامعۃ البنات سے فارغ، امور خانہ داری میں ماہر صوم وصلوٰۃ کی پابند، قد پانچ فٹ کے لئے برسرروزگار اور تحریک سے وابستہ لڑکے سے رشتہ مطلوب ہے۔
مہاراشٹر اور یوپی کے رشتے قابل ترجیح ہوں گے۔

Ph.: 09370628313

جموں وکشمیر یتیم خانہ سری نگر

ایک تعارف

یہ ادارہ ★ دو ہوسٹل چلاتا ہے جن میں چار سو یتیم بچے رہتے ہیں ★ یتیموں کے لئے ایک چیریٹیبل ہائر سکنڈری اسکول چلاتا ہے ★ مختلف آبادیوں میں دستکاری کے ساتھ چیریٹیبل مراکز چلاتا ہے ★ چار سو بیواؤں کو ماہانہ امداد دیتا ہے ★ ایک سو معذور افراد کو مالی امداد فراہم کرتا ہے ★ یتیم بچیوں کو مالی امداد دے کر شادی کے لئے ان کی حوصلہ افزائی کرتا ہے ★ تعلیم کے لئے سو یتیم بچیوں کی مدد کرتا ہے ★ ہائیر اور ٹیکنیکل تعلیم کے لئے منتخب شدہ یتیم بچوں کی مالی امداد کرتا ہے ★ غریب، نادار اور محتاج مریضوں کی روزانہ امداد کرتا ہے

اس یتیم خانے کا معائنہ کیجئے

اور ہماری عملی خدمات اپنی آنکھوں سے دیکھئے۔ ہر چیز کھلی ہے، حسابات چیک ہوتے ہیں۔ ۰۹-۲۰۰۸ء کا بجٹ تقریباً دو کروڑ روپے ہے۔ ہم اپنی یہ خدمات بلا لحاظ مذہب وملت پیش کرتے ہیں۔ بس آخرت میں اچھے اجر کی طلب اور دوزخ سے پناہ مطلوب ہے۔

اپنے عطیات اس نام سے بھیجیں

"J & K YATEEM KHANA, A/C No. SB7378"
JK Bank, Chawri Bazar, Delhi-110006

ایس اے بخاری (چیئرمین)
09419059772

Jammu & Kashmir Yateem Khanah (Orphanage)
Bemina - Chatabal Crossing, Srinagar - 190010
Ph.: 0194 - 2471707, Mob.:09419056249, 09419059133,
Fax:0194-2481056

ماہنامہ رہبر صنعت وتجارت کی نئی پیشکش

ادارہ کے پاس کچھ پرانے اور نئے اسٹاک جمع ہوگئے ہیں۔ فلاح عام کے لئے اسے رعایتی قیمت میں فروخت کیا جارہا ہے۔ افادیت کے لحاظ سے نئے اور پرانے رسالے میں کوئی فرق نہیں ہے۔ کوئی ایک فارمولا یا اسکیم آپ کی زندگی کا سنگ میل ثابت ہوسکتا ہے۔

دس مختلف رسالوں کی قیمت ایک ساتھ لینے پر صرف ۳۰ روپے (ڈاک خرچ علاحدہ) اہل خیر حضرات مدارس یا لائبریریوں کی نشان دہی کریں تو ڈھائی روپے فی کاپی کے حساب سے ۲۵ روپے میں دس کاپیاں ارسال کردی جائیں گی۔

اس طرح کے اسٹاک اب زیادہ نہیں ہے فوراً رجوع کریں۔

نوٹ: لگھو ادیوگ دربن کے نام سے ہندی میں رسالہ چھپ رہا ہے جو دراصل رہبر صنعت وتجارت کا ہی ہندی ایڈیشن ہے۔

پرانے اسٹاک مندرجہ ذیل پتہ سے منگوا سکتے ہیں۔

RAHBAR-E-SANAT-O-TEJARAT
Regd. Office: 24-C, BRIGHT STREET, KOLKATA-700017
PH.: 033-2280-6152, MOB.: 09331001824

مشہور عالم وفقیہ مولانا سید احمد عروج قادریؒ کی ۵ کتابیں

● **اقامت دین فرض ہے**
مصنف نے کتاب وسنت کی روشنی میں واضح کیا ہے کہ "اقامت دین" کو ہم نے اپنے جی سے نہیں فرض کرلیا ہے بلکہ ساری دنیا کے خالق ومالک کی طرف سے ہم مسلمانوں پر یہ فریضہ عائد کیا گیا ہے۔
سائز: ۲۰×۳۰/۱۶ ☆ صفحات: ۹۳ ☆ قیمت: Rs.16/-

● **امت مسلمہ کا نصب العین**
کتاب اللہ اور سنت رسول اللہؐ کی روشنی میں جماعت اسلامی کے اختیار کردہ نصب العین (اقامت دین) کی جامع تعریف وتشریح۔ اقامت دین کی مہم میں عملی حصہ لینے والوں کے لیے ایک مفید اور کارآمد کتاب۔
سائز: ۲۰×۳۰/۱۶ ☆ صفحات: ۱۹۲ ☆ قیمت: Rs.35/-

● **عبادات اور اصلاح وتربیت**
عبادت کی تعریف، عبادت کا مقصد اور اپنی اصلاح وتربیت سے متعلق جامع رہنمائی۔
سائز: ۲۰×۳۰/۱۶ ☆ صفحات: ۲۸ ☆ قیمت: Rs.8/-

● **عشر وزکوٰۃ اور سود کے چند مسائل**
زکوٰۃ کے چند اصولی احکام اور اس کے مصارف سے متعلق ایک علمی مقالہ، سوال وجواب کے ضمن میں عشر کے ضروری مسائل اور سود سے متعلق اسلامی احکام کی عالمانہ وضاحت۔
سائز: ۲۰×۳۰/۱۶ ☆ صفحات: ۱۲۸ ☆ قیمت: Rs.25/-

● **فسادات کا علاج**
ہندستان میں آئے دن واقع ہونے والے فسادات کے اسباب، ان کا مناسب حل اور ہندستانی مسلمانوں کی ذمے داریاں۔
سائز: ۲۰×۳۰/۱۶ ☆ صفحات: ۳۲ ☆ قیمت: Rs.8/-

مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز
P.O. Box No. 9752, Jamia Nagar, New Delhi-110025
Ph: 26954341, 26971652 Fax : 26950975, 26947858
E-Mail: mmipublishers@gmail.com Website: www.mmipublishers.net

مرکزی درس گاہ اسلامی کے لئے ضرورت ہے

(۱) اتالیق: جو ہمہ وقت طلبہ کی دینی مزاج کے مطابق تربیت اور نگرانی کرسکیں۔ قیام وطعام ادارہ کی طرف سے دیا جائے گا۔
☆ عمر: ۴۵ سال سے کم نہ ہو۔ ☆ قابلیت: عالم دین یا کم از کم انٹر۔
(۲) استاد برائے عربی: قابلیت: کسی مستند عربی و دینی درسگاہ سے فاضل۔
خواہش مند اپنے ہاتھ سے لکھی درخواست، نقول اسناد و فوٹو، ۲۸ رجون ۲۰۰۹ء تک مکمل پتہ اور موبائل نمبر/ فون نمبر کے ساتھ بھیجیں۔

محمد یوسف اصلاحی (صدر مجلس منتظمہ)
مرکزی درس گاہ اسلامی، دومحلہ روڈ، رام پور (یوپی)
Mob. 09219535948, 09219535943, Ph.: 0595-2324216

(سی بی ایس ای سے منظور شدہ انگلش میڈیم سینئر سیکنڈری اسکول)

ایم اے ایف اکیڈمی نوئیڈا

(تسلیم شدہ اقلیتی تعلیمی ادارہ)
تیسرے سال سی بی ایس ای بورڈ امتحان میں

دسویں اور بارہویں کے بیشتر طلباء فرسٹ ڈویژن میں پاس

دسویں جماعت میں سب سے زیادہ نمبر حسب ذیل ہیں:

انگلش	91	کرشما چندر بوس	حساب	95	نیتا سریواستو
سوشل اسٹڈیز	93	نیتا شرما	سائنس	94	نیتا شرما
ہندی	93	مونیکا پردھان	سنسکرت	91	کرشما چندر بوس
اُردو	80	سومیہ علی۔ رقیہ محترم			

طلبہ کا اوسط نمبر 74 فیصد

بارہویں جماعت (سائنس) میں سب سے زیادہ نمبر حسب ذیل ہیں:

انگلش	91	ارمان	حساب	95	چھایا	فزکس	93	ارمان
کیمسٹری	95	ارمان	بایولوجی	87	زینب	کمپیوٹر	90	چھایا
فزیکل ایجوکیشن	93	شفیع الدین	اکنامکس	75	ہیتا یادو	اردو	82	قیوم

طلبہ کا اوسط نمبر 75 فیصد

بارہویں جماعت (کامرس) میں سب سے زیادہ نمبر حسب ذیل ہیں:

انگلش	92	ریچا	اکنامکس	84	مبشر	برنس اسٹڈیز	95	یوگیتا
اکاؤنٹس	78	یوگیتا	فزیکل ایجوکیشن	94	زیبا خاں	اردو	70	صائمہ

طلبہ کا اوسط نمبر 74 فیصد

ہر بچہ کچھ کہتا ہے، ایسی لگن کو سلام

اپنے بچے کے تابناک تعلیمی مستقبل کے لئے آپ بھی ایک صحیح فیصلہ کرسکتے ہیں
XI میں سائنس اور کامرس کلاسوں میں داخلہ شروع
نرسری سے گیارہویں کلاس تک داخلہ کے لئے چند سیٹیں دستیاب

M.A.F. Academy
Senior Secondary School
(An English Medium Minority Institution)
A-43, Sector, 62, NOIDA

Web: mafacademy.com, email:info@mafacademy.com
Phone:+91-120-2400522, +91-120-6545202
Mobile: +91-9810009477

(داخلہ فارم ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کیا جاسکتا ہے)

دلت مسئلہ جڑ میں کون؟

☆ دلت مسئلہ جڑ میں کون؟ (اردو، ہندی) از انتظار نعیم صفحات: 356 قیمت: 140
☆ दलित समस्या जड़ में कौन? पृष्ठ: 296 मूल्य : 100

"...... کبھی آپ نے سوچا؟"
وطن عزیز میں سینکڑوں برسوں سے دبے کچلے طبقات کے لوگوں کو اوپر اٹھانے کی بہت سی کوششوں کے باوجود آج بھی سماج میں چھوا چھوت اور نابرابری پائی جاتی ہے۔ انسان انسان کو حقیر سمجھ رہا ہے۔ آخر اس کے کیا اسباب وعوامل ہیں؟ اور آج کے حالات میں ان مسائل کا حل کیا ہوسکتا ہے؟
دعوت کی خدمت انجام دینے والوں کو اس حقیقت سے ضرور باخبر ہونا چاہیے کہ اس مسئلہ کے پس پردہ کن چیزوں کا ہاتھ ہے۔ یہ سب جاننے اور اپنے دلت بھائیوں کو بھی اس سے آگاہ کرانے کے لیے "دلت مسئلہ جڑ میں کون؟" کا مطالعہ ضرور کریں۔

کتاب کی مختصر جھلکیاں
◉ ذات پات کے نظام کی ویدتخلیق ◉ ورن آشرم کے وید کے دور کے خدوخال ◉ اچھوت کیسے بنیں ◉ براہمن گرنتھ اور اُپ نشد میں شودر ◉ گیتا میں ورن ویوستھا کی تائید ◉ گیتا اور مہا بھارت میں شودر کی حالت ◉ ذات پات کے حامی تلسی داس ◉ ہندو سماج میں چھوا چھوت ◉ ذات پات کا رواج کیسے وجود میں آیا ◉ ہندتوا کی تاریخ ◉ مندر میں داخلے پر لاٹھیوں سے استقبال ◉ ہندو راشٹر میں دلت ◉ تاریخ گواہ ہے ◉ آزادی میں بھی غلامی کی کیفیت ◉ دلت عورت کی تذلیل ◉ اگست 1956 کا ایک سیاہ دن ◉ ڈاکٹر امبیڈکر نے ہندو دھرم کیوں چھوڑا؟ دیگر اسی طرح کے بہت سے عنوانات۔
کتاب 8 ابواب پر مشتمل جس میں تقریباً 400 عنوانات اور دلت سماج کے نامور مصنفین ودانشوران کے مبارکبادی خطوط شامل اشاعت ہیں۔
آپ کو معلوم ہونا چاہیے کچھ لوگوں کی طرف سے اسلام اور مسلمانوں پر لگائے گئے الزام "دلت مسئلہ اسلام کی دین ہے" کا اسلام اور مسلمانوں کی جانب سے بہترین جواب۔

دعوتی، اصلاحی، تاریخی واسلامی کتب کے لئے رابطہ کریں۔ فہرست کتب مفت طلب کریں۔

مدھر سندیش سنگم
E-20، ابوالفضل انکلیو، جامعہ نگر، نئی دہلی۔ 110025
فون نمبر 011-26953327, 09212567559
ای میل madhursandeshsangam@yahoo.co.in

بقیہ: مہاراشٹر کے اُردو میڈیم جونیئر کالجوں کے نتائج......

۶۷، ۸۲ فیصد مارکس لے کر کامیاب ہونے والی شال نجے دیپوتے کی جو تصویر سامنے ہے اگر اس کے نیچے نام نہ لکھا ہو اور اُردو ٹائمز ممبئی کے مطابق اگر وہ خود اپنا نام نہ بتائے تو اس کے رہن سہن، وضع قطع اور لباس وانداز گفتگو سے یہ پہچاننا مشکل ہوجاتا ہے کہ وہ کسی ہندو تاجر گھرانے کی لڑکی ہے یا کسی مسلم گھرانے کی وہ پوری طرح مسلم لڑکیوں کی طرح پردے میں رہتی ہے سر کو ڈھانکتی ہے۔ ۸۳، ۸۱ فیصد نمبر حاصل کرنے والی جین سول راج کمار کہتی ہے کہ جے اے ٹی اگرلس کیمپس میں مخلوط تعلیم نہ ہونے کی وجہ سے ہم نے اپنا پورا دھیان صرف اور صرف اسٹڈی میں لگایا۔ سپریم کورٹ کے عزت مآب جسٹس کو بھی سمجھنا چاہئے کہ جس ماحول کو وہ طالبانزائشن قرار دیتے ہیں خود ان کی باکردار اور عصمت تاب اور نیک وہونہار بیٹیاں اس کے بارے میں کیا سوچتی ہیں۔ اطلاع کے مطابق مالیگاؤں شہر میں جسے ایک بڑا قصبہ قرار دیا جاسکتا ہے اُردو، مراٹھی اور انگریزی میڈیم کے ۱۷ جونیئر کالج چل رہے ہیں جن کے ذریعہ اس سال مالیگاؤں کے چار ہزار طلباء کے لئے ایچ ایس سی بورڈ کا نتیجہ خوش کن یعنی ۷۵ فیصد رہا۔ کلیان کے نیشنل اُردو ہائی اسکول اینڈ جونیئر کالج کے طلباء نے امتیازی نمبروں سے کامیاب ہوکر گزشتہ کئی برسوں سے چلی آرہی روایت کو برقرار رکھتے ہوئے اُردو سے محبت ولگاؤ اور اس کے ذریعہ کامیابی کا اعلیٰ ریکارڈ قائم کیا۔ اکیلے ضلع جلگاؤں میں اُردو میڈیم کے ۱۵ جونیئر کالج اُردو اور تعلیم کے فروغ کا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔ یاد رہے کہ مہاراشٹر کے لوگوں کی بالعموم مادری زبان اُردو ہے پھر بھی وہاں اُردو میڈیم کے نہ صرف اسکول جونیئر کالج بلکہ ڈگری کالج بھی ہیں جہاں بچے اور نوجوان اُردو کو بلندی اور رفعت سے ہمکنار کررہے ہیں۔ کیا یوپی، دہلی اور اور شمالی بھارت کی دوسری ریاستوں کے محبان اُردو ان سے سبق وعبرت حاصل نہیں کرسکتے۔ (ع ق)

دعوت

پرنٹر، پبلشر خلیل احمد نے دعوت ٹرسٹ (رجسٹرڈ) کی جانب سے ایرانین آرٹ پرنٹرز قاسم جان اسٹریٹ بلیماران دہلی ۱۱۰۰۰۶ میں برائے دعوت آفسیٹ پرنٹرز چھپوا کر دفتر "دعوت" ڈی ۳۱۴، ابوالفضل انکلیو، جامعہ نگر، اوکھلا، نئی دہلی ۲۵ سے شائع کیا۔

ایڈیٹر: پرواز رحمانی
اسسٹنٹ ایڈیٹر: شفیق الرحمن
سب ایڈیٹرس: محمد صبغۃ اللہ ندوی، عقیدت اللہ قاسمی، عمیر کوثی ندوی، اشرف علی بستوی

حکومت سے منظور شدہ ایکسپورٹ ہاؤس

سپر ٹینری لمیٹیڈ

● برشڈ بف کاف ● فیشن ایبل لیدرز ● اَنل پل اپ ● انڈسٹریل سیفٹی بوٹ لیدرز ● نو بک ● واٹر پروف لیدرز ● گارمنٹ نپا ● شوانیڈ بوٹ اپرز

SUPER TANNERY LIMITED
(A Government Recognised Export House)
187/170, JAJMAU ROAD, KANPUR-208010 (INDIA)
Tel:+91-512-2460137, 2465362, 2462138, 2461079
Fax:+91-512-2460792, 2462227,
Email: supertannery@satyam.net.in
Website: www.supertannery.org

Online Unani Herbal Consultation

044-28481344 E-mail: drameen@vsnl.net
for Sinusitis ★ Joints Pain ★ infertility ★ nervous ★ debility ★ Obesity ★ beauty & Hair Care
in public interest by Dr. Syed M.M. Ameen
B.U.M.S. (OSM)., M.D. (Herbal Med).,
Ph.D. (MED)., M.N.S.A. (IND)
S.K's Herbal Medical Hospital & Research Centre
36, J.J.K. Road, Royapettah, Chennai-600014 INDIA

مدارس اسلامیہ: غور وفکر کے چند پہلو

علی گڑھ سرسید احمد خاں کے افکار ونظریات سے تقابل مطالعہ
● قیمت: 15/- ● صفحات: ۴۸
مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز، نئی دہلی ۲۵
P.O. Box No. 9752, Jamia Nagar, New Delhi-110025

اسلامی علوم میں مہارت کا

سنہرا موقع

اسلامی اکیڈمی میں رواں تعلیمی سال ۲۰۰۹ء-۲۰۱۰ء کے لئے درخواستیں مطلوب ہیں، اسلامی اکیڈمی میں دو کورس چلائے جاتے ہیں ایک اہل فکر وتحقیق جو دو سالہ ہے اور یونیورسٹی کے گریجویٹس کے لئے ہے۔ اس میں عربی زبان وادب، تفسیر، حدیث، علوم حدیث، فقہ اور تقابل ادیان وغیرہ موضوعات پڑھائے جاتے ہیں اور طلبا کو اس لائق بنایا جاتا ہے کہ وہ اسلامی علوم کا مطالعہ براہ راست عربی کتابوں سے کرسکیں۔ دوسرا اہل دعوت کا کورس ہے یہ ایک سال کا ہے۔ اس میں اسلام کے بنیادی اقدار وافکار، ہندوستانی مذاہب، قادیانیت اور عیسائیت پر لکچر دیے جاتے ہیں دونوں کورس جامع اور مکثف (Intenive) ہیں ان کورسیز کی تفصیلات سہ روزہ دعوت مورخہ ۱۰رجون ۲۰۰۹ء میں دیکھی جاسکتی ہے۔

مذکورہ بالا دونوں کورسز کے لئے ایسے باصلاحیت نوجوانوں کا انتخاب کیا جاتا ہے جن کا تعلیمی ریکارڈ اچھا ہو۔ ایثار پسند ہوں، اور خدمت دین کے لئے اپنے آپ کو وقف کرنے کا جذبہ رکھتے ہوں۔

اسلامی اکیڈمی کے یہ کورسز علی گڑھ میں ہوں گے، داخلہ فارم اکیڈمی کے موجودہ پتہ پر جمع کرنے کی آخری تاریخ ۳۰رجون ۲۰۰۹ء ہے۔ نیا سیشن جولائی کے وسط سے علی گڑھ میں شروع ہوگا۔

منتخب طلبہ کو رہائش کی سہولت کے علاوہ دو ہزار روپیہ (Rs.2000/-) ماہانہ وظیفہ بھی دیا جائے گا۔

خط وکتابت کا پتہ
سکریٹری: اسلامی اکیڈمی
D-320 دعوت نگر، ابوالفضل انکلیو، اوکھلا، نئی دہلی Ph.: 011-65482979